تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

المنار

سوونیئر

2017ء

زیرنگرانی: مبارک احمد صدیقی ۔ صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن ۔ یو.کے

مجلس ادارت: رانا عبدالرزاق خان، عطاء القادر طاہر، سید حسن خان، آصف علی پرویز ۔ منیجر: سید نصیر احمد

Taleem-Ul-Islam College Old Students Association - U.K

181, London Road, Mordan, SM4 5HF, London.

Ph. 020 8877 5510, 7886304637 - Fax: 020 8877 9987

ticosauk2017@gmail.com - www.alminaruk.com

حضور پُرنور سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجلس عاملہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران
تصویر: فروری 2015ء

حضور پُرنور سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران
تصویر: فروری 2015ء

سوونیئر
2017ء

المنار

مجلس ادارت

رانا عبدالرزاق خان۔عطاء القادر طاہر۔سید حسن خان۔آصف علی پرویز

پروف ریڈنگ

چوہدری بشیر احمد اختر۔پروفیسر عبدالقدیر کوکب

کمپوزنگ و ڈیزائننگ

خورشید احمد خادمؔ

مینیجر

سید نصیر احمد

المنار کی ضیا پاشیاں

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	خطاب سیدنا حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۵ جنوری ۲۰۱۴ء	3	15	محترم لارڈ طارق احمد صاحب اور محترم لطیف احمد جھمٹ صاحب کے ساتھ ایک شام	50
2	رپورٹ کارروائی سالانہ عشائیہ ۱۴ فروری ۲۰۱۵ء	7	16	رپورٹ: تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو.کے کا دورہ لیک ڈسٹرکٹ/ نارتھ ویلز	52
3	خطاب سیدنا حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۴ فروری ۲۰۱۵ء	9	17	پتھروں سے ہیرے۔رانا عبدالرزاق خان	54
4	بعض اساتذہ کا تذکرہ۔محمود مجیب اصغر صاحب	13	18	کالے گاؤں کی کشش۔خالد منیر احمد صاحب	55
5	۱۵ نومبر ۲۰۱۴ء کی ادبی شام کا تذکرہ	17	19	کسومو سے ربوہ پھر بریڈفورڈ۔عبدالباری ملک صاحب	56
6	۳۰ نومبر ۲۰۱۴ء سپورٹس ریلی۔تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو.کے کی روئیداد	20	20	نماز کس نے پڑھائی۔عطاء القادر طاہر صاحب	57
7	تعلیم الاسلام کالج کی حسین یادیں۔آصف علی پرویز صاحب	23	21	میری یادیں۔سید نصیر احمد صاحب	59
8	اکیسویں صدی کے غزل الغزلات۔ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب	26	22	تعلیم الاسلام کالج کی حسین یادیں۔سید محمد حسن خان صاحب	60
9	ڈاکٹر مہدی علی قمر کے منظوم کلام ''برگِ خیال'' کا تعارفی پروگرام	28	23	میری یادیں۔چوہدری بشیر اختر صاحب	61
10	تعلیم الاسلام کالج کے سابق طالب علم محترم مولانا بشیر احمد رفیق خان صاحب مرحوم کے ساتھ ایک انٹرویو	30	24	اکلوتا سٹوڈنٹ۔رانا عرفان شہزاد صاحب	63
11	خطوط از سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	32	25	وہ سنہرے دن۔مرزا حفیظ احمد صاحب	63
12	تعلیم الاسلام کالج کے بارے میں تاثرات۔رانا عبدالرزاق خان	39	26	محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کے ساتھ ایک نشست	65
13	انٹرنیشنل مشاعرہ جرمنی کی تفصیلی رپورٹ	46	27	چوہدری صاحب۔آصف محمود باسط صاحب	68
14	تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشنز برطانیہ اور جرمنی کے مابین باسکٹ بال میچز کی رپورٹ۔از مرزا عبدالرشید صاحب	48	27	تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے دورہ مراکش (فروری ۲۰۱۷) کی تصاویر	73

قال اللہ تعالیٰ

وہ جسے چاہے حکمت عطا کرتا ہے اور جو بھی حکمت دیا جائے تو یقیناً وہ خیرِ کثیر دیا گیا اور عقل والوں کے سوا کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔

(البقرہ:270)

پڑھ، اور تیرا رب سب سے زیادہ معزز ہے۔جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

(العلق:4-6)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حکمت اور دانائی کی بات تو مومن کی اپنی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے،اسے چاہیے کہ جہاں بھی اسے پائے ،لے لے کیونکہ وہی اس کا بہتر حقدار ہے۔

(چالیس جواہر پارے صفحہ 115)

علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے تمہیں چین جانا پڑے کیونکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(شعب الایمان جلد ۲ حدیث نمبر ۳۶۶۱)

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سو یہ علوم و معارف جو دوسرے لفظوں میں حکمت کے نام سے موسوم ہیں یہ خیرِ کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحرِ محیط کے رنگ میں ہیں جو کلامِ الٰہی کے تابعین کو دیئے جاتے ہیں اور ان کے فکر اور نظر میں ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقائقِ حقہ ان کے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں اور کامل صداقتیں ان پر منکشف ہوتی رہتی ہیں۔“

(براہینِ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 533)

ارشاد سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسوسی ایشن کی طرف سے براہ راست نظارت تعلیم ربوہ کو یہ تعلیمی امداد بجھوائی جاتی ہے اور وہاں کئی طالبعلموں کا اس سے فائدہ ہوتا ہے۔لیکن اس سے بڑھ کے بھی پروگرام ہونے چاہئیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ایسے پرانے طالبعلم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسودہ حالی میسر فرمائی ہوئی ہے۔اسلئے بعض ایسے پروگرام جو افریقہ میں مثلاً احمدیہ آرکیٹیکٹس ایسوسی ایشن کے ذریعے سے یا ہیومینیٹی فرسٹ کے ذریعے سے جاری ہیں،ان میں بھی کبھی کبھی ایسوسی ایشن کے نام پر حصہ ڈال دیا کریں۔“ (خطاب سالانہ اجلاس منعقدہ 25 جنوری 2014ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم ممبران ۔ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔ گزشتہ دوسالوں کی تقریبات کی جھلکیوں پر مبنی یہ رسالہ آپکی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہماری ایسوسی ایشن کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ ہمیں براہ راست امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی اور شفقت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بابرکت سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ہم سب ممبران ایسوسی ایشن کو امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات کے مطابق خدمت دین اور خدمت انسانیت کی توفیق عطا فرماوے آمین۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ دوسالوں میں مستحق طلباء کی مالی مدد کے لئے ہماری ایسوسی ایشن نے عطیات دیئے ہیں۔ سال دوہزار پندرہ میں افریقن ملک ساؤ ٹومے میں ایک پرائمری سکول تعمیر کیا گیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس کا نام تعلیم الاسلام پرائمری سکول عطا فرمایا ہے۔ اس سکول میں تعلیم وتدریس کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اب سال دوہزار سولہ سترہ کے لئے برکینا فاسو میں ایک پرائمری سکول کا منصوبہ شروع کیا گیا ہے جو انشاء اللہ العزیز امسال دوہزار سترہ میں مکمل ہو جائے گا۔ اس سکول کی کل لاگت چالیس ہزار برطانوی پاؤنڈز ہے۔ گزشتہ سال اس مد میں آپ سب کے تعاون سے بیس ہزار پاؤنڈز سے زائد رقم ادا کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان عاجزانہ کوششوں کو قبول فرمائے اور خدا کرے کہ ہم امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات کے مطابق ہمیشہ نیکیوں میں قدم آگے بڑھاتے چلے جائیں۔ آمین۔

اس کے علاوہ گزشتہ دوسالوں میں کھیلوں کے پروگرام بھی منعقد کئے گئے اور بعض ادبی شخصیات کے ساتھ مجالس کا بھی اہتمام کیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور رحم کے ساتھ ہماری ایسوسی ایشن کو گزشتہ دوسالوں میں تین مرتبہ یہ اعزاز حاصل ہوا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس ہماری ایسوسی ایشن کی تقریبات میں شرکت فرمائی۔ ان سب تقریبات کی مختصر کاروائی المنار کے اس خصوصی شمارے میں پیش خدمت ہے۔

والسلام

مبارک صدیقی

صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو۔کے

تعلیم الاسلام کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے کی سالانہ تقریب اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

(فرمودہ 25 جنوری 2014ء بروز ہفتہ بمقام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن)

جب اپنے اپنے دور کی یادیں اکٹھے بیان کریں تو ایسا ماحول پیدا ہوتا ہے جہاں بزرگ اساتذہ کیلئے دعائیں بھی نکلتی ہیں اور ان کی نیکیوں کو جاری کرنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہوتی ہے

مختلف پرنسپل صاحبان آتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بھی ایک احمدی کا جو کردار ہے اس کو، یا جماعت کا جو کردار ہے اس کو ہر طالب علم پر خواہ وہ احمدی تھا یا غیر از جماعت تھا اس کے اندر راسخ کرنے کی کوشش کرتے رہے اور وہ یہی ہے کہ محبت پیار سے رہنا اور اپنی تعلیمی سرگرمیوں کی طرف توجہ دینا۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری تفریح اور بے تکلفی کی بھی کچھ حدود ہیں، کچھ روایات ہیں

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر دفعہ احمدی ہی عہدیدار منتخب ہو۔ اگر کوئی غیر از جماعت ایسا ہے جو ہماری ایسوسی ایشن کا ممبر بنتا ہے تو وہ بھی منتخب ہو سکتا ہے

تشہد و تعوذ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایسوسی ایشن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

تعلیم الاسلام کالج اولڈ بوائز ایسوسی ایشن اسلئے قائم کی گئی تھی اور اس میں تمام طالب علم شامل ہیں چاہے احمدی ہیں یا غیر از جماعت ہیں، تاکہ ممبران کو سال کے مختلف وقتوں میں مل بیٹھنے کا ایک موقع میسّر آجائے اور وہ پرانی یادیں تازہ کرسکیں۔ تعلیم الاسلام کالج کے جو مختلف دور گزرے ہیں، ان کی جو یادیں ہیں جو مختلف طلباء سے وابستہ ہیں وہ جب اپنے اپنے دور کی یادیں اکٹھے بیان کریں تو ایسا ماحول پیدا ہوتا ہے جہاں بزرگ اساتذہ کیلئے دعائیں بھی نکلتی ہیں اور ان کی نیکیوں کو جاری کرنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہوتی ہے۔ پس ایک مقصد یہ تھا جس کیلئے جب مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے کہا یہ ایسوسی ایشن ضرور بنائیں۔ اسلئے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک نیک مقصد کے لئے یہ ایسوسی ایشن قائم کی گئی تھی نہ کہ کسی قسم کا سیاسی اکھاڑہ بنانے کیلئے۔

گزشتہ دنوں یہ بھی مطالبہ میرے پاس آیا کہ اس سال ہماری ایسوسی ایشن کے الیکشن ہونے ہیں، اس لئے کنویسنگ کی بھی اجازت دی جائے تو میں نے اس تجویز کو اس لئے رد کر دیا تھا کہ ایک دوستانہ ماحول میں ایک ایسوسی ایشن بنائی گئی تھی جس میں لوگ آپس میں مل کر بیٹھیں اور اپنی ایک انتظامیہ منتخب کرلیں، نہ کہ کنویسنگ کی جائے۔ کسی کے حق میں لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کی جائے، کسی کے خلاف بولا جائے اور پھر اس طرح رنجشیں پیدا ہوں گی، محبتیں اور پیار نہیں پنپیں گے۔ پس اس لحاظ سے ہمیشہ ہمیں خیال رکھنا چاہیے۔

بعض طلباء جو بعد کی پیداوار ہیں، وہ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پرنسپل شپ کے زمانے میں کالج میں وقت نہیں گزارا، بلکہ بعد میں وقت گزارا، جب آپؒ خلافت پر متمکن ہوئے تو اس کے بعد

مختلف پرنسپل صاحبان آتے رہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک احمدی کا جو کردار ہے اس کو، یا جماعت کا جو کردار ہے اس کو ہر طالب علم کے اندر خواہ وہ احمدی تھا یا غیر از جماعت تھا راسخ کرنے کی کوشش کرتے رہے اور وہ یہی ہے کہ محبت پیار سے رہنا اور اپنی تعلیمی سرگرمیوں کی طرف توجہ دینا۔ اس کے بعد بعض ایسے بھی ہوں گے جو بھٹو دور کے بعد جب کالج قومیالئے گئے تو اس وقت وہاں پڑھتے رہے۔ اس وقت وہاں ایک ایسا ماحول پیدا ہو گیا تھا جس کو ایک احمدی ماحول تو بہر حال نہیں کہا جا سکتا بلکہ سیاست اور مخالفت، احمدیوں کی مخالفت، اساتذہ کی آپس میں ایک دوسرے کے خلاف رنجشیں، اس طرح کا ماحول تھا۔ بہر حال اس ماحول میں پلنے بڑھنے والے اور پڑھنے والے جو سٹوڈنٹس تھے ان میں شاید یہ خیال آیا ہو کہ ہم بھی اس طرح کا ایک رنگ دے دیں۔ لیکن یہ رنگ تو ہم اس ایسوسی ایشن کو قطعاً نہیں دے سکتے۔ اس لئے کنویسنگ کا تو سوال ہی نہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ (اس کا مقصد) مل کر بیٹھنا ہے اور آپس میں تفریحی ماحول پیدا کرنا ہے اور دنیا میں مختلف قسم کے جو بوجھ ہر انسان پر پڑے ہوئے ہیں ان سے کسی طرح نجات حاصل کرنا اور یہ موقع پیدا کرنا ہوتا ہے کہ ہلکے ماحول میں ایک ایسا اکٹھ کیا جائے جہاں ایک دوسرے سے کھل کر باتیں بھی ہوں، ایک دوسرے کے خیالات بھی سنے جائیں اور تھوڑی بہت enjoyment بھی ہو جائے۔

لیکن ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری تفریح اور بے تکلفی کی بھی کچھ حدود ہیں، کچھ روایات ہیں، جو جماعت کی روایات تھیں وہ کالج میں بھی قائم رہیں، خواہ کالج میں پڑھنے والا احمدی تھا یا غیر احمدی۔ ہمارے اندر بے تکلفی کا وہ ماحول پیدا نہیں ہوتا جس کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک دفعہ کچھ لیڈر ایک جگہ جمع تھے اور وہاں باتیں ہو رہی تھیں کہ ہم پر اتنا بوجھ اور اتنی ٹینشن اور تکلفات میں پڑے ہوئے ہیں کہ ہماری آپس کی باتیں بھی تکلف بن کر رہ گئی ہیں۔ اسلئے آج کی جو میٹنگ ہے، آج کا جو بیٹھنا ہے اس میں بے تکلفی کا ماحول ہونا چاہئے اور اس میں ہر ایک نے بے تکلفی کی جو تعریف اپنے مطابق کی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا کہ اس سے وہاں ایسی بے ہودگی شروع ہوگئی کہ پھل اٹھا کر ایک دوسرے پر پھینکنے شروع کر دیئے، ایک دوسرے کے خلاف گندے الفاظ استعمال کرنے لگے، اوچھے قسم کے مذاق ہونے لگے۔ تو اس قسم کی بے تکلفیاں ہمارے ماحول میں نہیں ہوتیں۔ حالانکہ وہ سب بڑے پڑھے لکھے اور قوم کے لیڈر کہلانے والے لوگ تھے۔ غیروں کی بے تکلفی کے تو یہ معیار ہیں۔ جبکہ ہماری بے تکلفی کا معیار بے تکلفی کے باوجود وقار کا احساس دل میں رکھتے ہوئے ہونا چاہئے اور ایک دوسرے کی عزت اور عزتِ نفس کا خیال رکھتے ہوئے ہونا چاہئے۔ پس یہ بے تکلفیاں ہیں جو ہم اپنی ایسوسی ایشن میں پیدا کر سکتے ہیں۔

بہر حال جیسا کہ میں نے کہا اب اس سال انتخاب ہونے ہیں، آپ کے موجودہ صدر صاحب جو ہیں انہوں نے ایک بڑی اچھی تجویز دی ہے اور میں نے ان کی تجویز پر صاد کیا ہے کہ صدر جو ہے وہ زیادہ سے زیادہ 6 سال کی مدت کیلئے مقرر کیا جائے اور کیونکہ ان کو 6 سال ہو گئے ہیں اس لئے ان کا نام تو اس دفعہ پیش نہیں ہوگا۔ اس دفعہ الیکشن جو آپ کا ہے اس میں آپ اپنا نیا صدر چنیں گے۔ لیکن باقی عہدیداران جو ایسوسی ایشن کے چنے جاتے ہیں ان کے لئے میرے خیال میں کسی وقت کی حد معیّن کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف صدر کیلئے ہی یہ حد کافی ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر دفعہ احمدی ہی عہدیدار منتخب ہو۔ اگر کوئی غیر از جماعت ایسا ہے جو ہماری ایسوسی ایشن کا ممبر بنتا ہے تو وہ بھی منتخب ہو سکتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا ان شرائط کے ساتھ کہ جماعتی نظام اور جماعتی وقار کو اپنے سامنے رکھنا ہوگا۔ یہ اس

کو بھی پتہ ہونا چاہئے۔ اور ایسوسی ایشن کے جو قواعد ہیں ان میں ان باتوں کا ذکر ہے۔ ان کے اندر رہتے ہوئے کوئی بھی شخص جو تعلیم الاسلام کالج میں پڑھا ہو، وہ اس ایگزیکٹو باڈی کا ممبر بن سکتا ہے۔ اور وہ باتیں یہی ہیں کہ اعلیٰ اخلاق کی باتیں ہوں۔ ایسوسی ایشن کو ان باتوں کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے، ان اقدار کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے جو تعلیم الاسلام کالج کی اقدار رہی ہیں۔ دین کی باتیں تو بے شک ہوں لیکن یہاں کبھی بھی ایسی باتیں ہلکے سے اشارے سے بھی نہیں ہونی چاہئیں جس میں کسی قسم کا اختلافی مسئلہ پیدا ہو سکتا ہو۔

علاوہ اور ہلکی پھلکی باتوں کے خدمت انسانیت کے حوالے سے باتیں ہوں۔ اور اس میں جیسا کہ ابھی رپورٹ میں تعلیمی امداد کا ذکر کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسوسی ایشن کی طرف سے براہ راست نظارت تعلیم ربوہ کو یہ تعلیمی امداد بھجوائی جاتی ہے اور وہاں کئی طالب علموں کا اس سے فائدہ ہوتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر بھی پروگرام ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ایسے پرانے طالب علم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسودہ حالی میسر فرمائی ہوئی ہے۔ اس لئے بعض ایسے پروگرام جو افریقہ میں مثلاً احمدیہ آرکیٹکٹس ایسوسی ایشن کے ذریعے سے یا ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعے سے جاری ہیں، ان میں بھی کبھی کبھی ایسوسی ایشن کے نام پر حصہ ڈال لیا کریں۔ اس میں بعض ایسے پروجیکٹ ہیں کہ اگر آپ مکمل طور پر اس میں حصہ ڈالیں تو اس پروجیکٹ پر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے نام کا Display بھی ہو سکتا ہے، تو ان باتوں پر بھی آپ کو غور کرنا چاہیے۔ اللہ کرے یہ ایسوسی ایشن ہر لحاظ سے کامیاب ہو اور آئندہ بھی جس وقار کو قائم رکھتے ہوئے اب تک کام سرانجام دیتی رہی ہے وہ جاری رہیں۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی اور اجلاس کی کاروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا اور حضورِ انور کے ساتھ ایسوسی ایشن کے عہدیداران کی ایک گروپ فوٹو ہوئی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں ہی سابق طلباء تعلیم الاسلام کالج کے مابین بیت بازی کا دلچسپ مقابلہ ہوا اور پھر سابق طلباء اور ایم ٹی اے کی ٹیموں کے مابین باسکٹ بال کا ایک دوستانہ میچ کھیلا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ ازاں بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل واپس تشریف لے گئے۔

(رپورٹ: مبارک احمد صدیقی۔ صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو.کے)

اشکوں کے چراغ

یہ وہ زمین تھی جو آسماں سے اتری تھی
یہ وہ حوالہ تھا جو بار بار دینا تھا
وہ اک حسین تھا اس عہد کے حسینوں میں
اسے کسی نے تو کافر قرار دینا تھا
وہ برگزیدہ شجر لڑ رہا تھا موسم سے
کہ پھولنا تھا اسے، برگ و بار دینا تھا
ہمیں بھی عہد کے انجام سے تھی دلچسپی
کہ ہم فقیروں کا اس نے ادھار دینا تھا

سایہ نہیں ہوں میں .... عبیداللہ علیم

گزرو نہ اس طرح کہ تماشا نہیں ہوں میں
سمجھو کہ اب ہوں اور دوبارہ نہیں ہوں میں
اک طبع رنگ رنگ تھی سو نذر گُل ہوئی
اب یہ کہ اپنے ساتھ بھی رہتا نہیں ہوں میں
تم نے بھی میرے ساتھ اٹھائے ہیں دکھ بہت
خوش ہوں کہ راہ شوق میں تنہا نہیں ہوں میں
پیچھے نہ بھاگ وقت کی اے نا شناس دھوپ
سایوں کے درمیان ہوں، سایہ نہیں ہوں میں

دو یادگار تصاویر

تعلیم الاسلام کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا سالانہ عشائیہ

منعقدہ مورخہ 14 فروری 2015 بمقام طاہر ہال بیت الفتوح

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی بابرکت تشریف آوری اور تقریب سے خطاب

تعلیم الاسلام کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی سالانہ تقریب مورخہ چودہ فروری بروز ہفتہ طاہر ہال بیت الفتوح لندن

میں منعقد ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

آمد سے قبل دو ٹیموں میں بیت بازی کا دلچسپ مقابلہ ہوا اور کالج کے چند سابقہ طلبائے کرام نے زمانہ طالبعلمی کے بارہ میں ایمان افروز اور دلچسپ واقعات سنائے۔ دیگر مقررین کے علاوہ مکرم و محترم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے اور مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یو کے نے بھی خطاب

فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرم و محترم سید نصیر احمد شاہ صاحب نے کی اور ترجمہ پیش کیا۔ تلاوت کے بعد مکرم و محترم مرزا عبد الباسط

صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام ترنم سے پیش کیا۔ بعد ازاں خاکسار مبارک صدیقی نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے گزشتہ ایک برس کی رپورٹ پیش کی جو کچھ اسطرح تھی:

"پیارے آقا! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اور بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ گزشتہ ایک سال کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔ گزشتہ ایک سال میں تجنید کے شعبے کو improve کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اب دوسو دس سے بڑھ کے ہماری

تجنید دوسو ساٹھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ ہمارا رسالہ المنار باقاعدگی سے ہر ماہ انٹرنیٹ گزٹ کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔

ہماری ایسوسی ایشن نے مکرم زرتشت منیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے کے ساتھ ایک ادبی نشست کا اہتمام کیا۔ اس طرح جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر سابقہ طلباء کی انٹرنیشنل میٹنگ منعقد ہوئی۔ یہاں بیت الفتوح میں مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید صاحب کی منظوم کتاب 'برگ خیال' کی تقریب رونمائی بھی منعقد کی گئی۔

دوران سال کل پانچ ہزار پاؤنڈ حقوق طلباء فنڈ اور افریقن ممالک کے طلباء کی مدد کے لئے پیش کئے گئے۔ اس سال ہمارا ٹارگٹ ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ کی رقم افریقہ میں ہمارے کسی سکول میں جدید کمپیوٹر لیب بنانے کے لئے پیش کریں۔ ہمیں علم ہے کہ یہ

ہماری ابتدائی کوششیں ہیں اور انشاءاللہ وقت کے ساتھ ساتھ ہماری کارکردگی بہتر ہوتی چلی جائے گی۔

گزشتہ کچھ سالوں کی طرح اس سال بھی سپورٹس ریلی منعقد کی گئی۔ تعلیم الاسلام کالج کی کھیلوں کی روایات کو برقرار رکھنے کے لئے باسکٹ بال کی گیم کو رواج دینے کا پروگرام بنایا گیا ہے اور گزشتہ برس دومرتبہ باسکٹ بال کے مقابلہ جات کروائے گئے۔

ہماری ایسوسی ایشن کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ گزشتہ ایک برس میں ہمارے دو پروگراموں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شامل ہوئے۔ گزشتہ برس پچیس جنوری کو سالانہ عشائیہ میں حضور انور نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اسکے علاوہ پندرہ نومبر کو محمود ہال میں منعقد ہونے والی ہماری ایک ادبی نشست میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرکت فرمائی اور حضور ازراہ شفقت بہت دیر تک ایسوسی ایشن کے ممبران کے درمیان موجود رہے۔ اور آج بھی ہم بفضلہ تعالیٰ یہ یادگار بابرکت دن دیکھ رہے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں امام وقت کے ارشادات پر عمل کرنے کی، مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اب خاکسار نہایت ادب و احترام کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست گزار ہے کہ آپ ایسوسی ایشن کے ممبران سے خطاب فرمائیں۔"

خطاب سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ، تشہد وتعوّذ کے بعد فرمایا:

"جیسا کہ رپورٹ میں مبارک صدیقی صاحب نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی ایسوسی ایشن تعداد کے لحاظ سے بھی اور قربانی کے لحاظ سے بھی ترقی کر رہی ہے۔لیکن ابھی بھی میرے خیال میں اس کی تعداد میں اضافے میں کافی گنجائش موجود ہے۔قربانی کا جہاں تک سوال ہے جماعت احمدیہ کے افراد جو اس ایسوسی ایشن کے ممبر ہیں ان کو تو مالی قربانی میں مختلف جگہوں پر قربانی دینی پڑتی ہے اس لئے میں یہ نہیں کہتا کہ اس میں اضافہ ضرور کریں لیکن اگر تعداد میں اضافہ کریں تو کچھ نہ کچھ قربانی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ایک زمانہ تھا جب آپ نے ایسوسی ایشن شروع کی تو آپ نے پانچ سو یا سات سو پاؤنڈ اور پھر ہزار پاؤنڈ جو دیئے تو بڑے فخر سے بتایا جاتا تھا کہ ہم نے اتنی قربانی دی ہے۔آج مبارک صدیقی صاحب اس خواہش کا اظہار کر رہے ہیں یا بڑا ambitious پروگرام انہوں نے بنایا ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ کی قربانی دیں گے۔لیکن یہ دیکھ لیں کہ غیر ضروری بوجھ کسی پہ نہ پڑے۔جہاں تک ضرورت کا سوال ہے پہلے صرف ابتدا میں میں نے کہا تھا کہ ٹی آئی کالج یا ٹی آئی سکول کے طلباء کیلئے،غریب طلباء کے لئے مالی مدد کریں تا کہ اُن کی بہتر تعلیم پر خرچ کیا جا سکے اور ان کو تعلیم دلوائی جا سکے۔لیکن خدمت خلق کی جب عادت پڑ جائے تو پھر انسان کا دل چاہتا ہے کہ دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مبارک صدیقی صاحب نے اس دائرے کو وسیع کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔اللہ کرے کہ ان کی خواہش پوری بھی ہو جائے کیونکہ افریقہ میں ہمارے جو سکول ہیں، ہائر سیکنڈری سکول میں طلباء تقریباً کالج کے لیول تک بھی پہنچ جاتے ہیں۔اُن میں ٹیکنیکل تعلیم دلوانے کے لئے یا کمپیوٹرز کی تعلیم دلوانے کی لئے بعض چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اور اگر اس سلسلے میں آپ کوشش کریں تو بڑی اچھی بات ہے۔لیکن ساتھ ہی میں تعلیم الاسلام کالج کے ان طلباء سے جو کسی نہ کسی فیلڈ میں skill رکھتے ہیں، کسی

پروفیشن میں ہیں ان سے یہ کہوں گا کہ جو وقت دے سکتے ہوں وہ احمدیہ انجینئرز اینڈ آرکیٹیکٹ ایسوسی ایشن کے تحت وہاں جائیں اور کام کریں۔ مالی مدد اگر نہیں کر سکتے تو کم از کم وہاں جا کے اپنے پیشے کے لحاظ سے مدد کی کوشش کریں۔ یہاں بعض ریٹائرڈ انجینئرز بھی ہونگے اگر وہ کچھ وقت دے سکتے ہوں تو ہمیں وہاں مساجد یا مشن ہاؤسز کی تعمیر کے لئے یا بعض تعمیری کاموں میں نگرانی کے لئے بھی ضرورت ہے اور یقیناً میرے خیال میں آپ کے یہاں کافی ایسے لوگ ہونگے جنہوں نے سول انجینئرنگ کی ہوگی۔ آرکیٹکچر میں کچھ کیا ہوگا یا اس کے علاوہ بھی کوئی نہ کوئی ٹیکنیکل علم ان کے پاس ہوگا جس سے وہ مدد کر سکتے ہیں۔ تو اگر یہ تنظیم ٹی آئی کالج ایسوسی ایشن اس لحاظ سے بھی آرگنائز کرنے کی کوشش کرے اور آئی ٹرپل اے ای کے ساتھ یا ہیومینیٹی فرسٹ کے ساتھ کوآرڈی نیٹ کرے تو یہ بھی ایک بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اللہ کرے کہ ان نئے میدانوں میں بھی آپ میں سے بہت سارے لوگ پیدا ہوں اور اگر خود نہیں تو کم از کم اپنے بچوں کو encourage کر سکتے ہیں کہ وہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام جو یہاں پڑھے ہوئے ہیں، وہ بھی جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان سے آئے ہوؤں کو، ٹی آئی کالج کے پڑھے ہوئے بہت سے افراد کو یہاں ان ملکوں میں، خاص کر یو کے میں سیٹل کیا ہے۔ آپ کے بچوں نے اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کی ہے اور کسی نہ کسی پروفیشن میں وہ کام بھی کر رہے ہیں۔ اگر یہی skill آگے منتقل کرنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بھی ایک انسانیت کی خدمت ہوگی۔ اللہ کرے کہ آپ لوگ اس لحاظ سے بھی سوچیں اور اپنے کام کو آگے بڑھائیں۔

بس یہ چند الفاظ ہی میں کہوں گا کیونکہ نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ آج یہ مجلس ابھی تک تو مبارک صدیقی صاحب کی موجودگی میں پہلی مجلس ہے جس میں اتنی سنجیدگی سے بغیر کسی لطیفے کے سارے مراحل گزر گئے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ کھانے سے پہلے مبارک صاحب کم از کم اس کی سنجیدگی کو دور کرنے کے لئے اپنے مزاج کے مطابق کوئی نہ کوئی لطیفہ ضرور بیان کر دیں۔''

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعد خاکسار نے اپنی ایک مزاحیہ نظم پیش کی۔ بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور پھر ایسوسی ایشن کے ممبران کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہماری یہ تقریب بہت بابرکت اور یادگار رہی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہمیشہ حامی و ناصر ہو اور ہمیں حضور انور کے ہر فرمان پر ہر نصیحت پر اور ہر اشارے پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے بعض پروفیسرز کا تذکرہ

(مکرم محمود مجیب اصغر صاحب)

بچوں کی ایک کلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خواہش فرمائی تھی کہ ربوہ کے اساتذہ کا ذکر ہونا چاہئے۔ خاکسار کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں دو سال پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اور خاکسار نے یہیں سے ایف ایس سی (پری انجینئرنگ) کر کے انجینئرنگ یونی ورسٹی لاہور میں داخلہ لیا جہاں سے سول انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی۔ اگر خاکسار کو اس کالج میں پڑھنے کا موقعہ نہ ملتا جہاں کا پاکیزہ ماحول اور اچھی روایات اور شفیق اور دعا گو محنت کرنے والے اساتذہ نہ ملے ہوتے تو عین ممکن ہے خاکسار اتنے نمبر حاصل نہ کر سکتا اور انجینئرنگ یونی ورسٹی میں داخلہ نہ ملتا۔ ایف ایس سی میں 1960ء سے 1962ء کا زمانہ تھا۔ اتنا اچھا ماحول اور خوشگوار فضا تھی کہ اب یوں لگتا ہے جیسے کوئی خواب ہو۔ زمین پر چلتے پھرتے فرشتے تھے جو وقف کر کے اس تعلیمی ادارے کو چلا رہے تھے اور اس کے پس منظر میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعائیں اور آپ کے فرزند جلیل حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل ٹی آئی کالج کی حسن تدبیر اور اعلیٰ قسم کی Management اور انتظامی صلاحیتیں کارفرما تھیں۔ چنانچہ اس امر کا اعتراف 1961ء کے جلسہ تقسیم اسناد (Convocation) کے موقعہ پر اس وقت کے صوبائی سیکرٹری تعلیم پروفیسر سراج الدین صاحب نے صدارتی خطاب میں ان الفاظ میں کیا:

”تعلیم الاسلام کالج دو نمایاں اور ممتاز شخصیتوں والد اور فرزند کی محنت، محبت اور شفقت کا ثمرہ ہے۔ میری مراد آپ کی جماعت کے واجب الاحترام امام جو اس کالج کے بانی ہیں اور ان کے لائق و فائق فرزند مرزا ناصر احمد سے ہے۔ وہ اپنے مشہور و معروف خاندان کی قائم کردہ روایات کو وقف کی روح اور ایک ایسے جذبہ و شوق کے ساتھ چلا رہے ہیں جو دوسرے ممالک میں بھی شاذ ہی نظر آتا ہے۔“

(حیات ناصر صفحہ 231 جلد اوّل)

اس مضمون میں زیادہ تر ان پروفیسر صاحبان کا ذکر ہوگا جن کی شاگردی کا خاکسار کو شرف حاصل ہوا لیکن پہلے پرنسپل صاحب کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

پرنسپل ٹی آئی کالج ربوہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) جو خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے روحانی اعلیٰ منصب پر 8 نومبر 1965ء کو فائز ہوئے۔ آپؒ کی عظیم الشان شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپؒ کی بارعب، شفیق، مقناطیسی شخصیت اور نورانی چہرہ آج بھی خاکسار کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپؒ نے ہماری فرسٹ ائیر کی کلاس کو اپنے ویلکم ایڈریس میں تین نصائح فرمائیں:

1. محنت کرنا، 2. دعا کرنا
3. حسد نہ کرنا (حسد حافظے کو خراب کر دیتا ہے)

آپؒ انتخاب خلافت تک کالج کے پرنسپل رہے۔ کالج کے جنوب مغرب میں آپؒ کی کوٹھی تھی۔ کالج کے پرنسپل ہونے کے علاوہ آپؒ پر اس وقت بے شمار جماعتی ذمہ داریاں بھی تھیں۔ آپؒ تعلق باللہ، توکل اور انقطاع غیر اللہ کے ایسے اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ آپؒ کے چہرہ کی مسکراہٹ پریشان حال طلباء میں بھی بشاشت، عزم اور ہمت پیدا کر دیتی تھی۔ کیا بلحاظ تعلیم و تربیت اور کیا بلحاظ گیمز، Debates، علمی شخصیات کے لیکچروں اور تمام ضروری امور ڈسپلن، شاندار روایات، یونی فارم، وقت کی پابندی اور شاندار نتائج۔ ہر لحاظ سے یہ کالج چوٹی کے کالجوں میں سے تھا۔ کسی قسم کی لغویات یہاں نہیں ہوتی تھیں۔ سگریٹ نوشی ممنوع تھی۔ سر پر ٹوپیاں اور طلباء کالج کے اوقات میں انڈر گریجوایٹ گاؤن اور اساتذہ کے گریجوایٹ گاؤن زیب تن ہوتے تھے۔ اس شاندار ماحول کا تصور بھی اب محال ہے۔

ٹی آئی کالج کا یہ امتیاز پرنسپل حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کے دم قدم سے تھا۔ آپ سے ملنے کیلئے بڑی بڑی شخصیات کالج میں آتی تھیں۔ خاکسار نے پہلے مرتبہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کو بھی کالج ہی میں دیکھا۔ ایک خوبرو

پینٹ کوٹ میں ملبوس ٹائی لگائے ہوئے، چہرہ پر فرنچ کٹ داڑھی آپ کو ملنے پرنسپل آفس میں آئے۔ طلباء آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ یہ پرنسپل محترم کے چھوٹے بھائی ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے ہی انگلستان سے واپس آئے ہیں۔ ان دونوں بھائیوں میں آپس میں بہت محبت ہے۔ اور ان کا نام مرزا طاہر احمد ہے۔ سب جماعت کے بزرگ آپ کے پاس آتے تھے۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کو بھی آپ کے پاس آتے

ہوئے کئی بار دیکھا گیا۔حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری تو باقاعدہ Theology کا مضمون پڑھانے کالج میں آتے تھے۔ایک بار سرگودھا کالج کے پرنسپل عبدالعلی خان بھی آئے تھے۔علم کے فروغ کیلئے بڑی بڑی نامور شخصیتوں کو آپؒ مدعو کرتے رہتے تھے۔تعلیم کے بارہ میں آپؒ کا جو تصور تھا اس بارہ میں 1964ء کے کانووکیشن پر آپؒ کا مندرجہ ذیل اقتباس اس کی غمازی کرتا ہے۔آپؒ نے فرمایا:

”....علم ایک بحرِ بے کنار ہے۔اس لئے ایک انسان علم میں خواہ کسی قدر ترقی کر جائے علم ختم نہیں ہوتا۔اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

....کہہ دے کہ اگر سمندر کو سیاہی بنا کر اس سے خدا تعالیٰ کی معرفت کی باتیں،اس کے دئے ہوئے علوم اور قدرت کے راز ضبط تحریر میں لانا چاہو تو وہ ایک سمندر کیا اس جیسا ایک اور سمندر بھی لے آؤ تو وہ بھی ختم ہو جائے گا مگر خدا کی باتیں اور اس کے دئے ہوئے علوم ختم نہ ہوں گے۔

(الکہف:110)

اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی اتباع میں ہر ایک کی زبان سے یہ کہلوایا کہ ربّ زدنی علما(طٰہٰ:115) اے اللہ مجھے اپنی معرفت اور علم میں بڑھاتا جا۔

پس علم کبھی نہ ختم ہونے والی چیز ہے اس لئے آپ تادم حیات علم کی جستجو میں رہیں اور اس کے حصول کیلئے ہمیشہ کوشاں رہیں...“

(حیات ناصر صفحہ 218)

1965ء کے کانووکیشن پر فرمایا:

”حقیقی علم کا ابدی سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے....اگر آپ علم سے محبت رکھتے ہیں تو ضروری ہے کہ آپ کا تعلق علم کے حقیقی سرچشمہ سے ہمیشہ مضبوط رہے۔پس اپنی عقل اور علم پر تکیہ نہ کرو بلکہ ہمیشہ علوم حقیقی کے آستانہ پر عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھکے رہو تا اس تعلق کے طفیل تمہارے دلوں سے بھی ہمیشہ مُصفّٰی،میٹھے اور لذیذ علم کے سرچشمے پھوٹتے رہیں....یہ بھی نہ بھولنا کہ انسان علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ وہ خود اس سے فائدہ اٹھائے اور دوسروں کی خدمت کرے۔“ (حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 219)

(الفضل 17 نومبر 2014ء)

1965ء کے کانووکیشن پر فرمایا:

”حقیقی علم کا ابدی سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے....اگر آپ علم سے محبت رکھتے ہیں تو ضروری ہے کہ آپ کا تعلق علم کے حقیقی سرچشمہ سے ہمیشہ مضبوط رہے۔پس اپنی عقل اور علم پر تکیہ نہ کرو بلکہ ہمیشہ علوم حقیقی کے آستانہ پر عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھکے رہو تا اس تعلق کے طفیل تمہارے دلوں سے بھی ہمیشہ مُصفّٰی،میٹھے اور لذیذ علم کے سرچشمے پھوٹتے رہیں....یہ بھی نہ بھولنا کہ انسان علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ وہ خود اس سے فائدہ اٹھائے اور دوسروں کی خدمت کرے۔“

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 219)

تعلیم الاسلام کالج کی پاکیزہ روایات

تعلیم الاسلام کالج کی روایات کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔آپؒ نے خلیفہ بننے کے بعد کالج تشریف لا کر جلسہ تقسیم اسناد 1966ء کے موقعہ پر فرمایا:

”اس درسگاہ کے اساتذہ کی یہ روایت ہے کہ وہ اپنے طلباء کے ساتھ بچوں سے بھی زیادہ پیار کرتے ہیں۔ان کی جائز ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔دکھ سکھ میں ان کے شریک ہوتے ہیں۔ہر وقت بے نفس خدمت میں لگے رہتے ہیں اور پوری توجہ اور پوری کوشش کے ساتھ بچوں کی رہبری اور رہنمائی میں مصروف رہتے ہیں۔ہمارے عزیز بچوں میں یہ روایت پختگی کے ساتھ قائم ہو چکی ہے کہ وہ غلط سیاست میں حصہ نہیں لیتے اور سٹرائیک (Strike) اور دیگر ایسی ہی بدعادات سے اتنے ہی دور ہیں جتنی کہ زمین آسمان سے۔

اس درس گاہ کا فکر و عمل مذہب و ملت کی تفریق سے بالا ہے۔ہر طالب علم خواہ وہ کسی مذہب کسی فرقہ یا کسی سیاسی جماعت سے ہی تعلق کیوں نہ رکھتا ہو ہر قسم کی جائز سہولتیں حاصل کرتا ہے اور اس کالج کے اساتذہ ہر طالب علم کی جسمانی اور ذہنی نشوونما کی طرف پوری طرح متوجہ رہتے ہیں۔

یہاں امیر و غریب میں کوئی امتیاز نہیں رکھا جاتا۔ایک غریب کے احترام کا ویسا ہی خیال رکھا جاتا ہے جیسا کہ کسی امیر طالب علم کا۔اساتذہ اس طالب علم کی قدر کرتے ہیں جو علمی شوق رکھتا ہو اور علم کی وسیع شاہراہ پر بشاشت اور محنت کے ساتھ آگے بڑھنے والا ہو۔اور سب سے بڑھ کر ہمارے اساتذہ میں یہ احساس پختگی کے ساتھ قائم ہے کہ محض ظاہری دیکھ بھال اور تربیت کافی نہیں ہے۔ہمارے بچوں کا پہلا اور آخری حق ہم پر یہ ہے کہ ہم دعاؤں کے ساتھ ان کی مدد کرتے رہیں۔

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 210-211)

خاکسار کے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں اور نہ قلم میں وہ طاقت ہے کہ اس عظیم انسان پرنسپل ٹی آئی کالج اوراس عظیم ادارہ ٹی آئی کالج کی خوبیاں اور عظمتیں بیان کرے۔اس لئے انہی فقرات پر اکتفاء کرکے آگے باقی اساتذہ کا ذکر کرتا ہے۔

وماتوفیقی الاباللہ۔

پروفیسر میاں عطاء الرحمن صاحب (ایم ایس سی بی ٹی)

آپ اس زمانے میں فزکس کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھے۔نہایت درویش منش، لائق ،محنتی، زمین پر چلتے پھرتے فرشتے تھے۔ پرنسپل صاحب کی غیر موجودگی میں آپ قائم مقام پرنسپل ہوا کرتے تھے۔چنانچہ جب خاکسار کا داخلہ ہوا تو آپ نے ہی انٹرویو لیا اور داخلہ فارم پر دستخط کئے تھے جس کے نیچے Acting Principal کی مہر لگی تھی۔آپ سے ہماری کلاس نے باقاعدہ نہیں پڑھا کیونکہ اور پروفیسر مقرر تھے۔ (آپ اس وقت بی ایس سی کی کلاسوں کو فزکس پڑھاتے تھے) تاہم چند لیکچر آپ نے بھی ہماری کلاس کو دئے اور اتنے تحمل اور پیار سے پڑھاتے تھے کہ ان کے لیکچر کا ایک ایک لفظ لکھا بھی جا سکتا تھا اور مضمون پوری طرح سمجھ آجاتا تھا۔کمزور سے کمزور ذہن کو مدنظر رکھ کر لیکچر دیا کرتے تھے تاکہ ہر ایک استعداد کے طالب علم کو سمجھ آجائے۔ایف ایس سی کا رزلٹ نکلنے کے بعد جو عبوری سرٹیفکیٹ کالج کی طرف سے خاکسار کو ملا تھا اس پر بھی قائم مقام پرنسپل کے طور پر آپ ہی کے دستخط تھے۔آپ کی علمی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ پنجاب یونیورسٹی کے فزکس کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر عبدالبصیر پال اپنے فزکس کے مسائل آپ کے پاس آ کر Discuss کیا کرتے تھے۔

آپ کا مالوف وطن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کا مولد ومسکن بھیرہ تھا۔گزشتہ دنوں رجسٹر روایات میں سے مندرجہ ذیل روایت خاکسار کو ملی جو آپ کے بارہ میں ہے،ایمان افروز ہے۔محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ بنت میاں کرم الدین صاحب (صحابہ)313میں شامل سکنہ بھیرہ اہلیہ (میاں) اللہ بخش صاحب بحوالہ رجسٹر روایات نمبر 13 صفحہ 7 پر تحریر فرماتی ہیں:

"میری والدہ صاحبہ مسماۃ طالع بی بی صاحبہ مرحومہ اور والد صاحب نے حضور کو دعویٰ کرتے ہی مان لیا۔ایک دفعہ میری والدہ کو خواب آئی کہ کوئی بہت بڑے بزرگ آدمی ہیں وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں جو امام مہدی صاحب ہیں ان کے ساتھ آپ نکاح پڑھائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو لڑکا عطا کرے گا۔(کیونکہ ان کا لڑکا کوئی نہیں تھا اور خواہش تھی کہ لڑکا ملے) پھر خواب اپنے خاوند کو سنائی۔انہوں نے قادیان لکھی۔حضور نے جواباً تحریر فرمایا کہ جس عورت کو خواب آئی ہے اس عورت کو مجھ پر کامل یقین نہیں ہے۔اگر وہ مجھ پر کامل یقین کرے تو خدا لڑکا عطا کرے گا تو پھر قادیان دستی بیعت کیلئے گئے اور پھر خدا تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا جس کا نام حضور نے عطاء الرحمن رکھا جو کہ خدا کے فضل سے موجود ہے۔میری عمر اس وقت 12 سال تھی۔"

(تاریخ احمدیت بھیرہ کے مطابق آپ کی پیدائش 1905ء کی ہے)

پروفیسر نصیر احمد خان صاحب

آپ ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے۔فزکس کے پروفیسروں کا ذکر چل رہا ہے اس لئے آپ کا یہاں ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔آپ بڑے ہنس مکھ اور کامیاب پروفیسروں میں سے تھے۔کئی غیر نصابی سرگرمیاں بھی آپ کے ذمہ تھیں۔پروفیسر نصیر خان صاحب نے ہماری کلاس کو فرسٹ ائیر میں فزکس پڑھائی۔خاکسار بالکل غیر معروف اور بیک بنچر زطلباء میں سے تھا۔شروع میں تو انگریزی میں لیکچر کی سمجھ ہی نہیں آتی تھی۔تاہم محنت اور دعاؤں میں لگا رہا۔ستمبر میں کلاسیں شروع ہوئیں۔ اور دو تین ماہ بعد ہی دسمبر ٹیسٹ شروع ہوئے جن میں مشکل سے پاس ہوا۔جلسہ سالانہ آیا۔اس پر ڈیوٹی دی۔دعائیں کیں۔بہت فکر مند رہتا تھا کہ کیا بنے گا؟ یکم اپریل کو سالانہ امتحان کیلئے فری ہو گئے۔چودہ یا پندرہ تاریخ کو امتحان شروع ہوا اور امتحان ختم ہوتے ہی سیکنڈ ائیر کی کلاسیں شروع ہو گئیں۔رزلٹ ساتھ ساتھ تیار ہو رہا تھا۔فزکس کی کلاس میں نصیر خان صاحب تشریف لائے اور پہلے ایک لڑکے کا رول نمبر پکار کر کھڑا کیا اور اس پر اظہار افسوس کیا کہ اس کے فزکس میں سب سے کم نمبر آئے ہیں۔خاکسار قدرے تاخیر سے داخل ہوا تھا اور رول نمبر 188 تھا۔پھر آپ نے کہا کہ رول نمبر 188 کون ہے؟ وہ کھڑا ہو جائے۔خاکسار ڈرتا ڈرتا کھڑا ہوا اور دل میں خیال کیا کہ فزکس کا پیپر تو اچھا ہو گیا تھا نہ جانے خاکسار کو کیوں کھڑا کیا ہے۔مسکرا کر کہنے لگے کہ آپ تو چھپے رستم نکلے ہیں۔کلاس میں اوّل پوزیشن لی ہے۔اس کے بعد خاکسار کے کلاس فیلو خاکسار کی طرف متوجہ ہوئے اور اور پوچھتے اتنا پڑھتے ہو؟ کیسے پڑھتے ہو؟ اس قسم کے کئی سوال ہوتے تھے اور خاکسار اندر ہی اندر اپنی نالائقی پر ہنستا تھا کہ انہوں نے کب سے خاکسار کو لائق سمجھنا شروع کر دیا ہے۔

چنانچہ 1980ء سے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر شعبہ ترجمانی کیلئے جو سسٹم ڈیزائن ہو کر رائج ہے وہ بھی انہوں نے ہی اپنے ایک ہونہار اور لائق شاگرد (جو نئے احمدی ہوئے تھے اور اخلاص میں بہت بڑھے ہوئے تھے) محترم انجینئر ملک لال خان صاحب (حال امریکینیڈا) کے ذریعہ شروع کروایا تھا۔ خاکسار جیسے نالائق شاگرد سے بھی انہوں نے ایک مرتبہ اپنی ایم ایس سی کی کلاس کو ''پاکستان میں بجلی کی پیداوار اور اس کی ترسیل'' پر لیکچر دلوایا تھا۔ انہوں نے وہ خط و کتابت بھی دکھائی جو ڈاکٹر سلام اور حکومت کے درمیان ان کے ایم ایس سی کلاسز کو پڑھانے سے ایک انٹرمیڈیٹ کالج میں تبادلہ کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ حضرت خلیفۃ الثالثؒ کی شدید خواہش تھی کہ تعلیم الاسلام کالج کے کئی اہم شعبوں میں ایم اے، ایم ایس سی کی کلاسز شروع ہو سکیں۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے پروفیسر نصیر خان صاحب کو پی ایچ ڈی کیلئے بھجوایا اور پروفیسر صاحب کامیاب و کامران ڈاکٹر نصیر احمد خان بن کر واپس آئے اور اتنی محنت اور لگن سے ایم ایس سی کی کلاسیں شروع کیں کہ ایک سال ٹی آئی کالج کا طالب علم پوری یونیورسٹی میں اوّل آ گیا۔ لیکن کالج کے قومیائے جانے کے بعد صورت حال ابتر ہوتی چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب خلافت رابعہ کے شروع میں قدرے جلد ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حضور نے جلسہ سالانہ 1983ء کے موقعہ پر آپ کا بڑی محبت سے ذکر فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر مسعود احمد عاطف صاحب

فزکس کے پروفیسروں میں مکرم مسعود احمد عاطف صاحب بھی تھے جو کہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد کے داماد تھے۔ آپ سے پڑھنے کا موقعہ تو نہیں ملا تاہم ایف ایس سی کے پریکٹیکلز کے دوران Internal Examiner تھے اور بڑے ہمدرد انسان تھے۔ اس سے چند سال قبل غالباً 1958ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول بھیرہ میں سائنس کے پریکٹیکل کے ممتحن بن کر آئے تھے اور ہمارے والد میاں فضل الرحمن بسمل صاحب بی اے بی ٹی نے انہیں اپنے گھر بھی کھانے پر مدعو کیا تھا۔ اس لئے کالج میں تعلیم کے دوران ان سے بھی جان پہچان رہی۔ یہ بھی بہت جلد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

کیمسٹری کے اساتذہ

پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب

فرسٹ ائیر میں کیمسٹری ہمیں پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب نے پڑھائی۔ بڑے ہردل عزیز، سادہ قسم کے انسان تھے۔ بہت ہنس مکھ، پڑھانے کا انداز بہت ہی عمدہ تھا۔ قادیان کے زمانے کے کئی بار لطیفے بھی سناتے تھے اور اس طرح انگلستان کے پی ایچ ڈی کے زمانہ کے سبق آموز واقعات بھی۔ سیکنڈ ائیر کی کلاسیں شروع ہوئیں۔ خاکسار کیمسٹری میں بھی اپنی کلاس میں اوّل آیا۔ آپ کی ایک اور پروفیسر کے ساتھ مل کر لکھی ہوئی کتاب ہماری ٹیکسٹ بک ہوا کرتی تھی۔

پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب

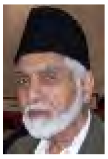

سیکنڈ ائیر میں کیمسٹری پڑھانے کیلئے پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب مقرر ہوئے۔ بہت شریف النفس انسان اور شفیق اساتذہ میں سے تھے۔ اب کینیڈا نقل مکانی کر گئے ہیں۔

پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب

کیمسٹری کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ہوا کرتے تھے جو کہ حضرت ذوالفقار علی خان گوہر کے بڑے بیٹے اور مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے بڑے بھائی تھے۔ ان سے ہمیں پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ اس وقت بی ایس سی کی کلاسیں پڑھاتے تھے۔

پروفیسر سعید اللہ خان صاحب

کیمسٹری لیبارٹری میں پروفیسر سعید اللہ خان صاحب پریکٹیکل کروایا کرتے تھے۔ محترم پروفیسر سعید اللہ خان صاحب اصل میں ایم اے (شماریات) ہیں۔ انہوں نے بی ایس سی کیمسٹری میں پنجاب یونی ورسٹی میں پوزیشن حاصل کی تھی۔ اس لئے جب تک باقاعدہ شماریات (Statistics) کا شعبہ کالج میں نہیں کھلا وہ کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے تھے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت موجودگی میں
تعلیم الاسلام اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیراہتمام
ایک یادگار ادبی شام

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام 15 نومبر 2014 کو محمود ہال میں ایک یادگار مجلس شعروسخن کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جسکے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ حمدیہ کلام ترنم سے پیش کیا گیا۔

پروگرام کے پہلے حصے میں برطانیہ کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے شعرائے کرام نے اپنا کلام پیش کیا۔نظامت کے فرائض مکرم آدم چغتائی صاحب نے ادا کئے۔

نمازعشاء کے وقفہ کے بعد پروگرام کے دوسرے حصہ کی نظامت مکرم مبارک صدیقی صاحب کے سپرد تھی۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے پیش نظر محمود ہال کو بہت خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا اور داخلے کے لئے خصوصی دعوت نامے جاری کئے گئے تھے۔اپنے محبوب امام کا قرب پانے کے لئے ایسوسی ایشن کے ممبران دوردراز سے تشریف لائے ہوئے تھے اور ہال میں گنجائش سے بڑھ کر احباب سراپا شوق موجود تھے۔بعض دیر سے پہنچنے والے احباب کو ہال کے دروازوں میں کھڑے ہو کر کارروائی سننی پڑی۔مردوں کے لئے محمود ہال میں جب کہ خواتین کے لئے نصرت ہال میں بیٹھنے کے انتظامات کئے گئے تھے۔حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری کے ساتھ ہی یوں لگا جیسے بہار آ گئی ہو۔ہال میں موجود احباب کے چہروں پر خوشی اور شادابی کی ایک لہر دوڑ گئی اور حاضرین محفل نے نہایت ادب کے ساتھ کھڑے ہو کے اپنے محبوب امام کا استقبال کیا۔بیٹھنے کا انتظام کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا تھا کہ ہال کے عین وسط میں سٹیج بنایا گیا تھا اور سامعین سٹیج کے دائیں بائیں اور سامنے بہت قریب بیٹھے ہوئے تھے اور یوں پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہم سب کے درمیان رونق افروز تھے۔مکرم مبارک صدیقی صاحب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی مجلس عاملہ و جملہ ممبران کی طرف سے خوش

آمدید کہا اور شکریہ ادا کیا کہ پیارے آقا حضور انور نے اپنی اس قدر مصروفیات کے باوجود ہماری اس درخواست کو قبول فرمایا۔

حضور انور کے رونق افروز ہونے کے بعد مکرم مبارک صدیقی صاحب نے حضورانور کی اجازت سے اپنا کلام پیش کیا:

میرا خواب تھا کسی روز تَو　　میری منتظر یوں بہار ہو
جو اُٹھے نگاہ جھکی ہوئی　　میرے رُوبرو رخِ یار ہو
وہی یار کہ وہ جدھر چلے　　وہاں روشنی کا نزول ہو
جو لکھے وہ حرف مجیب ہو　　جو کرے دعا وہ قبول ہو
وہ شگفتہ گل کہ جسے چھوئے　　وہی شاخ سبز گلاب ہو
جسے سوچنے کی جزاء ملے　　جسے دیکھنا بھی ثواب ہو

اس کے بعد مکرم مقصود الحق صاحب کو دعوتِ کلام دی گئی،جن کے چند اشعار پیش خدمت ہیں:

حاصلِ عمر سمجھتے ہیں ترے پیار کو لوگ
ہو کے دیوانے چلے آئے ہیں دیدار کو لوگ
تجھ سے جو عہد کیا اُس کو نبھانے کے لئے
اپنی پلکوں میں پرولائے ہیں اقرار کو لوگ

☆☆

اشک در اشک عطا غم کی جو دولت کی ہے
اپنے بندوں پہ بڑی اُس نے عنایت کی ہے
جو بھی کہنا تھا کہا اپنے خدا سے ہم نے
تم سے بھُولے سے بھی کب کوئی شکایت کی ہے
جو مسیحا تھا اُسے ہم نے مسیحا مانا
فکرِ ملّاں سے سرِدار بغاوت کی ہے
تم کو دجّال ملا ہم کو مسیح و مہدی
بات دونوں کے نصیبوں کی ہے قسمت کی ہے
ہم بھی تم جیسے ہی بکھرے ہوئے دانے ہوتے
ہم میں وحدت کی بنا، حبل خلافت کی ہے

دوران مشاعرہ گاہے بگاہے پُرلطف و پُرمزاح پھلجھڑیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا اور نظامت کے ساتھ اِس کی ذمہ داری بھی مکرم مبارک صدیقی صاحب اپنے مخصوص باغ و بہار انداز میں خوب نبھاتے رہے ،جس سے یہ خوبصورت محفل ابتداء سے اختتام تک کشت زعفران بنی رہی۔ پھر مکرم نورالجمیل نجمی صاحب کے حمدیہ کلام کے بعد مکرم محمد افضل ترکی صاحب نے ربوہ کی یاد میں جو کلام پیش کیا اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

فضائے دہر ربوہ میں مسرّت ہی مسرّت تھی
وہاں جو بن پئے چڑھتی تھی مستی یاد آتی ہے
عجب انسان بستے تھے وہاں درویش صورت کے
مجھے فرقت میں اُن کی اونچی ہستی یاد آتی ہے
کوئی بھی یاد لندن میں مجھے تُرکی نہیں آتی
جو آتی ہے تو بس ربوہ کی بستی یاد آتی ہے

مکرم محمد افضل ترکی صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جب ربوہ شہر آباد ہوا تو اس موقع پر سب سے پہلے بیعت کرنے والے نوجوان آپ ہی تھے اور یوں آپ ربوہ کا پہلا پھل قرار پائے۔

ازاں بعد مکرم آدم چغتائی صاحب نے اپنے مخصوص لحن اور ترنّم سے سامعین کی سماعتوں میں رس گھولا۔

اس پُرلطف و پُروقار محفل کے آخری شاعر مکرم و محترم عطاء المجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) تھے۔مکرم و محترم امام صاحب نے مختلف مواقع اور مختلف موضوعات پر کہے گئے اپنے خوبصورت کلام سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔مکرم عبدالوہاب آدم صاحب کی یاد میں کہے گئے ان کے کلام سے چند اشعار پیش خدمت ہیں:

ارضِ افریقہ کا اک روشن گُہر جاتا رہا
دین کی خدمت سے جس کا عمر بھر ناطہ رہا
لوگ کہتے تھے جسے ظلمات کا مسکن کبھی
اُس میں ہر سُو روشنی ہر آن پھیلاتا رہا

خدمتِ انسانیت تھا اس کا مقصودِ حیات
زندگی بھر وہ اِسی رہ پر چلا جاتا رہا
کی مزیّن شاہراہوں پر مسیحا کی شبیہ
اُس کے آ جانے کے نغمے چار سُو گاتا رہا
کیا بھلی سی بات کی ہے ایک دانش مند نے
جو ملا تھا تحفہ سارے ملک کو، جاتا رہا
تھا خلافت کی اطاعت میں وہ خود اپنی مثال
ایک ابرو کے اشارے پر بچھا جاتا رہا
ہے وہاب آدم کے اِس انجام پر راشدؔ کو ناز
سارے خطبے میں اُسی کا تذکرہ آتا رہا

مشاعرے کے اختتام پر مکرم فرید احمد صاحب سیکریٹری امور خارجہ UK جنہوں نے حال ہی میں شاعری کے میدان میں قدم رکھا ہے، اپنی نظم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی پُرشفقت اجازت سے پیش کی۔ مشاعرے کے اختتام پہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر عمومی دلچسپی کے امور اور موجودہ عالمی صورتحال پر حاضرین سے بے تکلّف گفتگو بھی فرمائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجموعی طور پر قریباً ڈیڑھ گھنٹے تک اس محفل کو اپنی صدافتخار اور مبارک موجودگی سے اعزاز بخشا۔اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے درمیان اور اس قدر قریب پاکر تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلبائے کرام اپنے اس اعزاز پر بہت شاداب تھے اور ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔آخر میں حضور انور نے دعا کروائی، جس کے ساتھ یہ بابرکت تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

مشاعرے کے پہلے دور میں اپنا کلام پیش کرنے والوں میں مکرم عبد القدیر کوکب صاحب، مکرم رانا عبد الرزاق خاں صاحب،مکرم انور مرزا صاحب،مکرم چوہدری صفدر علی گجر صاحب،مکرم محمد رمضان شائق صاحب،مکرم عطاء الحق صاحب،مکرم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب،مکرم وا حداللہ جاوید صاحب، مکرم فرید احمد صاحب مکرم عامر امیر صاحب اور مکرم اقبال مجیدی صاحب شامل تھے۔

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام
سالانہ سپورٹس ریلی

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مورخہ 30 نومبر 2014 بروز اتوار طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں سالانہ سپورٹس ریلی کا اہتمام ہوا۔ اس سپورٹس ڈے کا آغاز دعا سے ہوا جو مکرم مبارک صدیقی صاحب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے کروائی۔

اس سپورٹس ریلی میں باسکٹ بال، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس، ایگ سپون ریس اور بیت بازی کے دلچسپ مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ پہلے پروگرام کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد بیت الفضل لندن تھے۔ باسکٹ بال کے انتہائی دلچسپ اور سنسنی خیز فائنل مقابلے میں تعلیم الاسلام کالج کی

ٹیم A نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ مکرم خالد منیر صاحب، مکرم فرید ڈوگر صاحب اور مکرم عبدالقادر صاحب نے بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا۔ باسکٹ بال شوٹنگ کے مقابلے میں مکرم عامر انیس صاحب نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ ایگ سپون ریس میں مکرم رفیق اختر روزی صاحب اور مکرم ظہیر جتوئی صاحب اوّل رہے۔ شارٹ ریس میں مکرم عبد القدیر کوکب صاحب، مکرم رانا عبد الرزاق

صاحب، مکرم ناز ناصر صاحب، مکرم سید حسن خان صاحب، مکرم سید نصیر احمد صاحب اور مکرم عطاء القادر طاہر صاحب کامیاب رہے۔ چھوٹی دوڑ کے مقابلہ میں مکرم آصف علی پرویز صاحب فاتح قرار پائے۔ بیڈمنٹن میں مکرم گوہر مقصود صاحب، مکرم فرید ڈوگر صاحب، مکرم فضل احمد صاحب، مکرم سلمان ڈوگر صاحب

اور مکرم طاہر افضال صاحب نے بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا۔ میوزیکل چیئر میں مکرم ناصر الدین صاحب نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ مکرم رانا عرفان احمد صاحب تمام مقابلوں کے دوران ربوہ کی کھیلوں کے انداز میں دلچسپ رواں کمنٹری کرتے رہے جس سے سبھی بہت محظوظ ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس میں مکرم ومحترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے شرکت کی۔ اس تقریب کا آغاز مکرم سید نصیر احمد صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مکرم مرزا عبدالباسط صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ترنم سے پیش کیا۔ اسکے بعد بیت

بازی کا ون ٹو ون مقابلہ مکرم حافظ مسعود احمد صاحب اور مکرم ذیشان احمد صاحب کے مابین ہوا جو برابر رہا۔ بعد ازاں تقریب تقسیم انعامات ہوئی جس میں مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ نے اوّل پوزیشن حاصل کرنے والوں میں میڈل تقسیم کئے۔ اختتامی خطاب میں محترم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے جملہ ممبران کو ایک کامیاب سپورٹس ڈے پر مبارکباد دی اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ یہ ایسوسی ایشن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں تعلیم کے فروغ کے لئے سرگرم عمل ہے اور مستحق طلباء کی مالی مدد میں بھی پیش پیش ہے۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پزیر ہوئی، جس کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش

T . I . C

جستہ جستہ

انگریزوں کا وطیرہ ہے کہ وہ کسی عمارت کو اس وقت تک خاطر میں نہیں لاتے جب تک وہ کھنڈر نہ ہو جائے۔ اسی طرح ہمارے ہاں بعض محتاط حضرات کسی کے حق میں کلمہ خیر کہنا روا نہیں سمجھتے تاوقتیکہ ممدوح کا چہلم نہ

ہوجائے۔ آغا کو بھی ماضی بعید سے، خواہ اپنا ہو یا پرایا، والہانہ وابستگی تھی۔ جس کا ایک ثبوت ان کی 1927ء ماڈل کی فورڈ کارتھی جو انہوں نے 1955ء میں ایک ضعیف العمر پارسی سے تقریباً مفت لی تھی۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ چلتی بھی تھی اور وہ بھی اس میانہ روی کے ساتھ محلے کے لونڈے ٹھلوے جب اور جہاں چاہتے چلتی گاڑی میں کُود کر بیٹھ جاتے۔ آغا نے کبھی تعرّض نہیں کیا۔ کیونکہ اگلے چوراہے پر جب یہ دھکڑ دھکڑ کر کے دم توڑ دیتی تو یہی سواریاں دھکّے لگا کر منزل مقصود تک پہنچا آتیں۔ اس صورت

میں پٹرول کی بچت تو خیر تھی ہی، لیکن بڑا فائدہ یہ تھا کہ انجن بند ہوجانے کے سبب کار زیادہ تیز چلتی تھی۔ واقعی اس کار کا چلنا اور چلانا معجزہ فن سے کم نہ تھا۔ اس لئے کہ اس میں پٹرول سے زیادہ خون جلتا تھا۔ آغا دل ہی دل میں کڑھتے اور اپنے مصنوعی دانت پیس کر رہ جاتے۔ لیکن کوئی یہ کار بطور ہدیتاً لینے کے لئے بھی رضامند نہ ہوتا۔ کئی مرتبہ تو ایسا ہوا کہ تنگ آکر آغا کار کو شہر سے دور کسی پیپل کے نیچے کھڑا کر کے راتوں رات بھاگ آئے۔ لیکن ہر مرتبہ پولیس نے کار سرکاری خرچ پر ٹھیل ٹھال کر آغا کے گھر بحفاظت تمام پہنچادی۔

غرضیکہ، اس کار کو علیحدہ کرنا اتنا ہی دشوار نکلا جتنا اس کو رکھنا۔ پھر یہ بات بھی تھی کہ اس سے بہت سے تاریخی حادثوں کی یادیں وابستہ تھیں جن میں آغا بےعزتی سے بری ہوئے تھے۔ انجام کار، ایک سہانی صبح فورڈ کمپنی والوں نے ان کو پیغام بھیجا کہ یہ کار ہمیں لوٹا دو۔ ہم اس کو پبلسٹی کے لئے اپنے قدیم ماڈلوں کے میوزیم میں رکھیں گے اور اس کے بدلے سال رواں کے ماڈل کی بڑی کار تمہیں پیش کریں گے۔ شہر کے ہر

کافی ہاؤس میں آغا کی خوش نصیبی اور کمپنی کی فیاضی کے چرچے ہونے لگے اور یہ چرچے اس وقت ختم ہوئے جب آغا نے اس پیش کش کو حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا۔

کمپنی خاموش ہوگئی اور آغا مدتوں اس کے مقامی کارندوں کی نااہلی اور ناعاقبت اندیشی پر افسوس کرتے رہے۔ کہتے تھے:

''لالچی کہیں کی! پانچ سال بعد تین دینی پڑیں گی! دیکھ لینا!''

(مشتاق یوسفی کی ''چراغ تلے'' سے ماخوز)

چوہدری محمد علی مضطر عارفی

نعرہ زن بزم میں جب تو ہو گا
کس کو جذبات پہ قابو ہوگا
زیست کی کوئی تو صورت ہو گی
چین کا کوئی تو پہلو ہوگا
رات بھر سیر چراغاں ہوگی
کہیں جگنو کہیں آنسو ہوگا
ہم چلے جائیں گے اُٹھ کر تنہا
یہ بھی فریاد کا پہلو ہوگا
قیس تنہائی سے ڈرتا کیوں ہے
دشت میں کوئی تو آہُو ہوگا
کس کو حاصل ہے دوام اے ساقی
ہم نہیں ہوں گے تو کیا تُو ہوگا
جس نے گرتوں کو سنبھالا مضطرؔ
وہ مرے یار کا بازو ہوگا

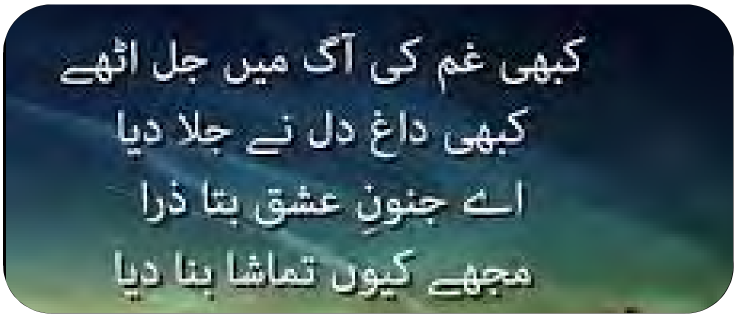

تعلیم الاسلام کالج کی حسین یادیں

(آصف علی پرویز)

1965ء کی گرمیوں کا موسم تھا۔ غالباً جولائی کا مہینہ تھا جب تعلیم الاسلام کالج میں داخلے شروع ہو گئے تھے۔ اس وقت حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ (جو بعد میں خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے) تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل تھے۔ جب میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں زیر تعلیم تھا تو میرے والد محترم چوہدری اکبر علی صاحب (مرحوم) کی خواہش تھی کہ میں میٹرک کے بعد لاہور میں ریلوے کالج میں داخلہ لے کر ریلوے میں انجینئر بنوں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے والد صاحب نے تقریباً 35 سال پاکستان ریلوے میں ملازمت کی تھی۔ ان کا ایک فقرہ ہوتا تھا کہ ''ریلوے میں کام کرنے والوں کے بچے ریلوے میں ہی ملازمت کرتے ہیں۔''

خیر جب میرا میٹرک کا نتیجہ نکلا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے سائنس میں بہت اعلیٰ نمبر حاصل کئے اور ہائی فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا۔ میں نے اس وقت اپنے ابا جان سے مؤدبانہ درخواست کی کہ میں لاہور نہیں جانا چاہتا بلکہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اسی طرح ان کے بعض دوستوں نے بھی مشورہ دیا کہ آصف کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پڑھائیں کیونکہ ربوہ کا ماحول خالصتاً تعلیمی ہے اور آپ کا بیٹا تعلیم الاسلام کالج میں اچھی تعلیم حاصل کر سکے گا۔ چنانچہ محترم ابا جان کی اجازت سے میں نے داخلہ کا فارم مکمل کیا۔ ابا جان نے مجھے کہا کہ ایک سال کی فیس میں ایڈوانس دے دوں گا تا کہ مجھے تمہاری فیس کے بارے میں کوئی فکر نہ رہے۔ چنانچہ انہوں نے متعلقہ فیس کے نوٹ گن کر علیحدہ اپنی جیب میں رکھ لئے اور مجھے ساتھ لے کر پیدل ہی کالج روانہ ہو گئے جو ہمارے گھر واقع محلہ دارالرحمت وسطی سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھا۔

کچھ دیر بعد ہم محترم پرنسپل صاحب کی اجازت سے آپ کے کمرہ میں داخل ہوئے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر پہلے ابا جان سے مصافحہ کیا اس کے بعد مجھے مصافحہ کا شرف بخشا۔ میں دل ہی دل میں بڑا حیران تھا کہ محترم پرنسپل صاحبؒ نے کھڑے ہو کر ہم سے مصافحہ کیا جو آپ کے عظیم اخلاق کا حسین منظر تھا۔ فارم آپ پہلے ہی دیکھ چکے تھے۔ میرے اعلیٰ نمبروں پر بڑی تحسین کا اظہار فرمایا اور داخلہ کے بارہ میں کچھ رسمی سوالات کئے۔ میں نے ڈرتے ڈرتے بڑے ادب سے ان کے مناسب جواب دیئے۔ اس کے بعد آپ نے فارم پر داخلہ کی منظوری کے دستخط کئے اور ساتھ ہی کچھ تحریر فرما کر وہ فارم ہمارے حوالے کیا۔ پھر آپؒ کھڑے ہو گئے اور دوبارہ ہم سے مصافحہ کیا۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ (خلیفۃ المسیح الثالث) کے ساتھ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ تاہم میں آپؒ سے اس سے پہلے بھی ایک انعام حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے میرا اندازہ تھا کہ محترم پرنسپل صاحبؒ مجھے جانتے ہیں۔ وہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب میں سکول میں 1964ء میں نویں جماعت کا طالبعلم تھا تو محترم پرنسپل صاحب حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ ایک انعامی مقابلہ ہوگا جس میں ہر کسی کو شمولیت کی دعوت ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص فضل ہے کہ چودہ برس کی عمر میں میں اس میں اوّل آیا۔ چنانچہ محترم پرنسپل صاحب (حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ) کی طرف سے عاجز کو پچاس روپے بطور انعام عطا ہوئے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اس زمانے میں میرے جیسے طالبعلم کو پچاس روپے کا انعام ملنا گویا ''قارون کا خزانہ'' ملنے والی بات تھی۔ یہ محترم پرنسپل صاحبؒ کے احسانوں میں سے ایک خصوصی احسان

تھا۔فالحمدللہ علی ذالک۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں بعد میں بھی آپ کے بہت سے احسانوں کا مورد ہوا۔

خیر! بات تو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخلے کی ہو رہی تھی۔ جب ہم دفتر سے باہر نکلے تو ''شادی خان'' نے ہمیں کہا کہ ہم محترم قریشی محمد عبد اللہ صاحب اکاؤنٹنٹ کو داخلہ فارم

دیں اور ساتھ ہی داخلہ کی فیس بھی ادا کر دیں۔ یہ حسنِ اتفاق تھا کہ محترم قریشی صاحب ہمارے ہی محلہ میں رہتے تھے اور محترم ابا جان کے دوستوں میں سے تھے۔ابا جان نے فارم دیتے ہوئے ساتھ ہی پورے سال کی فیس (جو غالباً 200 روپے کے لگ بھگ تھی) بھی انہیں پیش کر دی۔قریشی صاحب نے فارم دیکھا اور فرمایا کہ چوہدری صاحب ! پیسے اپنے پاس ہی رکھیں۔ محترم پرنسپلؒ صاحب نے ازراہ شفقت آپ کے بیٹے کے اعلیٰ نمبروں کی وجہ سے ساری فیس معاف کر دی ہے۔آپ صرف واجبی داخلہ کی فیس ادا کریں جو غالباً 25 روپے تھے۔ابا جان بہت حیران ہوئے اور عرض کی محترم پرنسپل صاحبؒ نے اس بات کا ملاقات میں ذکر نہیں کیا۔محترم قریشی صاحب نے کہا کہ یہ اُن کا طریق ہے۔بس اب خوش خوش گھر جائیں ۔ ہم سارے راستہ میں محترم پرنسپل صاحبؒ کے اعلیٰ خلق کا ذکر کرتے رہے کہ فیس کی معافی کا احسان بھی کیا لیکن ہم سے ذکر تک نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے اعلیٰ اخلاق سے نوازے۔آمین۔

داخلہ بھی ہو گیا اور ہم پہلے دن گاؤن پہن کر کالج پہنچ گئے۔فرسٹ ایئر میں سائنس اور آرٹس کے طالب علموں کو ملا کر تعداد سو سے بھی زائد تھی۔اس میں میرے مرحوم دوست محترم حبیب الرحمن صاحب (جو بعد میں تعلیم الاسلام کالج میں میرے ساتھ لیکچرار مقرر ہوئے) اس کے علاوہ محترم پرنسپل صاحبؒ کے صاحبزادے محترم مرزا فرید احمد صاحب بھی تھے۔محترم عطاء المجیب صاحب راشد (امام مسجد لندن و سابق صدر تعلیم الاسلام کالج ایسوسی ایشن) یونین کے صدر تھے۔اس وقت پروفیسر نصیر

احمد خان صاحب نئے نئے Ph.D کر کے تشریف لائے تھے۔آپ صدر شعبہ فزکس تھے۔ پروفیسر میاں عطاء الرحمن صاحب بھی فزکس کے سینئر پروفیسر تھے۔آپ سے مجھے چھ سال

فزکس پڑھنے کا اعزاز ملا۔ کیمسٹری کے صدر شعبہ پروفیسر سلطان محمود صاحب شاہد تھے۔نہایت ہی قابل پروفیسر تھے لیکن سادگی میں بھی اپنی مثال

آپ تھے۔حساب کے صدر شعبہ پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب (موجودہ وکیل اعلیٰ پاکستان) تھے۔ مجھے چار سال ان سے حساب پڑھنے کا موقعہ ملا۔انگریزی کے صدر شعبہ

میاں خورشید احمد صاحب (موجودہ ناظر اعلیٰ پاکستان)

تھے۔آپ سے میں نے چار سال انگریزی پڑھی۔اردو کے صدر شعبہ پروفیسر ناصر احمد صاحب پرویز پروازی تھے۔آپ سے مجھے دو سال اردو پڑھنے کا اعزاز ملا۔

جب حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ خلافت ثالثہ کے منصب پر فائز ہوئے تو عارضی طور پر محترم میاں عطاء الرحمن صاحب قائمقام پرنسپل مقرر ہوئے۔آپ کی سادگی اور عظمت کا یہ حال تھا کہ بجائے پرنسپل کے کمرہ میں بیٹھنے کے آپ اپنے فزکس کے کمرہ میں ہی بیٹھتے۔دراصل فزکس ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔آپ عملاً ساتوں دن ہی شعبہ فزکس میں گزارتے۔ جمعہ پڑھنے کے بعد آپ پھر کالج میں جا کر تجربات میں مشغول رہتے۔پروفیسر نصیر خان صاحب ہمیں انگلستان میں پڑھائی کے طریقوں کے بارے میں بتاتے۔ میں F.Sc میں اگرچہ پروفیسر میاں عطا الرحمن صاحب کی کلاس میں تھا لیکن میں موقع نکال کر پروفیسر نصیر احمد خان صاحب کی کلاس میں بھی شامل ہوتا۔

اُستادِ مرحوم.... (ابن انشاء)

ایسی دیدہ زیب شخصیتیں چشمِ فلک نے کم ہی دیکھی ہوں گی جیسے استاد چراغ رحمہ اللہ علیہ تھے۔قد پانچ فُٹ سے بھی نکلتا ہوا۔جسم بھرا بھرا خصوصاً کمر کے آس پاس۔سر پر میل خورے کپڑے کی ٹوپی اور اس کے ساتھ کی شیروانی۔راقم نے کبھی ان کو ٹوپی کے بغیر نہ دیکھا۔ایک بار خود ہی فرمایا کہ ایک تو یہ خلاف تہذیب ہے، دوسرے کوّے ٹھونگیں مارتے ہیں۔ٹانگیں چھوٹی چھوٹی تھیں جس کی وجہ سے چال میں بچوں کی سی معصومیت تھی۔رنگ سرمئی، آنکھیں سرخ وسفید اور پھر جلال ایسا کہ مائیں دیکھ کر بچوں کو چھپا لیتی تھیں۔دانت تمباکو خوری کی کثرت سے شہید ہو گئے تھے لہٰذا تمباکو کو چھوڑ دیا تھا فقط نسوار کا شوق رکھا تھا۔چشمہ لگاتے تھے لیکن ہماری طرح چشمہ کے غلام نہ تھے۔بالعموم اس کے اوپر سے دیکھتے تھے۔سرخ کمر بند میں چابیوں کا گچھا چاندی کے گھنگروؤں کی طرح بجتا۔دور ہی سے معلوم ہو جاتا کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں۔ایک ہاتھ میں چھ انگلیاں تھیں اس لئے گیارہ تک با آسانی گن لیتے تھے۔حواس پر ایسا قابو تھا کہ جس محفل میں چاہتے، بیٹھے بیٹھے سو جاتے اور خراٹے لینے لگتے۔پھر آپ ہی اُٹھ بھی بیٹھتے۔کھانے کا شوق ہمیشہ سے تھا، خصوصاً دعوتوں میں۔فرماتے کھانے میں دو خوبیاں ہونی چاہئیں۔اچھا ہو اور بہت ہو۔کھانے کے آداب کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ سب سے پہلے شروع کرو اور سب سے آخر میں ختم کرو۔جس ضیافت میں استاد مرحوم ہوتے ،لوگ کھاتے کم اور ان کی طرف رشک سے زیادہ دیکھتے تھے۔لیکن یہ جوانی کی باتیں ہیں۔آخری عمر میں پرہیزی کھانا کھانے لگے۔میزبان کے یہاں پہلے سے کہلوا دیتے کہ یخنی وغیرہ کا انتظام کر لینا اور میٹھے میں سوائے حلوے کے اور کچھ نہ ہو۔چوزے کے متعلق فرماتے کہ زود ہضم ہے، خون صالح پیدا کرتا ہے۔دال سے احتراز فرماتے کہ نفخ پیدا کرتی ہے۔

(''خمارِ گندم'' سے ماخوذ)

عبید اللہ علیم

بنا گلاب تو کانٹے چبھا گیا اِک شخص
ہوا چراغ تو گھر ہی جلا گیا اِک شخص
تمام رنگ مرے اور سارے خواب مرے
فسانہ تھے کہ فسانہ بنا گیا اِک شخص
میں کس ہوا میں اُڑوں کس فضا میں لہراؤں
دُکھوں کے جال ہر اِک سو بچھا گیا اِک شخص
پلٹ سکوں نہ میں آگے ہی بڑھ سکوں جس پر
مجھے یہ کون سے رستے لگا گیا اِک شخص
محبتیں بھی عجیب اس کی نفرتیں بھی کمال
مری ہی طرح مجھ میں سما گیا اِک شخص
محبتوں نے کسی کی بھلا رکھا تھا اُسے
ملے وہ غم کہ پھر یاد آ گیا اِک شخص

مبارک صدیقی

وصالِ یار کو جانا تو ہو کے باوضو جانا
مجسم باادب رہنا، سراپا آرزو جانا
نگاہِ یار وہ شے ہے جو ذرّے کو بھی زر کر دے
اُٹھائے خاک سے اور شہر بھر میں معتبر کر دے
عقیدت کے جلائے دیپ اس کے روبرو جانا
وصالِ یار کو جانا تو ہو کے باوضو جانا
جو دانہ خاک میں ملنے کو بھی تیار ہوتا ہے
وہی اِک دِن گلابوں کی طرح گلزار ہوتا ہے
جو عاشق جان دینے کیلئے تیار ہوتا ہے
اُسی کے بخت میں لکھا وصالِ یار ہوتا ہے
اگر دینا پڑے جاتے ہوئے دِل کا لہو، جانا
وصالِ یار کو جانا تو ہو کے باوضو جانا
مجسم با ادب رہنا، سراپا آرزو جانا

اکیسویں صدی کی غزل الغزلات

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

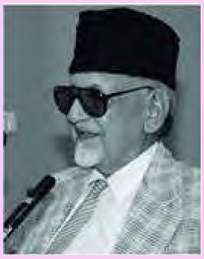

ہر زمانہ میں ایسے نابغے موجود رہے ہیں جو اپنی فنی بصیرت،فکری پختگی،زبان وبیان پر بے پناہ قدرت،حرفوں کی مزاج شناسی اور لفظوں کی طلسم گری کی وجہ سے اپنا وجود منواتے اور علمی اور ادبی دنیا میں اپنا مقام بزورِفن منواتے ہیں۔انہیں کسی کی توصیف وثنا کی ضرورت نہیں ہوتی۔ان کا کہا خود ان کا مقام متعین کرتا ہے۔ان کا قول ہوتا ہے۔

ہم نے اظہار کی راہیں کھولیں
ہم نے لفظوں سے بغاوت کی ہے

اور لفظوں کے یہ باغی ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔جب وقت پہ پکارنے لگے کہ

تم عہد کے حالات رقم کیوں نہیں کرتے؟

تو اسوقت یہی لوگ اپنی اپنی زبور اٹھائے سامنے آجاتے ہیں۔میں ایسے ہی ایک نابغہ کا ذکر کرنے جارہا ہوں جس نے اکیسویں صدی میں نئے لہجہ کی غزل الغزلات تصنیف کی ہے۔وہ جانتا ہے کہ ”لفظ مرجائیں تو مفہوم بھی مرجاتے ہیں“ اس لئے اس نے لفظوں کو مرنے اور کاغذ کو خون سے بھرنے نہیں دیا۔وہ اپنے عہد کے آشوب سے دوچار ہے۔دیکھتا ہے اور حیران ہے کہ

کس نے آنکھیں بنا کے پھینک دیا
اتنے چہروں کے درمیان ہمیں؟

اتنے چہروں میں اسے آدمی کوئی نہیں ملتا۔

جس سے پوچھو وہی فرشتہ ہے
کیا کوئی آدمی نہیں ہم میں؟

پھر خود ہی جواب دیتا ہے۔

جس سے پوچھو وہی فرشتہ ہے
آدمی کوئی خال خال ہوا

اس قحط الرجال کے زمانہ میں اس کے سامنے ایک ہی جواب ابھرتا ہے کہ ازل سے یہی دستور آسمانی چلا آتا ہے کہ

ہزار سال کے بعد آسمان بولتا ہے

اور سارے لوگ اس کے سامنے سینہ سپر ہوکر اس کا راستہ روکنے کے درپے ہوجاتے ہیں۔اسی ہمہ گیر مخالفت نے اسے سوچنے پر اکسایا اور اس نے فیصلہ کرلیا کہ

لوگ اتنے خلاف ہیں اس کے
وہ کہیں عہد کا رسول نہ ہو

اس نے محسوس کیا

خوشبو پہن کے نکلی ہے آواز عہد کی
لگتا ہے کوئی صاحب الہام آئے گا
گل مراد کھلا تھا ہزار سال کے بعد
چمن کا ورنہ روایات پر گزارہ تھا
میں اپنی ذات سے آگے سفر پہ کیا جاتا
کہ اس جزیرے کے چاروں طرف کنارا تھا

مگر اس نے اپنی ذات کے جزیرے کو تج کر وقت کے مامور کا دامن تھام لیا۔غزل الغزلات اپنے عہد کے رسول کی مہما میں لکھی گئی ہے۔”اشکوں کے چراغ“ اس دور کی زبور ہے۔مضطر عارفی اپنے مرشد کے لفظوں میں ”میں ہوٗ اداؤد اور جالوت ہے میرا شکار“ کا مظہر ہے۔اس کا نعرہ ہے کہ

اب نہ الفاظ کے کژدم ہیں نہ آواز کے سانپ
اب کسی جھوٹ کو آئے گا نہ اثر دار ہونا

شاعر نے انہیں ٹوکا تو

پھر وہی اظہار کی سولی ہے اور مضطر ہوں میں
پھر مجھے لفظوں نے آگھیرا اکیلا دیکھ کر

ایک دو لمحوں کے لئے اسے گماں تو ہوا ہوگا کہ شاید وہ تنہا ہے مگر اندر کی آواز نے اسے دلاسا دیا

اسے اتنی حقارت سے نہ دیکھو
اکیلا ہے مگر تنہا نہیں ہے

یہ ایک اکیلی روح کی شاعری ہے جس کی تنہائی آباد اور جس کی آواز اپنے عہد کی آواز ہے۔

منصور ہوں میں آخری صدی کا
سولی مرا انتظار کر لے

وہ اپنی سولی کے انتظار میں چشم براہ ہے اور سولی اس کی راہ تک رہی ہے۔بیسویں صدی میں اس کے ہم عصر شعراء نے دار ورسن اور سولی کے بہت مضمون باندھے ہیں مگر اس کی سولی انوکھی ہے۔

جس کے نصیب میں ہو کھلے شہر کی صلیب
اس خوش نصیب کی ہو خوشی کا ٹھکانہ کیا

کھلا شہر؟

اب آج سے اس شہر کا ہر شخص ہے مجرم
نوٹس یہ کھلے شہر کے تھانے پہ لگا ہے

یہ بیسویں صدی کا انوکھا واقعہ تھا کہ شہر کے خلاف فرد جرم عاید ہوئی۔کسی کو اس کے خلاف آواز بلند کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔عام عوام بے حس،خواص مصلحت پسند،دانشور خاموش اور لوگ خوف زدہ ہوجائیں تو وہی رجیم مسلط ہوجاتی ہے جس کے بارہ میں مشتاق احمد یوسفی نے کہا ہے کہ ”اس دور زیاں میں جب بھی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہوں تو لگتا ہے اس رجیم سے مرا یہی رجیم ہے“۔(آب گم۔صفحہ 16) زمانہ اسی کھوج میں ہے۔

سولی کو جو بچا سکے وہ سر تلاش کر
اے شیخ شہر پھر کوئی کافر تلاش کر

اور میں۔

عاشق صادق ہوں فرزانہ نہیں
میرے اندر عقل کا خانہ نہیں

اس لئے زمانہ سازوں نے اپنی کرسی بچانے کی فکر میں ایک پورے گروہ وفا شناساؤں کو کافر قرار دے دیا۔

وہ اک حسین تھا اس عہد کے حسینوں میں
اسے کسی نے تو کافر قرار دینا تھا

حکومت میں اور ملا میں گٹھ جوڑ ہوا

حکومت اور ملائے حزیں میں
سنا ہے کہ خدائی ہو رہی ہے

مگر۔

آسماں پر ہوچکا تھا فیصلہ اس کے خلاف
وہ جو تھا اہلِ زمیں نے فیصلہ لکھا ہوا
ہمی نے وقت کی دہلیز پر کھڑے ہو کر
اسے کہا تھا جلدی میں فیصلہ نہ کرے

کیونکہ۔

زمین سب سے بغل گیر ہو کے پوچھتی ہے
وہ کون ہے جو مجھ سے معانقہ نہ کرے

مگر اس کو اپنی کرسی کا زعم تھا۔

نہ شوخی بگھار اپنی کرسی کی اتنی
مکافات سے کچھ تو ڈر احتیاطاً

مگر اس کے سر پر سینچر سوار تھا۔کوئی منتر کام نہ آیا۔

بید جی کرسی کے کاٹے کا بھی کچھ کرتے علاج
کوئی پوتھی کھول لیتے کوئی منتر دیکھتے

ہمارا کہا اس کی سمجھ نہ آیا۔

ہم فقیروں کے قتل سے پہلے
اپنے انجام پر نظر کرنا
تم عہد کی آواز سے ڈر کیوں نہیں جاتے
پندار کی سولی سے اتر کیوں نہیں جاتے

اور پھر وہی ہوا جو ہوا کرتا ہے۔

”جس کا دعویٰ تھا مری کرسی بڑی مضبوط ہے
ذکر اس کا داستاں در داستاں کوئی نہ تھا“

اب رہے ہم کافر؟ تو۔

فتوے کٹھ ملاؤں کے
جوتے میرے پاؤں کے!
میں ایک ہوں کبھی تقسیم نہیں ہوسکتا
اگرچہ بانٹ لو تم مل کے آدھا آدھا بھی
منسوخ نہ ہو سکوں گا ہرگز
قدرت کا اٹوٹ فیصلہ ہوں
بولوں تو ہوں عہد کی علامت
خاموش رہوں تو معجزہ ہوں

پھر وہ دور آ گیا جب ایک نئی سولی گاڑ دی گئی۔

ہم مؤذن ہیں عہد کے لیکن
کوئی دینے بھی دے اذاں ہمیں

جو نیا فرعون اٹھا اس کا حال یہ تھا۔

سوائے اپنے اسے کچھ نظر نہ آتا تھا
فقیہہ شہر کے سر میں فتور اتنا تھا

سارے ملک کے اخباروں کی گویا لگامیں کھل گئیں۔ ہر قسم کا رطب و یابس چھپنے لگا۔ سچ لکھنے پر پابندی لگ گئی۔ جھوٹ لکھنا اہل ہوس کا شیوہ ٹھہرا اور آذوقہ۔

اگر آنا نہ ہوا انکار پڑھنا
کبھی اس عہد کے اخبار پڑھنا
تم اپنا جھوٹ خود پڑھ کر سنا دو
ہمیں آتا نہیں سرکار پڑھنا

اور اگر ہم نے سچ لکھنا چاہا تو

لگتا ہے نماز پڑھ رہے ہیں
لفظوں کی کٹی ہوئی ہیں بانہیں

مگر اتنی تسلی رہتی ہے۔

دھوپ کی شدت ہے سولی تک
آگے سایہ ہی سایہ ہے

پھر وہی ہوا جو ایسوں کا انجام ہوا کرتا ہے۔

نسخہ بن کر پس جاؤ گے نادانو
جب تقدیر کا ہاون دستہ بولے گا
جس کو ہر لیکھرام جانتا ہے
میں وہی مرگِ ناگہانی ہوں

یہ سارا پس منظر اس شہر آشوب کا ہے جس سے مضطر عارفی اور اس کا قبیلہ گزرا۔ اس نے لفظوں کے استعمال میں بچت کی نہ اسراف۔

کوئی تو سمجھے گا اس عہد کے آدم کی زباں
شہر مسحور میں کوئی تو بشر بھی ہوگا

وہ اس کوہ ندا کی آواز سن کر پتھر نہیں ہوا۔ اس نے کہا۔

ہم اشاروں میں بات کرتے ہیں
ہم نے ڈالی نئی زبان کی طرح
سب راستے گزرتے ہیں اس کے قریب سے
صحرائے نینوا میں جو چیرنگ کراس ہے
میں بھی پیاسا ہوں کسی کی دید کا
میرے اندر بھی ہے اک تھرپارکر
چاند کھڑا ہے مدت سے دروازے پر
چہرہ بھی پیلا سا ہے بیمار نہ ہو

اشکوں میں ہیں انا کی چٹانیں چھپی ہوئی
جیسے سمندروں میں ہمالے پڑے ہوئے
کوچہ و بازار میں برسا لہو
بادلوں کی رت میں آنکھیں آئیاں
عشق اس کے عہد میں بے دست و پا ہو جائے گا
آنکھ استنبول سینہ قرطبہ ہو جائے گا

اور اب تو حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ

خدا کرے آسماں کا خیمہ رہے سلامت
مکین بھی اب تو کہہ رہے ہیں مکاں گرے گا
اپنے سائے سے ڈر رہے ہیں لوگ
جی رہے ہیں نہ مر رہے ہیں لوگ

یہ اس عہد کا المیہ ہے جس کو ہمارے کم فہم حاکموں اور پیٹ پرست ملاؤں نے مل کر پیدا کیا ہے۔ مضطر نے کیا سادہ انداز میں بات کہی ہے کہ۔

سب دلوں کو ٹٹول کر دیکھیں
جس قدر صاحبان بیٹھے ہیں
کہ یہ غلط تو نہیں کہ
کشتۂ تیغ انا لگتا ہے
واعظِ شہر خدا لگتا ہے
اس کو کرو کمال اتاترک کے سپرد
ملا کو آزمانے کے بعد آزمانا کیا

ہمارا کیا ہے۔

کس قدر وضع دار ہیں ہم لوگ
قبر میں بھی سفید پوش رہے

تاریخ بتاتی ہے کہ بہت خدا بننے والے آئے اور چلے گئے۔ خدا وہی ہے جو ایک ہے۔ خدا وہی ہے جو خدا ہے۔

سمت ہے اس کی اور نہ حد
قل ھو اللہ احد!!

یہ غزل الغزلات خدا کی ماحدیت اور اس کی احدیت کے سایہ میں سستانے والوں کا نغمۂ مستانہ ہے۔ چلتے چلتے مضطر نے ہمارے اور اپنے مرحوم یار پروفیسر نصیر احمد خاں کو جو خراج پیش کر دیا اس کا ذکر کئے بغیر بات ختم کرنے کو جی نہیں مانتا۔

تم بھی اے کاش کہہ سکو مضطر
شعر کوئی نصیر خان سا ایک

ڈاکٹر مہدی علی شہید کے منظوم مجموعۂ کلام ’برگِ خیال‘ کا تعارفی پروگرام

(زیرِ اہتمام ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ)

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے مورخہ 9 جنوری 2015 بروز جمعۃ المبارک بیت الفتوح لندن میں مکرم ومحترم ڈاکٹر مہدی علی بشیر

الدین قمر شہید کے منظوم مجموعۂ کلام ’’برگِ خیال‘‘ کے تعارفی پروگرام کا اہتمام کیا۔ اس تقریب کی صدارت مکرم ومحترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے کی جس کے خصوصی مہمان مکرم ومحترم ہادی علی چوہدری صاحب

مربی سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا تھے۔ دیگر خصوصی مہمانوں میں مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن، محترم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب امام مسجد بیت الفتوح، مکرم رانا مشہود احمد صاحب جنرل سیکریٹری جماعت

احمدیہ یوکے شامل تھے۔ سٹیج سیکریٹری کے فرائض مکرم عطاء القادر طاہر صاحب نے ادا کئے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب نے کی۔ جس کے بعد مکرم عمر شریف صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔ صدر تعلیم

الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ، مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب

نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور پروگرام کے بارہ میں تعارفی کلمات بیان کئے۔ مکرم آصف محمود باسط صاحب نے شہید ڈاکٹر مہدی علی صاحب کی شاعری پر مشتمل کتاب ’’برگ خیال‘‘ پر اپنے جامع تبصرہ میں کہا کہ یوں تو مختلف شعرائے

کرام کے مجموعہ ہائے کلام پڑھنے کو ملتے رہتے ہیں، مگر کسی شہید کے مجموعہ کلام پر تبصرہ ان کیلئے پہلا موقع ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ کبھی محترم ڈاکٹر مہدی علی صاحب

سے نہیں ملے، لیکن کتاب برگِ خیال پڑھتے ہوئے انہیں معلوم ہوا کہ شہید مرحوم نے زندگی بھی شہیدوں جیسی گزاری ہے۔ انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اُس خطبہ جمعہ کا بھی حوالہ دیا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شہید مرحوم کی زندگی اور شہادت کا ذکر فرمایا تھا۔

محترم آصف محمود باسط صاحب کے بعد مکرم چوہدری ہادی علی صاحب نے جو مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید کے بھائی ہیں، نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید کی کچھ نظمیں پڑھ کر سنائیں۔ محترم ہادی علی چوہدری صاحب اپنے اور ہمارے اس پیارے شہید بھائی کا ذکر خیر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے۔ انہوں نے شہید مرحوم کی اللہ تعالیٰ سے، خلافت سے اور جماعت سے محبت کا ذکر

کیا اور یہ بھی بتایا کہ مکرم ڈاکٹر مہدی علی شہید صاحب کے اعزازات کا سلسلہ انکی شہادت کے بعد بھی جاری ہے اور ابھی حال ہی میں انہیں بہترین ہارٹ سرجن کے ایک اور ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے۔

محترم ہادی علی صاحب کے خطاب کے بعد مکرم عمر شریف صاحب نے ”برگ خیال“ میں سے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی، جس کے بعد مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ آپ نے ڈاکٹر مہدی علی شہید کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم ڈاکٹر مہدی علی صاحب کو اپنے تعلیمی دور میں شروع سے ہی اعزازات ملنے کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے حوالہ سے شہید مرحوم کی اعلیٰ صفات کا ذکر کیا۔

تقریب کے اختتام پر محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

یاد رہے کہ مکرم و محترم ڈاکٹر مہدی علی بشیر الدین قمر صاحب تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے سابق طالبعلم تھے اور امریکہ میں ایک معروف ہارٹ سرجن تھے، جنہیں 26 مئی 2014 کو ربوہ کی سرزمین پر شہید کر دیا گیا۔

(رپورٹ: شعبہ اشاعت ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ)

تعلیم الاسلام کالج...

(تعلیم الاسلام کالج کے سابق طالب علم مکرم فیض اسلم صاحب مرحوم کا کالج کے بارے میں کلام)

مرکز علم! اے درس گاہ خودی
تُونے ذرّوں کو خورشیدِ تاباں کیا
تُونے کلیوں کو بخشا ہے ذوقِ نمو
تونے قطروں کو ہمدوشِ طوفاں کیا

☆☆

جب بھی آیا کوئی لے کے قلبِ حزیں
تونے اس کو نئی زندگی بخش دی
کتنے ذہنوں نے پائی ہے تجھ سے جلا
کتنے چہروں کو تابندگی بخش دی

☆☆

میں بھی نازاں ہوں تیری ہی آغوش میں
سانس لینے کی مجھ کو سعادت ملی
میری تخئیل کو مل گئیں رفعتیں
میرے دل کو عزائم کی دولت ملی

☆☆

بارہا گو چلیں ظلم کی آندھیاں
تیرے روشن دیے کو بجھا نہ سکیں
تو ہے وہ نقش، باطل کی سب قوّتیں
لوحِ ہستی سے جس کو مٹا نہ سکیں

☆☆

ہر قدم پر مصائب کا تھا سامنا
ہر مصیبت سے عہدہ برآ ہو گئے
تونے ایسے دیا درس علم و عمل
جو تھے راہرو، وہی راہنما ہوگئے

☆☆

مغربی فلسفہ کے جو نخچیر تھے
تیری عظمت کا دم وہ بھی بھرنے لگے
آستانے پہ تیری جو نظریں پڑیں
گردنیں خم عقیدت سے کرنے لگے

☆☆

ایک مردِ مجاہد کی آنکھوں میں جب
عزمِ تعمیرِ نو مسکرانے لگا
بن کے شمعِ شبِ تیرہ تار میں
ارضِ ربوہ پہ تُو جگمگانے لگا

☆☆☆

کڑک روٹی اور دانت

ڈاکٹر: آپ کے 3 دانت کیسے ٹوٹ گئے؟
مریض: جی وہ بیوی نے کڑک روٹی بنائی تھی
ڈاکٹر: تو کھانے سے انکار کر دیتے!
مریض: جی وہ ہی تو کیا تھا..!

تعلیم الاسلام کالج کے سابق طالبعلم
مکرم ومحترم بشیر احمد رفیق خان صاحب
سابق امام مسجد فضل لندن کے ساتھ ایک مختصر نشست

سوال: آپ نے کب تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ لیا اور اُن دنوں کالج کا کیا ماحول تھا؟

جواب: ستمبر ۱۹۴۹ء میں یہ عاجز تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخل ہوا اور اپنے لئے آرٹس کے مضامین کا انتخاب کیا۔ چونکہ میں آرٹس کا طالب علم تھا۔ اسلئے میرا رابطہ زیادہ تر آرٹس کے اساتذہ سے ہی رہتا تھا۔ کالج کے اس دور میں کالج کو بہترین، عالم فاضل اور قابل اساتذہ میّسر تھے جن کا واحد مشن یہ تھا کہ کالج کو ہر لحاظ سے دوسرے کالجوں کی نسبت نمایاں مقام دلایا جائے ۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انہیں اس میں زبردست کامیابی بھی نصیب ہوئی۔ سائنس سے میرا کوئی تعلق تو نہ تھا لیکن سائنس کے اُستاد حضرت سید سلطان محمود شاہد صاحب سے بہت جلد گہرا دوستانہ تعلق قائم ہوگیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب، اخلاق حَسنہ کے خوبصورت اور خوشنما گلدستہ کی طرح تھے اور طلباء کے ساتھ مجسّم پیار اور محبت کا سلوک کرنے کی وجہ سے نہایت ہردلعزیز بھی تھے۔

جناب شاہ صاحب نہایت منکسر المزاج انسان تھے۔ آپ کے چہرہ پر ہر وقت ایک دلفریب مسکراہٹ رہتی تھی جو ہر کسی کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ یوں بھی آپ مردانہ حُسن کے شاہکار تھے۔ میں سائنس میں آپ کا شاگرد نہ ہونے کے باوجود آپ کی شفقتوں اور محبتوں کا مورد رہا۔ تعلیم کے اوقات کے بعد میں اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور دیر تک آپ کی پُرلطف گفتگو سے مستفیض ہوتا تھا۔ آپ میں تکلف نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ طلباء سے بھی بہت بے تکلفی، سادگی اور شفقت آمیز رنگ میں گفتگو فرمایا کرتے تھے ۔ ہماری آپس کی محبت کا یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ باقی اساتذہ کے متعلق آپ کے بقول اس چھوٹی سی نشست میں سب کا ذکر نہیں ہوسکتا مگر انکے حسن کردار کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

سوال: زمانہ طالبعلمی کا کوئی دلچسپ واقعہ اگر آپ ہمیں بتانا چاہیں۔

جواب: کالج کی سائنس سوسائٹی نے صوبہ سرحد موجودہ خیبر پختونخواہ کے دورے کا پروگرام بنایا۔ تو جناب شاہ صاحب نے بہت اصرار کیا کہ میں بھی اُن کے ساتھ چلوں۔ چنانچہ میں دورہ میں شامل رہا۔ پروگرام کے مطابق سوسائٹی کو پشاور سے براستہ مردان، مالاکنڈ، جانا تھا اور راستے میں بعض بجلی گھروں کو دیکھنا تھا۔ ہم بذریعہ ٹرین درگئی پہنچے۔ درگئی کی سرحد قبائلی علاقے سے ملتی ہے اور اُن دنوں یہ محفوظ علاقہ نہیں تھا۔ جناب شاہ صاحب نے طلباء کو سختی سے منع کیا تھا کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو قبائلی رسم و رواج کے خلاف ہو اور اُنہیں مشتعل کرنے کا باعث ہو۔ لیکن باوجود جناب شاہ صاحب کی نصیحت کے ایک طالب علم نے ایک پٹھان قبائلی دوکاندار سے سودا خریدنے کی کوشش کی تاہم اس دوران کسی غلط فہمی کی بناء پر کچھ تلخ کلامی ہوگئی اور اس دوکاندار نے طالب علم کو پکڑ کر دکان میں بند کر دیا اور باہر جا کر ایک ٹانگہ لے آیا جس میں یرغمالی طالب علم کو قبائلی علاقے میں لے جانا تھا۔ جب جناب شاہ صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ بے حد متفکر اور پریشان ہوگئے اور مجھے فرمایا کہ تم بھی پٹھان ہو اور قبائلیوں کے ہم زبان ہو تم جا کر کوشش کر کے کسی طرح طالب علم کو چھڑا لاؤ۔ میں دعا کر کے بازار بھاگا بھاگا گیا۔ اور دیکھا کہ دو مسلح قبائلیوں کے نرغہ میں طالب علم ٹانگہ پر سوار ہو چکا ہے۔ میں نے قبائلیوں کو السلام وعلیکم کہنے کے بعد پشتو زبان میں طالبعلم کی رہائی اور معافی کی درخواست کی دونوں مسلح قبائلی حیرت زدہ ہوگئے کہ میں پٹھان ہوں۔ تھوڑی دیر بعد باہمی تعارف کی گفتگو کے بعد میں نے اُن سے کہا کہ یہ کالج کا طالب علم ہے لاہور سے آیا ہے اور ہمارا مہمان ہے۔ پٹھان کبھی بھی اپنے مہمانوں کو گزند نہیں پہنچاتے بلکہ اُن کی حفاظت کیا کرتے ہیں۔ اسلئے تمہیں پختون رواج کے مطابق حسن سلوک سے کام لیتے ہوئے اس طالب علم کو رہا کر دینا چاہیئے۔ ساتھ ہی میں نے طالب علم سے کہا کہ وہ اُن سے معافی مانگے۔ قبائلیوں کے دلوں میں رحم پیدا ہوا اور طالبعلم کو میرے حوالے کر دیا۔

میں نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور ہم حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ کچھ دیر بعد شاہ صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ عجیب بات ہے کہ میں نے تمہیں اس دورہ پر جانے کی اصرار سے دعوت دی۔ اور تمہیں دعوت دینے کی تحریک بڑے زور سے میرے دل میں ڈالی گئی تھی۔ اب سمجھ آئی کہ اللہ تعالیٰ کالج کو اس بدنامی سے بچانا چاہتا تھا کہ اس کا ایک طالب علم اغوا ہو گیا ہے۔ نیز فرمایا کہ تمہارے جانے کے بعد میں دعاؤں میں لگ گیا اور میرا دل اس طالبعلم کی رہائی کے لئے پگھل کر آستانہ الٰہی پر سجدہ ریز ہو گیا۔

سوال: اس تعلیمی ادارے کی ایک بہت بڑی خوش قسمتی یہ بھی رہی کہ اسے براہ راست خلیفۃ المسیح کی راہنمائی بھی حاصل تھی۔ اس کا کوئی واقعہ آپ بیان کرنا چاہیں۔

جواب: اپریل ۱۹۵۰ء تعلیم الاسلام کالج لاہور کا پہلا جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا۔ کالج کی خوش قسمتی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خود بنفسِ نفیس اس میں شامل ہوئے اور آپ نے نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا۔ کالج کا ہال طلباء، اساتذہ اور مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اردگرد کے کالجوں کے پرنسپل صاحبان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اخبارات کے نمائندگان بھی شریک محفل تھے۔

حضورؓ نے طلباء کی توجہ اُن کی اُن ذمہ داریوں کی طرف دلائی جو بحیثیت ایک نئی مملکت کے شہری ہونے کے اُن پر عائد ہوتی تھی۔ حضور اقدس کا یہ پُر معارف اور ولولہ انگیز خطاب ایک گھنٹہ سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔ تقریر کے آخر میں حضورؓ نے نہایت پُر جوش انداز میں فرمایا:

”پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو! اسلام کے بہادر سپاہیو! ملک کی اُمید کے مرکزو! قوم کے سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا، تمہارا دین، تمہارا ملک اور تمہاری قوم محبت اور اُمید کے مخلوط جذبات سے تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔“

اس تقریب میں شرکت کرنے والے معززین میں سے چند ایک نام یہ ہیں: جناب مشتاق حسین صاحب میئر لاہور، سید جمیل حسین صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور، مسٹر ترمذی ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیماتِ عامہ پنجاب نیز صوبہ پنجاب کے ماہرینِ تعلیم اور مدیرانِ جرائد بھی موجود تھے۔

خاکسار نے ۱۹۵۳ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کو جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا جس کی صدارت جناب چودھری ظفراللہ خان صاحب وزیر خارجہ نے کی۔ خاکسار نے بھی ان کے دستِ مبارک سے سند وصول کی۔

سوال: تعلیم الاسلام کالج کے ڈسپلن کے بارہ میں کوئی واقعہ بیان فرمائیں۔

جواب: تعلیم الاسلام کالج لاہور کا ڈسپلن مثالی تھا، طلباء کا تعلق جناب پرنسپل صاحب کے ساتھ دوستانہ تھا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ خوش شکل اور خوش لباس انسان تھے۔ بارُعب شخصیت کے مالک تھے۔ ایک دفعہ جناب ڈاکٹر عبادت بریلوی جو غالباً اُن دنوں اورینٹل کالج کے پرنسپل تھے۔ تعلیم الاسلام کالج لاہور

میں کالج یونین کی دعوت پر خطاب کرنے تشریف لائے۔ تمام طلباء اور اساتذہ کالج ہال میں جمع ہو گئے۔ جناب ڈاکٹر عبادت بریلوی صاحب کی تقریر کے دوران چند منٹ کے لئے اچانک بجلی فیل ہو گئی اور ہال میں گُھپ اندھیرا چھا گیا۔ حضرت پرنسپل صاحب نے طلباء کو خاموش رہنے کے لئے کہا۔ چند منٹ بعد بجلی آ گئی اور کارروائی دوبارہ شروع ہوئی تو جناب ڈاکٹر عبادت بریلوی نے کہا کہ میں کالجوں کی ایسی تقاریب میں شامل نہیں ہوتا کیونکہ طلباء کا رویّہ مقررین سے بعض اوقات اچھا نہیں ہوتا۔ لیکن جب آپ کے کالج کی طرف سے مجھے دعوت ملی تو چونکہ میں نے سُن رکھا تھا کہ تعلیم الاسلام کالج لاہور کا ڈسپلن مثالی ہے سو میں چلا آیا اور مجھے بے حد حیرت ہوئی جب بجلی فیل ہونے کے دوران بھی طلباء نے انتہائی ڈسپلن اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے معمولی آواز بھی بلند نہیں کی۔

(انٹرویو: رانا عبدالرزاق خان)

مکتوب مبارک
سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا
اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا
وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

امام جماعت احمدیہ

لندن

25/11/14

مکرم مبارک صدیقی صاحب،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزشتہ دنوں تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے مشاعرہ میں میری شمولیت پر آپ کا شکریہ کا پرخلوص خط ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ماشاء اللہ اچھا پروگرام ہوگیا تھا۔ اللہ آپ کی کوششوں میں آئندہ بھی برکت عطا فرمائے اور آپ کا اور آپ کے تمام ساتھیوں کا ہر لحہ حامی وناصر ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

مکتوب مبارک

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

امام جماعتِ احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

H: 7.01.15

مکرم مبارک صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے طاہر ہال میں سپورٹس ڈے کے انعقاد کا ذکر کر کے دعا کی درخواست کی ہے۔ اللہ فضل فرمائے۔ آپ کے اس پروگرام کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ اللہ آپ کو مقبول خدمت دین کی توفیق دے اور جملہ نیک خواہشات پوری کرے۔ اللہ ہر آن حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

مکتوب مبارک

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

امام جماعتِ احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

Z-17/04/15

مکرم مبارک صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے ''المنار'' کا ماہ اپریل کا شمارہ موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور پڑھنے والوں کو اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ اللہ آپ کا اور جملہ ٹیم ممبران کا حامی و مددگار رہو اور سب کی مساعی میں ہمیشہ برکت عطا فرماتا رہے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفة المسيح الخامس

مکتوب مبارک
سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

امام جماعتِ احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

Z-8/01/15

مکرم مبارک صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے تحت 9/جنوری کو بیت الفتوح میں رکھی گئی ایک تقریب کے بارہ میں اطلاع دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو ہر لحاظ کامیاب فرمائے اور اسے مفید اور بابرکت بنائے۔ اللہ آپ سب کا ہر لحہ حامی وناصر ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور

خلیفۃ المسیح الخامس

مکتوب مبارک

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا
إنا فتحنا لك فتحا مبينا
ولقد نصركم الله ببدر وأنتم أذلة

امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

Z-10/07/15

مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی طرف سے افریقہ میں تعمیراتی کاموں کی نگرانی کے لئے میری ہدایت کی تعمیل میں دس ممبران کے ناموں کی فہرست بھجوانے کا شکریہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو آئندہ بھی نیکی کے میدانوں میں اپنا بھرپور حصّہ ڈالنے کی توفیق دے اور آپ سب پر ہمیشہ اپنے پیار کی نظریں ڈالتا رہے۔ اللہ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

مکتوب مبارک
سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Private Secretary
to
Hazrat Khalifatul Masih V

Date...................

13-8-15 - K

مکرم مبارک صدیقی صاحب (صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں موصول ہوا جس میں آپ نے جلسہ سالانہ یوکے کے بعد مہمان شعراء کے ساتھ مشاعرہ میں شرکت کرنے کی درخواست کی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا ہے:

"اگر یہاں محمود ہال میں کسی ہفتہ کو ہوا تو 10 یا 15 منٹ کے لئے آجاؤں گا۔"

آپ کی تجویز کردہ تاریخوں میں سے حضور انور ایدہ اللہ نے 5 ستمبر ہفتہ کو منظور فرمایا ہے۔

ارشاد حضور انور ارسال ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام
خاکسار

پرائیویٹ سیکرٹری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

WAKALAT MAL

(**HEAD OFFICE**: *Rabwah Distt Jhang, Pakistan*)

LONDON OFFICE: *43 Gressenhall Road, London SW18 5QH Tel: 0208 874 1091 / 0208 877 5590 Fax: 0208 871 4056*

Reference: VM 03324
Date: 20/07/2014

Mukarram Mubarak Siddique Sahib

اسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکتہ

I have the pleasure to acknowledge receipt by Hazoor Anwar[aba] cheque for £1,500 on behalf of TIC Old Student Association, UK, as donation for the benefit of 'Tulaba'. Hazoor Anwar[aba] instructed to donate your donation towards Maryam Shadi Fund.

جزاکم اللہ أحسن الجزاء

Receipt No 10750 is forwarded for your records.

والسلام

Yours brotherly

MUBARAK AHMAD ZAFAR
Additional Vakilul Mal

Address:

16 Pemberley Close
Epsom KT19 9LW
SURREY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

WAKALAT MAL

(**HEAD OFFICE**: *Rabwah Distt Jhang, Pakistan*)

LONDON OFFICE: *43 Gressenhall Road, London SW18 5QH Tel: 0208 874 1091 / 0208 877 5590 Fax: 0208 871 4056*

حوالہ نمبر :-11645
11.04.15

مکرم و محترم مبارک احمد صدیقی صاحب۔ یوکے

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے آپ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہوں گے۔ ساؤٹومے میں تعلیم الاسلام پرائمری سکول کی تعمیر کے تعلق میں حضور انور کی خدمت میں =/£6,500 کا چیک موصول ہوا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

حسبِ ہدایت حضور انور رسید ارسالِ خدمت ہے۔

والسّلام

خاکسار

(مبارک احمد ظفر)

ایڈیشنل وکیل المال لندن

Mr. Mubarak Ahmad Siddiqui,
16, Pemberley Close,
Epsom , Surrey.
KT19 9LW

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

WAKALAT MAL

(**HEAD OFFICE**: *Rabwah Distt Jhang, Pakistan*)

LONDON OFFICE: *43 Gressenhall Road, London SW18 5QH Tel: 0208 874 1091 / 0208 877 5590 Fax: 0208 871 4056*

حوالہ نمبر :-11952
16.07.15

مکرم و محترم مبارک احمد صدیقی صاحب۔ یوکے

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے آپ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہوں گے۔ ساؤٹومے میں تعلیم الاسلام پرائمری سکول کی تعمیر کے تعلق میں حضور انور کی خدمت میں =/£5,000 کا چیک موصول ہوا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

حسبِ ہدایت حضور انور رسید ارسالِ خدمت ہے۔

والسّلام

خاکسار

(مبارک احمد ظفر)

ایڈیشنل وکیل المال لندن

Mr. Mubarak Ahmad Siddiqui,
16, Pemberley Close,
Epsom , Surrey.
KT19 9LW

WAKALAT MAL

(**HEAD OFFICE**: *Rabwah Distt Jhang, Pakistan*)

LONDON OFFICE: *43 Gressenhall Road, London SW18 5QH Tel: 0208 874 1091 / 0208 877 5590 Fax: 0208 871 4056*

VM- 9756
10.11.15

مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب

(صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی طرف سے ساؤٹومے میں بنوائے جانے والے سکول کے لئے مزید £7,000 کا چیک ملا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا

اسے متعلقہ حساب میں شمار کر لیا گیا ہے۔

والسلام خاکسار

9/11/15

ایڈیشنل وکیل المال (لندن)

کشتی کے چپّو پُختہ کار ہاتھوں میں

تعلیم الاسلام کالج کے بارے میں تاثرات

(راناعبدالرزّاق خاں)

''آج آپ کے ادارہ میں آکر میری اپنی طالب علمی کا دور میری آنکھوں کے سامنے آگیا۔ آکسفورڈ جیسی فضا دیکھ کر میرے دل میں پرانی یادیں تازہ ہوگئی ہیں۔ اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ آپ کو مثالی تعلیمی اور تربیتی ماحول میسّر ہے جہاں دوسری جگہوں کی مضرت انگیز مصروفیات ناپید ہیں۔''

(جسٹس انوارالحق صاحب جج عدالتِ عالیہ مغربی پاکستان لاہور 1962)

☆☆

''خالصتاً ذاتی عزم وکوشش کے نتیجہ میں ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج جیسی درسگاہ کو قائم کر دکھانا اور پھر اسے پروان چڑھا کر اسے موجودہ معیار تک لانا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ تعلیم الاسلام کالج کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک ایسے پرنسپل کی راہنمائی حاصل ہے جو ایمان ویقین، خلوص وفدائیت، اور بلند کرداری کے اعلیٰ اوصاف سے مالا مال ہے۔ آج ہمیں ایسے ہی باہمت، بلند حوصلہ اور اہل انسانوں کی ضرورت ہے۔ تاہم میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں اوران تمام لوگوں کے دلوں میں جو اس صوبے میں تعلیم سے کسی نہ کسی طرح متعلق ہیں محبت کا ایک خاص مقام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعلیم الاسلام کالج دو نمایاں اور ممتاز شخصیتوں....والد اور فرزند....کی محنت، محبت اور شفقت کا ثمرہ ہے۔ میری مراد آپ کی جماعت کے واجب الاحترام امام جو اس کالج کے بانی ہیں اوراُن کے لائق وفائق فرزند مرزا ناصر احمد صاحب سے ہے۔ وہ اپنے مشہور ومعروف خاندان کی قائم کردہ روایات کو وقف کی رُوح اور ایک ایسے جذبہ وجوش کے ساتھ چلا رہے ہیں جو دوسرے ممالک میں شاذ ہی نظر آتا ہے۔ جب میں اس کالج پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے انگلستان اورامریکہ میں علم کی ترویج اوراس کے فروغ کے متعلق انسانوں کے وہ عظیم محسن یاد آئے بغیر نہیں رہتے جنہوں نے خدمت کی نیت سے آکسفورڈ، کیمرج، ہارورڈ میں کالج قائم کئے۔ خالصتہً ذاتی عزم وہمت کے بل بوتے پر ربوہ میں ایک ایسی درسگاہ قائم کردکھانا ایک عظیم کارنامہ ہے اورپھراس کی آبیاری کرنا اور پروان چڑھا کر اسے حسن وخوبی اور مضبوطی واستحکام سے مالا مال کر دکھانا اوربھی زیادہ قابلِ ستائش ہے۔ ایک ایسے پرائیویٹ ادارے کو دیکھ کر جو باہمی مخاصمت اورایک دوسرے کے خلاف سازشوں سے پاک ہو اور جس کی تمام ترکوششیں اعلیٰ تر مقاصد کے حصول کے لئے وقف ہوں، استعجاب اوررشک کے جذبات کا اُبھرنا ایک قدرتی امر ہے۔ آپ کے امام جماعت کو علم اوراس کی ترویج سے جو محبت ہے آپ کے پرنسپل صاحب اورممبران سٹاف ایسے ماہرینِ تعلیم بھی اس میں حصہ دار ہیں۔ مرزا ناصر احمد صاحب جنہیں اپنے شاگردوں میں شامل کرنا میرے لئے باعثِ عزت ہے۔ برّصغیر ہندوپاکستان کے نامور فاضل اور ماہر تعلیم ہیں۔ یہ کالج کی خوش قسمتی ہے کہ اُسے ایک ایسے پرنسپل کی راہنمائی حاصل ہے جو اپنی زندگی میں آج کے دن تک بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ مقررہ نصب العین کے حصول کے لئے چلے آرہے ہیں۔ اورزمانے کے اتار چڑھاؤ ان کے لئے سدِّ راہ ثابت نہیں ہوسکے۔ ان سے کم اہلیت اورکم عزم وحوصلہ کا انسان ہوتا تو زمانے کے اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو ایمان ویقین، فدائیت اور بلند کرداری کے اوصاف سے متصف ہوں۔ مرزا ناصر احمد صاحب سے تعارف اوران کی دوستی کے شرف سے مشرف ہونا عزم وہمت کے از سرِ نو بحال ہونے کے علاوہ خود اپنے آپ کو اس مستقبل کے بارے میں جو زمانے کے پریشان کُن بادلوں کے پیچھے پوشیدہ ہے، ایک پختہ اور غیر متزلزل اتحاد سے بہرہ ور کرنے کے مترادف ہے۔''

(پروفیسر سراج الدین صاحب سیکرٹری محکمہ تعلیم مغربی پاکستان، 1955)

☆☆

''اس ادارے کی کشتی کے چپّو بڑے ہی پختہ کار ہاتھوں میں ہیں جو جانتے ہیں کہ ماحول کے ساتھ مناسبت پیدا کرکے بالآخر ماحول پر کس قدر غلبہ پایا جا سکتا ہے یہ بجائے خود بہت بڑی خوبی پر دلالت کرتا ہے۔''

(جسٹس سجاد احمد جان صاحب جج عدالتِ عالیہ مغربی پاکستان لاہور دسمبر 1962)

☆☆

''میں مبارک باد دیتا ہوں اس کالج کے بانیوں کو کہ انہوں نے اس ادارہ کو قائم کیا پھر اُسے ترقی دے کر اس حد تک لائے اور اب اُسے ترقی دینے کے خواہاں ہیں۔ مجھے پرنسپل صاحب سے پتہ چلا ہے کہ ہرسال ہی اس کالج کے نتائج یونیورسٹی اور بورڈ کی شرح فیصد سے زیادہ رہتے ہیں یہ امر واقعی باعثِ مسرت ہے میں پرنسپل اوراُن کے سٹاف کی خدمت میں دلی مبارک پیش کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسے ادارہ کی سربراہی کا فرض ادا کر رہے ہیں جس پر وہ فخر کرسکتے ہیں۔''

(جناب حماد رضا صاحب کمشنر سرگودھا، 1962)

”بلاشبہ آپ کا یہ تعلیمی ادارہ اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہے کہ اُسے وہ ماحول میسر ہے جسے ہم صحیح معنوں میں تعلیمی ماحول کہتے ہیں۔ یہاں دھیان بٹانے والی اور توجہ ہٹانے والی بے مقصد قسم کی غیر علمی مصروفیات ناپید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس خالص تعلیمی ماحول میں حصول تعلیم اور کردار سازی کے نقطۂ نگاہ سے آپ کو یہاں ایک بھرپور زندگی بسر کرنے کا زرّیں موقع حاصل ہے۔ اور آپ لوگ سیرت و کردار کے یکساں سانچوں میں ڈھلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔“

(سابق سیکریٹری محکمہ تعلیم جناب انور عادل صاحب سی ایس پی سیکریٹری صوبائی وزارتِ داخلہ 62-1961)

☆☆

”یہ کالج دوسری غیر سرکاری درسگاہوں کی طرح ہمارے قومی نظامِ تعلیم میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ مجھے اس میں قطعاً شبہ نہیں کہ قومی جماعتوں اور انجمنوں کی قائم کی ہوئی درسگاہیں اپنی خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود ہماری اجتماعی زندگی میں ایک بنیادی ضرورت کو پورا کر رہی ہیں اور ان کے نہ ہونے سے ہماری زندگیوں میں ایک خلا ہوگا۔“

(حمید احمد خاں صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور (1963)

☆☆

”آپ کی خوش بختی یہ ہے کہ آپ نے جس ادارے میں تعلیم و تربیت پائی ہے۔ وہ دنیا میں دین کے امتزاج کا ایک نہایت متوازن تصور پیش کرتا ہے۔ نہ صرف پیش کرتا بلکہ اسے عملِ مسلسل میں ملبوس بھی کرتا چلا جاتا ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے جب ہم اس کالج کو معیاری، مکمل اور منفرد کلیہ کی حیثیت و صورت میں دیکھ سکیں اور کوئی وجہ نہیں کہ جہاں کام کو کام بلکہ ایک مشن تصور کیا جاتا ہے۔، جہاں طلباء کو فقط پڑھایا نہیں جاتا بلکہ ان کے مزاجوں میں ایک کوہ شکن سنجیدگی اور کردار میں ایک شریفانہ صلاحیت پیدا کی جاتی ہے۔ اور جہاں اساتذہ کی قربانیاں اور جانفشانیاں اپنے پیچھے ایک کہکشانِ نور چھوڑتی چلی جاتی ہیں وہاں اہلِ خیر کی تمنائیں کیوں نہ فروغ پائیں گی اور اہلِ قلم کے عزائم کیوں نہ پورے ہونگے۔“

(مولانا صلاح الدین احمد ایڈیٹر ”ادبی دُنیا“ 1963)

☆☆

”تعلیم الاسلام کالج ملک کا وہ ممتاز ترین ادارہ ہے جہاں طلباء کا اوڑھنا بچھونا علم ہے۔ اور وہ علم کے حصول کو بھی ایک عبادت تصور کرتے ہیں۔ آپ لوگ جو اپنی قومی زبان کی خدمت کر رہے ہیں وہ ہر لحاظ سے قابلِ تحسین اور قابلِ ستائش ہے۔“

(ڈاکٹر ظفر علی ہاشمی وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی لائلپور)

☆☆

”تعلیم الاسلام کالج احمدی جماعت اور پرنسپل میاں ناصر احمد کی مخلصانہ مساعی اور شبانہ روز محنت کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ اس کالج کے کارکن جماعت کے تعمیری و تعلیمی تصورات کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور میرے نزدیک اس درسگاہ کی سب سے بڑی خصوصیت اور برکت یہ ہے کہ ربوہ کی فضاء آجکل شہری آلودگیوں سے قطعی طور پر محفوظ ہے اور ترغیبات بالکل مفقود ہیں جو تربیت اخلاق میں حائل ہو کر تعلیم کے بلند تصورات کو برباد کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس درسگاہ کو پاکستانیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ بابرکت بنائے اور اس کے کارپردازوں کو بیش از پیش سعی و جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔“

(مولانا عبدالمجید سالک، مدیر انقلاب، 1958)

☆☆

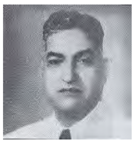

”تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی اسلامی روایات قابلِ تقلید و ستائش ہیں پرنسپل میاں ناصر احمد کی مساعی ادارے کی ہر نوع میں تعمیر کے متعلق مبارکباد کی مستحق ہیں۔ ادارے کے معائنے سے مجھے بہت اطمینان اور راحت نصیب ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس درسگاہ کو برکت عطا فرمائے۔“

(جناب عبدالحمید دستی وزیر تعلیم مغربی پاکستان 1957)

☆☆

”تعلیم الاسلام کالج اور متعلقہ اداروں کو دیکھ کر ہمیں روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ چند سالوں میں یہاں جس تیز رفتاری اور خوش اسلوبی سے ترقی ہوئی ہے وہ کارکنوں کے خلوص، بلند ہمتی اور استقلال کا نتیجہ ہے۔ توقع ہے کہ یہ جگہ تھوڑے ہی عرصے میں ہمارے ملک کی ایک معیاری اور قابل رشک جگہ ہوگی۔“

(صوفی غلام مصطفی صاحب تبسم مدیر ”لیل و نہار“ و پروفیسر فلاسفی گورنمنٹ کالج لاہور)

☆☆

”میرے لئے یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ تعلیم الاسلام کالج ہر اعتبار سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔“

(میاں افضل حسین صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور (1964)

(تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ 162-158)

انتخابِ سُخن

تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلباء میں مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کے دو مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں۔ المنار کے اس شمارے میں ''وفا کے دیپ'' جوان کا دوسرا مجموعۂ کلام ہے، میں سے منتخب اشعار نذرِ قارئین کئے جا رہے ہیں:

''ظلم نامے'' کو چاٹ لے دیمک
معجزہ پھر وہی دِکھا مولیٰ
کوئی فرعون ہو کہ ہاماں ہو
بندہ، بندہ ہے، تُو خدا مولیٰ
لاج رکھ لینا اپنی درگاہ میں
ہم فقیروں کی ہے صدا مولیٰ

☆☆

سنا ہے میں نے جہاں ذکر اُسؐ کا کرتے ہیں
فرشتے نور کی مشکیں لئے اُترتے ہیں
یہاں میں آج بصد احترام آیا ہوں
میں آنحضورؐ کو کہنے سلام آیا ہوں

☆☆

وہ کون شخص گڑگڑا کے رات گریہ زار تھا
کہ آسماں پہ چودھویں کا چاند بیقرار تھا
وہ کار زار میں اکیلا لڑ رہا تھا چوکھی
قلم کا تھا وہ بادشاہ سخن کا شہ سوار تھا

☆☆

عکسِ جمال و حسنِ نظر ڈال دیجئے
اب میرے فکر و فن کو اجال دیجئے
ہفت آسماں پہ وسعتوں کی سیر کیلئے
اب طاقتِ اُڑان، پر و بال دیجئے
کیوں مقبروں پہ ڈالتے ہو چادریں عبث
ننگے سروں پہ جا کے کوئی شال دیجئے
ہے آپ کی بقا اسی میں اور خیر بھی
اب ہاتھ ''حبل'' کے سرے پہ ڈال دیجئے

تعلیم کیلئے انگلستان کا سفر

میرے والد صاحب نے اپنے خط میں مجھے ارشاد فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح

الاوّلؓ کی خدمت میں گذارش کرو کہ میرے والد صاحب کی خواہش ہے کہ اگر حضور اجازت فرمائیں تو مجھے مزید تعلیم کیلئے انگلستان بھیج دیں، اس لئے حضور کی خدمت میں اجازت کی اور دعا کی درخواست ہے۔ میں نے یہ عرضداشت لکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپؓ نے مزید تعلیم کیلئے انگلستان جانے کے متعلق فرمایا کہ آپ بھی اور آپ کے والد صاحب بھی استخارہ کریں، پھر اگر اطمینان ہو تو اجازت ہے۔ انہی ایّام میں سیالکوٹ کے دو اور طلباء نے بھی حضورؓ سے انگلستان جانے کی اجازت چاہی لیکن حضور نے پسند نہ فرمایا۔ میں نے قادیان ہی میں استخارہ شروع کر دیا، دوسری یا تیسری رات کو ابھی سویا ہی تھا کہ ایسے محسوس ہوا کہ کوئی شخص میری چارپائی کے پاس کھڑا ہے اور مجھے مخاطب کرکے اس نے کوئی بات کہی ہے، جس کا پہلا حصہ تو میں سُن نہیں سکا، لیکن آخری لفظ جو سنے وہ یہ تھے ''تو پھر انگلستان جاؤ'' اس سے مجھے تو اطمینان ہو گیا کہ بفضل اللہ میرا انگلستان جانا فائدہ مند ہو گا۔ اس بات میں میری اپنی خواہش کا کوئی دخل نہیں تھا کیونکہ مجھے انگلستان جانے کا کوئی شوق نہ تھا، بلکہ میں والدہ محترمہ کی پریشانی کا خیال کرکے انگلستان جانے سے کچھ گھبراتا تھا۔ ایک بالکل نئے ماحول اور نئی معاشرت کے خیال سے بھی پریشانی ہوتی تھی۔

سفر انگلستان پر روانہ ہونے سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے جو ہدایات خاکسار کو دیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ کہا جاتا ہے کہ انگلستان چونکہ ایک سرد ملک ہے اس لئے وہاں سردی کے دفاع کیلئے شراب کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم طبیب ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اگر تمہیں سردی کی مدافعت کی ضرورت محسوس ہو تو ''کوکو'' استعمال کریں۔ اسمیں خوراکیت بھی ہے اور سردی کے اثر کو بھی زائل کرتی ہے۔ ہمیں خط لکھتے رہنا۔ ہم تمہارے لئے دعا کریں گے۔

(حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی خودنوشت ''تحدیثِ نعمت'' سے ماخوذ)

اُستادِ مرحوم....(ابنِ انشاء)

طبیعت میں ایجاد کا مادہ تھا۔لکیر کے فقیر نہ تھے۔اب اسی لفظ 'فیضان' کو لیجئے۔اسے وہ 'ظ' سے لکھتے تھے۔ایک بار طوطا رام سیاد نے اس پر اعتراض بھی کیا۔یہ صاحب ہوشیار پور کے رہنے والے تھے اور معمولی تعلیم یافتہ تھے۔استاد مرحوم نے چمک کر جواب دیا:یہ ہماری زبان ہے پیارے۔ہم جیسا لکھیں گے وہی سند ہوگا۔ماسٹر جی اپنا منہ لے کر رہ گئے۔بعد میں راقم کو استاد مرحوم نے ایک مستند قلمی نسخہ میں 'فیضان' ظ سے لکھا ہوا دکھایا۔اس نسخہ کا نام یاد نہیں۔لیکن کم از کم پچیس سال پرانا ہوگا اور خود استاد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ان شہادتوں کے باوجود وسیع القلب اتنے تھے کہ آخری عمر میں فرمایا کرتے 'ض' سے لکھنا بھی غلط نہیں۔اسی طرح بہت سے اور الفاظ تھے جن کا تلفظ اور املا وہ رواج عام سے ہٹ کر کرتے تھے۔کوئی انگشت نمائی کرتا تو جواب دیتے کہ ہمارے گڑگاؤں میں یونہی لکھتے اور بولتے ہیں۔معترض چُپ ہو جاتا۔

استاد مرحوم کے اوصاف حمیدہ کا حال لکھنے کیلئے ایک دفتر چاہئے۔اس مضمون میں اس کی گنجائش نہیں۔مختصر یہ کہ دریا دل آدمی تھے۔کوئی شخص کوئی چیز پیش کرتا تو کبھی انکار نہ کرتے۔دوسری طرف اس بات کا خیال رکھتے کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔کوئی سائل یا حاجتمند آتا تو نہ صرف یہ کہ خود کچھ نہ دیتے۔دوسروں کو بھی منع کر دیتے کہ یہ بھی تمہاری طرح انسان ہے۔اس کی خودداری مجروح ہوگی۔اس شخص کو پند و نصائح سے مطمئن کر کے بھیج دیتے۔

استاد مرحوم کی طبیعت خوشامد سے نفور تھی۔راقم کو معلوم نہیں کہ محکمہ تعلیم کے افسروں اور ڈپٹی کمشنر کے علاوہ، کہ حاکم ضلع ہونے کے لحاظ سے اولوالامر کی تعریف میں آتے ہیں، انہوں نے کبھی کسی کا قصیدہ کہا ہو۔البتہ کسی افسر یا سیٹھ کے ہاں شادی ہو تو سہرا کہہ کر لے جاتے اور ترنم سے پڑھ کر سناتے۔

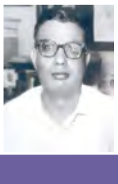

(''خمارِ گندم'' سے ماخوذ)

چوہدری محمد علی مضطر

جاگ اے شرمسار! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات
یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر، ہوشیار! آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں
کبھی اس کو پکار آدھی رات
کھلتے کھلتے کھلے گا باب قبول
عرض کر بار بار آدھی رات

بریانی اور دال

ایک کنجوس کے گھر مہمان آ رہے تھے اس نے نوکر سے کہا:

''تم کھانے کے وقت کچن میں برتن گرا دینا۔میں پوچھوں گا:'کیا گرا ہے؟' تو تم جواب دینا:'بریانی گر گئی ہے'۔

پھر میں کہوں گا 'گھر کی بات ہے۔چلو دال ہی لے آؤ'۔

مہمان آ گئے اور پروگرام کے مطابق کچن میں برتن گرنے کی آواز آئی۔

کنجوس:''ارے بھئی کیا گرا دیا؟''

نوکر کی گھبرائی ہوئی آواز:''صاحب جی!دال ہی گر گئی ہے۔''

ایک دفعہ علی گڑھ میں مشاعرہ ہو رہا تھا۔اہل ذوق دور دور سے مشاعرے میں شرکت کیلئے آئے ہوئے تھے۔علامہ اقبال بھی وہاں موجود تھے۔مشاعرے کے اختتام پر علی گڑھ کے چند مقامی شعراء نے علامہ کو پریشان کرنے کی ٹھانی۔انہوں نے ایک مصرعہ منتخب کر کے علامہ کو اس پر گرہ لگانے کیلئے کہا۔

مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں، ہرن پانی میں

علامہ اقبال ایسے بکھیڑوں سے پرہیز کرتے تھے۔تاہم لوگوں کے بیحد اصرار پر یہ مصرعہ لگا کر شعر مکمل کر دیا:

اشک سے دشت بھریں، آہ سے سوکھیں دریا
مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں، ہرن پانی میں

کشفاً امتحانی پرچہ دیکھ لیا!

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جو ایک لمبا عرصہ تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل رہے، آپ کی زندگی کا ایک حسین گوشہ!

آپ نے اپنی خلافت کے دوران ایک بار بیان فرمایا کہ اُن دنوں اگرچہ آپ بطور پرنسپل تو اپنی ذمہ داریاں پوری طرح ادا کر لیتے تھے لیکن غیر معمولی جماعتی مصروفیات اور حضرت مصلح موعودؓ کے تفویض کردہ کاموں کی وجہ سے اپنی کلاس کو پورا وقت نہ دے سکتے تھے اور اسطرح پورا سلیبس ختم نہیں ہوسکتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ دعا کے نتیجے میں اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کو رویاء میں اس سال کا یونیورسٹی کا پرچہ نظر آجاتا اور آپ کلاس کو بتائے بغیر ان سوالات پر مشتمل جامع نوٹس تیار کر کے چند لیکچروں میں اس مضمون کے متعلقہ حصے پڑھا لیتے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپ کے مضمون میں کلاس کا نتیجہ ہمیشہ باقی مضامین سے بہتر ہوتا۔ آپ کے شاگرد صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اس امر کے چشم دید گواہ ہیں۔ اس ضمن میں وہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ 1958-59 کے سال غیر معمولی دینی مصروفیات کی وجہ سے آپ اپنی بی اے کی کلاس کو سیاسیات کے مضمون کا پورا کورس ختم نہ کروا سکے اور اس دوران سالانہ امتحان شروع ہوگیا۔ سیاسیات کے پرچہ سے قریباً دو روز قبل آپ نے ان کو ایک کاغذ پر تین سوالات لکھ کر بھجوائے اور ان کے جوابات بھی ٹائپ کروا کر بھجوائے اور فرمایا کہ یہ بھی پڑھ لینا اور باقی کلاس کے لڑکوں کو بھی بتا دینا۔ صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک سوال مارشل لاء کی حکومت میں اور آئینی حکومت میں صدر مملکت کے اختیارات کے بارے بھی تھا اور 1958 کے مارشل لاء کی وجہ سے ہمارا یہ خیال تھا کہ یہ سوال تو امتحان میں بالکل نہیں آ سکتا۔ بہر حال ہم نے یہ تینوں سوالات تیار کر لئے اور جب سیاسیات کا یونیورسٹی کا پرچہ آیا تو اسمیں یہ تینوں سوالات موجود تھے۔ اس موقعہ پر آپ نے ان سوالات کا کوئی پس منظر بیان نہیں کیا۔ بعد میں خلافت کے دوران ایک جلسہ کے دوران خطاب فرماتے ہوئے اس امر کا اظہار فرمایا کہ وہ پرچہ آپ کو کشفی حالت میں دکھایا گیا تھا۔

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 220)

اے اس راہ سے گزرنے والے انسان!

پرتگال کے ایک باغ کے باہر بورڈ پر جلی حروف میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں:

”اے اس راہ سے گزرنے والے انسان اس سے پہلے کہ تو مجھے کاٹنے کے لئے ہاتھ اٹھائے میری ایک بات سنتا جا۔ میں موسم سرما کی سرد راتوں کو تیرے چولہے کی آگ بن کر تیرے گھر کو گرم رکھتا ہوں، موسم گرما کی تپتی دھوپ میں تجھے اپنے سائے سے راحت پہنچاتا ہوں، میرے پھل تیرے لئے بہترین خوراک کا کام دیتے ہیں، میں تیرے گھر کی

چھت کا شہتیر ہوں جس کے نیچے تو اور تیرے بچے آرام کرتے ہیں، میں تیری میز کا تختہ ہوں جس پر بیٹھ کر تو کام کرتا ہے، میں تیرے آرام کے لئے چارپائی مہیا کرتا ہوں، تیری کلہاڑی کا دستہ بھی ہوں، تیرے گھر کا دروازہ، تیرے بچوں کا جُھولا اور موت کے بعد تیری میّت کا صندوق میری لکڑی سے بنتا ہے۔ میں بنی نوع انسان کے لئے اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہوں اور ہر حال میں انسانوں کا دوست ہوں، میں ہوں ایک درخت! انسان کا صدیوں سے خاموش رفیق، پنگھوڑے سے لیکر گور تک انسان کا قدیم دوست، دست فطرت کا شاہکار، زمیں کا زیور ماں کا آنچل، قدرت کا ائیر کنڈیشنر۔

میں اپنا تعارف ذرا کھل کر کروائے دیتا ہوں۔ میرے حروف تہجّی (د، ر، خ، ت) سے بننے والا لفظ ’درخت‘ (’د‘ سے دوا۔ ’ر‘ سے رحمتِ خدا۔ ’خ‘ سے خوراک اور ’ت‘ سے توانائی) میرا اصلی رُوپ ہے۔

(بشکریہ الفضل ربوہ، 23 اگست 2013)

میری غفلتوں کی بھی حد نہیں، تیری رحمتوں کی بھی حد نہیں
نہ میری خطا کا شمار ہے، نہ تیری عطا کا شمار ہے

ڈاکٹر عبدالسلام اور فیض احمد فیض

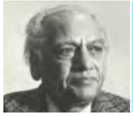

ڈاکٹر سلام نے 1988ء میں پرل کانٹی نینٹل ہوٹل لاہور میں فیض میموریل لیکچر دیا۔ ڈاکٹر سلام نے اس لیکچر کے شروع میں فرمایا کہ جب برطانیہ میں ان کے دوست احباب کو معلوم ہوا کہ وہ فیض لیکچر دینے لاہور جارہے ہیں تو انہوں نے حیرانگی کا اظہار کیا کہ سلام سائنس کا آدمی ہے جو کائنات کے راز آشکار کرنے کا متلاشی ہے جبکہ فیض شعروشاعری کی دنیا کا باسی اور حسن وعشق کی باتیں کرنے والا۔ دونوں عالمی شخصیات دو مختلف دنیاؤں کی رہنے والی ہیں تو ان میں قدر مشترک کیا ہے؟

سلام نے اپنے لیکچر میں فرمایا کہ میں اور فیض دونوں ہی غیرملکوں میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں، حکومت پاکستان کے نزدیک ہم دونوں ناپسندیدہ افراد ہیں، فیض عشق اور محبت کی دنیا کے باسی اور میں ایٹم کی خشک اور بے رنگ دنیا کا باسی۔

سلام کی فیض سے گہری دوستی تھی چنانچہ ایک دفعہ دونوں کو خراب موسم کی وجہ سے یورپ کے کسی ائرپورٹ پر مجبوراً کئی گھنٹے رکنا پڑا۔ سلام کی فرمائش پر فیض نے اپنے ہاتھ سے ان کی ڈائری میں اپنی مشہور نظم لکھی:

نثار میں تیری گلیوں کے اے وطن، کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے

جب ڈاکٹر سلام کے فیض لیکچر کا اعلان اخبارات میں شائع ہوا تو فیض کی بیٹی پروفیسر سلیمہ ہاشمی اور ان کے شوہر پروفیسر شعیب ہاشمی کے بقول لاہور میں یہ سائنس کا کھڑکی توڑ ہفتہ تھا۔ لاہور کے سینما گھروں میں جب کوئی اردو یا پنجابی کی اچھی فلم لگتی تھی تو اس کو کھڑکی توڑ ہفتہ کہا جاتا تھا۔ کیونکہ لوگ ایک دوسرے پر چڑھ کر اور مار کٹائی کر کے ٹکٹ حاصل کرتے تھے۔ لیکچر کے منتظمین نے بتایا کہ پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کے اس ہال میں 800 لوگوں کی گنجائش ہے اور ہم نے دس ہزار سے زیادہ لوگوں کو انکار کیا ہے۔ (زکریا ورک کی کتاب ”سلام عبدالسلام“ سے ماخوذ)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک سابق طالب علم محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کے لئے ”سر“ کا اعزاز

قارئین المنار کے لئے یہ بات صد شکر اور خوشی کا موجب ہوگی کہ تعلیم الاسلام کالج کے ایک سابق طالب علم محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو ملکہ معظّمہ برطانیہ کی طرف سے KBE کے اعزاز اور دوسرے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ مورخہ 13 جون 2015 کو ملکہ معظّمہ برطانیہ کی سالگرہ کے موقع پر جن اعزازات کا اعلان ہوا ہے ان میں محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو KBE کا ایوارڈ دیا گیا ہے۔ جس کا پورا نام Knight Commander of the Excellent Order of the British Empire ہے۔ آرڈر آف دی برٹش ایمپائرز کے ایوارڈز میں سے KBE کا ایوارد اعلیٰ ترین ایوارڈ ہے۔ اس آرڈر کے تحت دیگر اعزازات MBE,CBE,OBE ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب کو قبل ازیں OBE کا ایوارڈ مل چکا ہے۔ KBE ایوارڈ کا مطلب ہے کہ آپ کو سر کا خطاب دیا گیا ہے۔ آپ کو سر افتخار احمد ایاز لکھا اور پکارا جائے گا۔ سر افتخار احمد ایاز صاحب کو اب تک 35 سے زائد ایوارڈز مل چکے ہیں جن میں الفریڈ نوبیل میڈل، پیس پرائز، ایمبیسیڈر آف پیس، ایمبیسیڈر آف ٹانگ آکسفورڈ یونیورسٹی اور انٹرنیشنل ہیومن رائٹس سروسز ایوارڈ بھی شامل ہے آپ اس وقت انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ علاوہ ازیں آپ ڈائریکٹر میڈیا فورم، ڈائریکٹر طاہر فاؤنڈیشن، ممبر MTA بورڈ آف ڈائریکٹرز اور دیگر مختلف خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کو احمدی اسائلم سیکرز اور ریفیوجیز کی خدمات کا خاص موقع مل رہا ہے۔

آپ کو دنیا کے مختلف ممالک میں پیس سمپوزیم کی تقاریب میں جماعت کی نمائندگی کرنے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ایوارڈ محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب اور ساری جماعت کے لئے بہت مبارک کرے۔ مجلس عاملہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن آپ کو اس اعزاز پر مبارکباد پیش کرتی ہے نیز آپ کی صحت مند فعال زندگی کے لئے دعا گو ہے۔ آمین۔

جستہ جستہ

بیوی

ایک بزرگ سے کسی شخص نے اپنی بیوی کا عیب بیان کیا تو انہوں نے پوچھا: ''تمہارا دھوبی کون ہے؟'' وہ بولا: بیوی

''گھر اور مال کا چوکیدار کون ہے؟'' وہ بولا: بیوی

''اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر عمر بھر کیلئے تمہارا ساتھی کون بنا ہے؟'' وہ بولا: بیوی ''پریشانی اور غم میں تمہاری دلجوئی کون کرتا ہے؟'' وہ بولا: بیوی

جب تم بیمار ہوتے ہو تو تمہاری تیمارداری کون کرتا ہے؟ وہ بولا: بیوی

بزرگ نے پوچھا کہ کیا تمہاری بیوی ان سب کاموں کی اجرت مانگتی ہے تم سے؟ وہ بولا: نہیں۔ بزرگ نے فرمایا: ''ایک عیب تو تم نے فوری ڈھونڈ لیا بیوی میں لیکن اتنی خوبیاں کبھی تمہیں نظر نہیں آئیں۔

وہ پاگل شاید آپ ہی ہوں!

اردو کے امتحان میں محاوروں کو جملوں میں استعمال کرنے کا سوال بھی شامل تھا۔ چنانچہ ایک قابل اور ہونہار طالب علم نے ان محاوروں کو جس لیاقت اور قابلیت سے جملوں میں استعمال کیا آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

(۱) پانچوں انگلیاں گھی میں ہونا: امی کی پانچوں انگلیاں گھی میں تھیں، کیونکہ چمچہ نہیں مِل رہا تھا اور پکوڑے تلنے کے لئے گھی نکالنا بہت ضروری تھا۔

(۲) کسی پر کیچڑ اچھالنا: میں نے پپّو کے گھر جا کر اس کی امی سے شکایت کی کہ آنٹی دیکھیں یہ مجھ پر کیچڑ اُچھال کر بھاگ آیا ہے، آپ میرے کپڑے دیکھ لیں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔

(۳) بال بال قرضے میں جکڑے جانا: حامد کرزئی کا بال بال قرضے میں جکڑا گیا تھا، اسی لئے تو اُس نے بال کٹوادئے اور اب خود دیکھ لیں کہ بالکل گنجا ہو چکا ہے۔

(۴) آسمان سے باتیں کرنا: ماسٹر صاحب! کل میں بازار سے سَموسے خریدنے کے لئے نکلا تو میں نے کیا دیکھا کہ ہمارے محلے کا ایک پاگل شخص آسمان کی طرف منہ اٹھائے ہوئے آسمان سے باتیں کئے جا رہا تھا۔

ممتحن صاحب نے موصوف کے جوابات پڑھ کر ان کے پیپر پر لکھا!

''نمبرات 0/4 وہ پاگل آپ ہی ہوں گے!''

ایک سردار میوزیم گیا۔ وہاں اُس سے ایک کپ ٹوٹ گیا۔

آفیسر: تم نے 5000 سال پُرانا کپ توڑ دیا۔

سردار: خدا کا شکر ہے.. میں سمجھیا نواں سی..!!

تصویری نمائش میں ایک خاتون ایک مصور سے بات کر رہی تھی۔ اس نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا:

اور تو خوب مگر یہ دیکھیں.. اس کے خدوخال ایسے بگڑے ہوئے ہیں کہ ایک بار نظر پڑ جائے تو دوبارہ دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔

مصور نے نہایت متانت سے جواب دیا: جی آپ نے بجا فرمایا... لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہ تصویر نہیں آئینہ ہے..''

جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو کہ ''تو کیا ہے''
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا
کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تندخو کیا ہے
یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے
وگرنہ خوف بدآموزیٔ عدو کیا ہے
چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے
جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ، جستجو کیا ہے
رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے

وہ آئے بزم میں اتنا تو میرؔ نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

انٹرنیشنل مشاعرہ بیت السبوح فرینکفرٹ جرمنی

زیر انتظام: تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

محترم پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب صدر تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی نے صدر ایسوسی ایشن یوکے سے باہم مشاورت کے بعد ایک مشاعرہ یکم نومبر 2015ء کو فرینکفرٹ میں منعقد کیا۔ جس میں تقریباً تین صد احباب نے شرکت کی۔ جس میں جناب امیر صاحب جماعت ہائے جرمنی جناب عبداللہ واگس صاحب، امام صاحب

بیت السبوح محترم حیدر علی ظفر صاحب، صدر مجلس انصاراللہ جرمنی، ان کے علاوہ یوکے سے سترہ اولڈ سٹوڈنٹس یوکے نے بھی لندن سے شرکت کی جس میں صدر تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے محترم مبارک احمد صدیقی صاحب، نائب صدر محترم ظہیر احمد جتوئی سیکرٹری تجنید رانا عبدالرزاق خان، سیکرٹری فنانس سلیم الحق خان، محترم سر افتخار احمد ایاز صاحب، سابق امام مسجد فضل محترم بشیر احمد رفیق صاحب، سابق جنزل

سیکرٹری جماعت احمدیہ یوکے محترم بشیر احمد اختر صاحب، طارق صفدر صاحب، سید حسن خان صاحب، ناصر جاوید خان صاحب، ڈاکٹر داؤد احمد طاہر صاحب، آصف علی پرویز صاحب، انس احمد بٹ صاحب، شفیق احمد

سندھی صاحب، ظریف احمد صاحب، خالد محمود صاحب، مرزا حفیظ احمد صاحب، محمود رفیق صاحب، وسیم باری صاحب بھی شامل تھے۔ مشاعرے سے قبل ایک جائنٹ میٹنگ کی گئی جس میں یوکے اور جرمنی کی ایسوسی ایشن کے ممبران شامل ہوئے۔ جس میں سب نے باری باری اپنا تعارف کروایا اور کچھ پرانی یادیں بھی تازہ کی گئیں۔ پھر چوہدری محمد علی مظفر صاحب کی یاد میں مشاعرہ منعقد ہوا۔ مشاعرے میں تقریباً 25 شعراء نے اپنا کلام پیش کیا اور نظامت کے فرائض محترم عرفان احمد خان دہلوی نے ادا کئے۔ مشاعرے کا ماحول بہت اچھا اور خوشکن تھا، سب نے

بہت ہی اچھا کلام پیش کیا اور ناظرین بہت محظوظ ہوئے، ہر طرف سے واہ واہ اور بہت خوب کی صدائیں آرہی تھیں۔ مشاعرہ جو کہ اڑھائی بجے شروع ہوکر نماز مغرب کے وقفے کے بعد عشاء تک جاری رہا۔ محترم سر افتخار احمد ایاز صاحب نے بھی تقریر کر کے چوہدری محمد علی مظفر عارفی کی شخصیت پر روشنی ڈالی اور خلافت کی برکات کا تذکرہ کیا۔ نیز محترم بشیر احمد رفیق صاحب نے اپنی یادوں کے خزینے سے بہت سے یادگار واقعات کا اضافہ کیا۔ لندن مشن کے ساتھ ساتھ حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خاںؓ کے ساتھ گزارے گئے ایام کی یاد تازہ ہوئی۔ لوگ چاہتے تھے کہ یہ بیان جاری رہے مگر وقت کافی ہو چکا تھا۔

مشاعرے کے اختتام پر مکرم و محترم مبارک صدیقی صاحب صدر

ٹی آئی کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا سنجیدہ ومزاحیہ کلام پیش کیا جس سے محفل کشت زعفران بن گئی۔اسکے علاوہ انہوں نے اپنی شاعری کے ساتھ ساتھ برکات خلافت کے حوالے سے بہت سے ایمان افروز واقعات سنائے اورامام وقت کے ساتھ وفااور اطاعت کاایک مضبوط تعلق قائم رکھنے پرزوردیا۔

آخردعاسے اس مبارک اوریادگارپروگرام کااختتام ہواجوکہ بہت سی اَنمٹ یادیں چھوڑ گیا۔پانچ دوست جودودن پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔اُن کو جمعہ کے روز جامعہ احمدیہ جرمنی دکھایا گیا۔دوسرے دن روڈیہیمز اور فرینکفرٹ کی سیر کرائی گئی۔

تصاویر برموقعہ مشاعرہ

رپورٹ باسکٹ بال ٹورنامنٹ

مابین ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشنز جرمنی و برطانیہ

ٹی آئی اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی نے مورخہ 14 نومبر 2015ء کو جرمنی میں حضرت چوہدری محمد علی صاحب مرحوم سابق پرنسپل وانچارج باسکٹ بال کی یاد میں ایک باسکٹ بال ٹورنامنٹ کے انعقاد کا فیصلہ کیا اور جرمنی کی ایسوسی ایشن نے یو کے کی ایسوسی ایشن کے صدر مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب کو اس ٹورنامنٹ میں شمولیت کی دعوت دی۔ چونکہ یو۔کے میں باقاعدہ مجلس صحت کا قیام عمل میں آچکا ہے اس لئے محترم صدر صاحب نے خاکسار مرزا عبد الرشید صدر مجلس صحت کو اس ٹورنامنٹ میں اپنی ٹیم بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔

حضرت چوہدری محمد علی صاحب جن کا خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف جماعت احمدیہ میں بلکہ جماعت سے باہر پاکستان اور کھیل کی دُنیا میں ایک بڑا نام ہے، ان کی یاد میں ٹورنامنٹ ہو وہ بھی باسکٹ بال کا تو اس میں شامل نہ ہونے کے بارہ میں تو سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ چونکہ یو.کے میں باسکٹ بال باقاعدہ کھیلا جاتا ہے، اس لئے تمام کھلاڑیوں نے فوراً اس ٹورنامنٹ میں شمولیت کا فیصلہ کرلیا۔

تاہم اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے تمام کھلاڑیوں سے رابطہ کرکے ان کو پریکٹس کیلئے تیار کیا گیا اور 11 اولڈ لڑکوں کی ٹیم تیار کی گئی۔ چونکہ خاکسار خود باسکٹ بال کا پلیئر ہے، اس لئے شوق سے تمام انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ ٹیم کی تیاری کے بعد جرمنی جانے کیلئے سفر کے انتظامات کئے گئے جس کیلئے مکرم امیر صاحب یو.کے نے سفر کیلئے اخراجات کی بطور خاص منظوری عطا فرمائی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ہماری 11 افراد پر مشتمل ٹیم بذریعہ وین صبح 4 بجے بیت الصبوح جرمنی پہنچی۔ ٹیم کے ممبران میں خاکسار مرزا عبدالرشید کیپٹن، مکرم قریشی ضیاء الحق صاحب، مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب، مکرم مرزا عبدالباسط صاحب، مکرم بشیر احمد شریف صاحب، مکرم حافظ مسعود احمد صاحب، مکرم خالد منیر صاحب، مکرم سردار فرید احمد ڈوگر صاحب، مکرم مرزا منیر احمد صاحب اور مکرم قریشی انعام الحق صاحب شامل تھے۔ اسی روز بعد دوپہر نماز ظہر عصر مکرم چوہدری حمید احمد صاحب صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی نے بعد تلاوت ٹورنامنٹ کا افتتاح فرمایا۔ یو.کے سمیت کُل چار ٹیموں نے ٹورنامنٹ میں حصہ لیا۔ کل 6 میچ کھیلے گئے۔ تمام میچ انتہائی دلچسپ اور کانٹے دار تھے۔ کیونکہ ٹی آئی کالج کے تمام سپر سٹارز ایک لمبے عرصہ کے بعد پھر اکٹھے میدان میں تھے، جرمنی جماعت کی کثیر تعداد نے تشریف لاکر

ٹورنامنٹ کی رونق کو دوبالا کیا۔ خصوصاً محترم مولانا حیدر علی ظفر صاحب محترم صدر صاحب انصار اللہ جرمنی اور دیگر متعدد عہدیداران نے اولڈ کھلاڑیوں کی خوب حوصلہ افزائی کی۔

بالآخر فائنل میچ یو کے اور جرمنی کی ایک ٹیم کے درمیان کھیلا گیا جو بہت دلچسپ رہا اور یو کے کے اولڈ سٹوڈنٹس نے میچ جیت کر پہلی پوزیشن حاصل کی۔

ہم محترم امیر صاحب جرمنی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے فائنل سیشن میں تشریف لاکر میچ ملاحظہ کیا اور آخر میں تمام کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور مختصر خطاب ونصائح فرمائیں۔

اگلے روز صبح ہمارے ایک بھائی اور اولڈ سٹوڈنٹ مکرم سلیم الدین صاحب کے پرزور اصرار پر ان کے دولت خانہ پر ناشتہ کیا گیا اور بعض خوبصورت مقامات کی سیر کے بعد لندن کیلئے واپسی ہوئی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیریت لندن پہنچے۔

رپورٹ مرتبہ:

مرزا عبدالرشید

کیپٹن باسکٹ بال ٹیم-ٹی آئی کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم ممبران... تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو۔کے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سالانہ عشائیہ تقریب

مورخہ 4 مارچ بروز ہفتہ

اُمید ہے کہ آپ سب خیر و عافیت سے ہوں گے۔ ہماری ایسوسی ایشن کا سالانہ عشائیہ انشاءاللہ العزیز مورخہ چار مارچ 2017 بروز ہفتہ شام پانچ بجے طاہر ہال بیت الفتوح میں منعقد ہوگا۔ ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے تمام ممبران سے اس میں شرکت کی درخواست ہے۔ ہمارے محبوب امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اس تقریب میں شرکت کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ انشاءاللہ العزیز اس موقع پر گروپ تصاویر بھی ہوں گی اور حاضرین کی خدمت میں ڈنر پیش کیا جائے گے۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گزشتہ سال ہماری تنظیم کو افریقن ملک ساؤتومے میں ایک پرائمری سکول بنانے کی توفیق ملی تھی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پرشفقت اجازت سے اس سال ہم افریقہ کے ملک برکینا فاسو میں ایک پرائمری سکول تعمیر کر رہے ہیں۔ آپ سب کے تعاون کے لئے ہم آپ کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے مطابق عمل کی توفیق دے آمین۔

والسلام

مبارک صدیقی

صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے

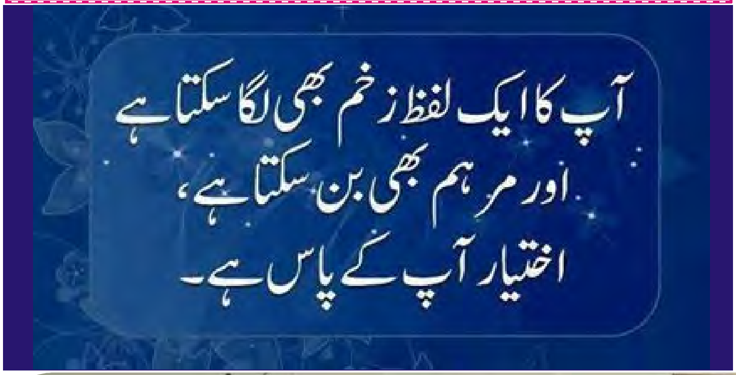

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے، کے زیر اہتمام
محترم لارڈ طارق احمد صاحب اور محترم لطیف احمد صاحب
کے ساتھ ایک ادبی شام

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈینٹس ایسوسی ایشن یو کے دوران سال اپنے ممبران اور بطور خاص نوجوان طلباء ایسوسی ایٹ ممبران کی راہنمائی کے لئے ایسے پروگرام کرتی رہتی ہے جن میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کے ساتھ ایک نشست منعقد کی جاتی ہے۔ اسی سلسلے میں مورخہ 14 مئی 2016 بروز ہفتہ ٹوٹنگ، لندن کے ایک ہال میں مکرم ومحترم لارڈ طارق احمد صاحب برطانوی وزیر مملکت اور مکرم ومحترم لطیف احمد کے ساتھ ایک

تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ حاضرین کی تعداد ایک سو کے قریب تھی۔

تقریب کا آغاز مکرم وسیم احمد باری صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کیا جسکے بعد محترم کاشف احمد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام نہایت خوش الحانی سے سنایا۔ اسکے بعد مکرم مبارک احمد صدیقی

صاحب صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے مہمانان کرام و حاضرین کرام کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے بتایا کہ ایسی مجالس کا مقصد صحبت صالحین ہے نیز ایسوسی ایشن کے ممبران اور ممبران کے بچگان کو ایسا مواقع فراہم کرنا ہے جس میں وہ مختلف شعبہ جات میں نمایاں خدمات و اعزازات حاصل کرنے والی شخصیات کے تجربات سے مستفید ہوسکیں۔

سب سے پہلے مکرم ومحترم لطیف احمد جھمٹ صاحب نے حاضرین سے

خطاب کیا۔ محترم لطیف احمد صاحب تعلیم الاسلام کالج کے ممبر اور باسکٹ بال کے بہترین کھلاڑی اور باسکٹ بال ٹیم کے کیپٹن بھی رہ چکے ہیں اور آجکل پاکستان سے انگلستان کے دورے پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ کی خدمات مندرجہ ذیل ہیں:

۞ کیپٹن تعلیم الاسلام کالج باسکٹ بال ٹیم 1960/61 تا 1962/63
۞ کیپٹن پنجاب یونیورسٹی ٹیم 1963/64 ۞ کیپٹن پنجاب انٹرزون ٹیم 1963/64 ۞ کیپٹن کمبائنڈ یونیورسٹی ٹیم 1963/64 ۞ پنجاب یونیورسٹی چیمپین 1962/63 اور 1963/64 ۞ مینیجر/کوچ پنجاب ٹیم 1996 تا 2014 ۞ صدر باسکٹ بال صحت پاکستان ۞ 1963/62 میں آل انڈیا Y.M.C.A ٹیم کے خلاف ربوہ میں ہونے والے میچ میں کھیلنے والی پنجاب ٹیم کے کیپٹن۔

آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹی آئی کالج میں پڑھانے کے علاوہ ستائیس سال تک سیرالیون میں شعبہ تدریس میں خدمات بجالانے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تعلیم کا اعلیٰ معیار ہوا کرتا تھا اور کس طرح اساتذہ کرام طلباء کی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اخلاقی تعلیم کا بھی بھرپور خیال رکھتے

تھے۔ انہوں نے بتایا کہ امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیمتی نصائح پر عمل کرنے والے دعا اور محنت کے ساتھ مسلسل کوشش کرنے والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ انہوں نے بہت سے واقعات کا ذکر کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے تعلیم الاسلام کالج کی باسکٹ بال ٹیم کو غیر معمولی کامیابیوں سے نوازا۔

مکرم لطیف احمد صاحب کے خطاب کے بعد چند احباب نے اپنا تازہ منظوم کلام سنایا۔ شاعری پیش کرنے والوں میں مکرم اعجاز الحق قریشی صاحب، مکرم آصف علی پرویز صاحب، مکرم فضل احمد طاہر صاحب، مکرم

عبدالقدیر کوکب صاحب، مکرم طفیل عامر سندھو صاحب، مکرم رانا عطاء اللہ صاحب اور مکرم مبشر احمد صاحب شامل تھے۔ کالج کے سینئر اور بزرگ ممبر و سابق استاد تعلیم الاسلام کالج مکرم انور احمد صاحب ڈی پی او نے بھی اپنی ویل چیئر پر بیٹھے بیٹھے کالج کے دور کے چند ایمان افروز واقعات سنائے۔

اسکے بعد مکرم عطاء القادر طاہر صاحب نے مکرم و محترم لارڈ طارق احمد صاحب کا مختصر تعارف کروایا اور آپ کو خطاب کی دعوت دی۔ آپ نے اپنے خطاب میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور خلیفہ وقت کی دعاؤں کے ثمرات کا ذکر کیا اور بتایا کہ کسی بھی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے مقصد اور منزل کا تعین کریں اور پھر مستقل مزاجی کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھیں۔ انہوں نے بہت سے واقعات سنائے جو کہ حاضرین کے لئے بہت دلچسپی کا باعث تھے۔ سیاست میں ابتدائی دنوں کی بات کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ایک دن وہ کسی کے گھر باربی کیو کی دعوت میں شامل تھے، انکا فون کچھ دور تھا۔ انہوں نے جب فون دیکھا تو ایک ٹیکسٹ پیغام تھا کہ میں آپ سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن شاید آپ مصروف ہیں۔ ڈیوڈ کیمرون (برطانوی وزیر اعظم)۔ یہ غیر متوقع پیغام دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ انکی پارٹی نے میری خدمات کو سراہتے ہوئے لارڈ شپ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

ایک اور واقعہ کا محترم طارق احمد صاحب نے ذکر کیا کہ ابھی مجھے لارڈ نہیں بنایا گیا تھا ان دنوں ایک مرتبہ برطانوی پارلیمنٹ ہاؤس میں کسی تقریب کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار سے دریافت کیا کہ طارق یہ عمارت کا کونسا حصہ ہے۔ میں نے بتایا کہ اس طرف ہاؤس آف کامنز ممبران پارلیمنٹ ہے اور اس طرف ہاؤس آف لارڈز ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے دریافت فرمایا کہ تمہارا کدھر جانے کا خیال ہے۔ میں نے عرض کی ہاؤس آف کامنز (یعنی ایم پی بننے کا ارادہ ہے)۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا میرا تو خیال ہے کہ ہاؤس آف لارڈز میں جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل اور امام وقت کی دعاؤں کا نتیجہ دیکھئے کہ حضور انور کے بابرکت الفاظ ہو بہو پورے ہوئے۔

محترم طارق احمد صاحب نے اپنے والد محترم کی شفقتوں کا بہت خوبصورتی سے ذکر کیا۔ دیگر باتوں کے علاوہ کہا کہ ابو نے ایک لطیفہ سنایا کہ جنرل سیکریٹری کے دفتر میں کام کرتے تھے۔ ایک دن دفتر میں برٹش ٹیلی کام والوں کی کال آئی، ساقی صاحب نے فون اُٹھایا تو کہا کہ بی ٹی صاحب آپ کی کال ہے۔ جب ابا جان نے فون لیا تو وہ برٹش کمیونکیشن کی کال تھی۔

حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحبؓ کے بارے آپ نے بتایا کہ آپؓ ہمارے گھر تشریف لاتے تھے اور انہوں نے ہی مجھے گُھٹی دی تھی۔ محترم طارق احمد صاحب نے تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈینٹس ایسوسی ایشن یو کے، کی سرگرمیوں اور غریب طلباء کے لئے مختلف منصوبہ جات پر بھی خوشی کا اظہار کیا۔

محترم لارڈ طارق احمد صاحب کے خطاب کے بعد محترم مبارک صدیقی صاحب نے ایک مرتبہ پھر معزز مہمانوں و حاضرین کرام کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہر چند کہ دونوں مہمانوں کا تعلق بالکل الگ الگ شعبہ جات سے ہے لیکن دونوں نے یہی پیغام دیا ہے کہ انسان اگر خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے، خلیفہ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصائح پر عمل کرتے ہوئے دعا اور محنت کے ساتھ اپنی منزل کی جانب سفر جاری رکھے تو کامیابی یقینی ہے۔ دعا کے ساتھ اس خوبصورت تقریب کا اختتام ہوا۔ دعا کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

(رپورٹ: شعبہ اشاعت)

تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا تفریحی سفر نارتھ ویلز اور لیک ڈسٹرکٹ

تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی مجلس عاملہ نے جون ۲۰۱۶ کی میٹنگ میں فیصلہ کیا کہ ہمیں اس ملک کے بعض مقامات کی سیر بھی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس کے لئے ۱۰ ستمبر ۲۰۱۶ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔ اور تیاری شروع ہوئی۔ ایک ۱۴ سیٹ والی وین کرائے پر لی گئی اور ۱۳ ممبران پر یہ گروپ خاکسار بشیر احمد اختر نائب صدر TICOSA UK کی نگرانی میں صبح ۹ بجے بیت الفتوح سے قافلہ دعا کے ساتھ روانہ ہوا۔ سفر کے شروع میں ہلکی بارش نے موسم کو خوشگوار بنا دیا۔ اگرچہ بعد میں تین گھنٹوں کے لئے تیز بارش کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن M40 ختم ہوتے ہی سورج کی کرنوں نے بادلوں سے آنکھ مچولی شروع کردی اور منزل کے قریب پہنچتے ہی موسم نے وہ صورت اختیار کرلی جس کی ہم اُمید لگائے بیٹھے تھے۔ مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب، مکرم عبدالقدیر کوکب صاحب، مکرم طارق صفدر صاحب، کے کلام سے، لطائف سے، ساتھ ساتھ جوس، فروٹ، چپس، نٹس کی بھرمار نے محفل کو گرمائے رکھا۔

ہمارے مہربان میزبان مکرم ڈاکٹر چوہدری نصیر احمد صاحب ریجنل امیر نارتھ ویسٹ نے اڑھائی بجے ہمارا استقبال کیا۔

پھر ہم اُن کی راہنمائی میں اپنی پہلی منزل FRONCYSYITE نامی قصبے میں پہنچے۔ جہاں ہم نے دوسو سال پرانا پُل دیکھا۔ جو ہم سب نے کراس کیا۔ جب دوسری طرف نیچے اُترے تو پانی فلٹر کرنے کا پرانی طرز کا پلانٹ بھی دیکھا۔ اور وہاں بہت سے وزیٹرز بھی تھے۔ پُل کے ساتھ ساتھ ایک نہر بھی تھی۔ جس میں لوگ کرائے کی کشتیاں چلا رہے تھے۔ زمین پر نہروں میں کشتیاں چلتی تو پہلے بھی دیکھی تھیں لیکن زمین سے ۱۲۶ فٹ کی بلندی پر پُل کے ساتھ نہر میں کشتیوں کا چلنا پہلی دفعہ دیکھا۔ اس گاؤں سے چاروں طرف نہریں مختلف اطراف کو جاتی ہیں جو خود ایک دلکش نظارہ تھا۔ یہ نہر برطانیہ کی سب انہار سے طویل اور بلند نہر ہے۔ یہ نہر ۳۰۷ میٹر طویل اور ۱۲۶ فٹ بلند ہے۔ یہ پُل Thomas Tilford جو کہ ایک سول انجینئر تھا نے بنایا تھا۔ اور William Joseph نے سپروائز کیا۔ کیونکہ وہ کنال انجینئر تھا۔ اس میں ۱۹ ستون نصب ہیں۔ ہر ستون کا درمیانی فاصلہ ۱۶ میٹر ہے۔ اس پُل کو کاسٹ آئرن سے بنایا گیا

۔ نہر پانچ فٹ گہری اور ۷۔ ۳ میٹر چوڑی ہے۔ Boat آرام سے اس میں چل سکتی ہے۔ نہر کے ساتھ پیدل چلنے والوں کے لئے سقفی راستہ بھی ہے۔ اس پُل کا افتتاح ۲۶ نومبر ۱۸۰۵ء کو ہوا۔ اس کی تعمیر میں دس سال لگے اور ۴۷۰۰۰ ہزار پونڈ خرچ آیا۔ سالہا سال سے یہ پُل اور نہر وزیٹرز کے لئے موجبِ کشش ہے۔

ہماری دوسری منزل Llangollen ٹاؤن تھا۔ اکثر آبادی پہاڑیوں پر ہے۔ نیچے نہر بہہ رہی ہے۔ پارک صاف ستھرا ہے جہاں وزیٹرز بیٹھ کر کھانا وغیرہ کھاتے ہیں اور نہر کے نظارے سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ہمارے گروپ نے بھی وہاں پر بریانی اور چائے کے ساتھ مزے اُڑائے۔ پانی کے کنارے ایک ہوٹل میں خوب رونق تھی۔ کئی لوگ نیچے اُتر کر پانی سے کھیلتے بھی دیکھے گئے۔

ہماری تیسری منزل پہاڑیوں کے درمیان سے بل کھاتی ہوئی سڑک کی سیر کرتے ہوئے Horse Shoe Pass تھی۔ نام سے ہی اُس کی شکل ظاہر ہے۔ ہم سب وین سے نیچے اُترے اور تقریباً ۴۰۰ فٹ کی بلندی سے قدرت کے مناظر دیکھے اور پھر باجماعت نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کی اور اُس خالقِ کائنات کو یاد کیا۔ یاد رہے کہ ۱۸۰۸ء میں ایک نہر بنائی گئی جو ہارس شو فال سے پانی لاتی ہے۔ ہماری چوتھی منزل Betwsycoocl ٹاؤن تھی۔ یہاں پر بھی ہم نے قدرتی پانی کے نظاروں سے آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ اور کچھ سیر کا موقع بھی ملا۔ وہاں سے نکل کر ابھی ہم تھوڑی دور گئے تھے کہ سمندر کا کنارا نظر آیا۔ تصاویر وغیرہ بنوائیں۔ ایک مقامی عورت نے اپنے آپ کو ہمارے گروپ کی فوٹو کھینچنے کے لئے پیش کیا۔ نارتھ ویلز کے لوگ بڑے ہی تعاون کرنے والے ہیں اور ایسی ہی توقع دوسروں سے بھی رکھتے ہیں۔ سمندر کے اندر چار پانچ میل دور درجنوں کے حساب سے Windmills نظر آئے۔ جن سے

بجلی بنائی جاتی ہے۔

نارتھ ویلز کی آخری منزل ہماری Rhyl شہر کی احمدیہ مسجد تھی۔ جس کا دو سال قبل افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ مکرم صدر صاحب نارتھ ویلز جماعت مکرم کلیم باجوہ صاحب اور مکرم ڈاکٹر چوہدری نصیر احمد صاحب ریجنل امیر نارتھ ویسٹ نے Heavy Tea کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد ان دونوں مخلص میزبانوں کا شکریہ گروپ کی طرف سے خاکسار بشیر احمد اختر نے ادا کیا۔ وہاں پر سابق ریجنل امیر مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ اس مسجد کی خریداری اور چند دنوں میں مسجد کے افتتاح کے لئے تیاری کا سہرا چھوٹی سی جماعت کے سر پر ہے۔ مکرم ڈاکٹر چوہدری نصیر احمد صاحب نے اس سارے پروجیکٹ کی کامیابی کے لئے بہت ہی اعلیٰ کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

نمازوں کے بعد قافلہ مانچسٹر کی طرف روانہ ہوا۔ ہم 10 بجے کے قریب دارالامان پہنچ گئے۔ ریجنل امیر صاحب مکرم ڈاکٹر چوہدری نصیر احمد صاحب ہمارے ساتھ تھے۔ مکرم چوہدری انوار الحق صاحب صدر حلقہ، مکرم محمد کاشف صاحب ناظم مجلس انصار اللہ، قائد مجلس خدام الاحمدیہ مکرم منصور خان نے ہمارے قافلے کو خوش آمدید کہا۔ جاتے ہی ہمیں کھانے کی میز پر بلایا گیا۔ یہ اُن سب کی بے حد شفقت تھی۔ سونے کا انتظام بھی بہت اچھا تھا۔

۸ بجے ناشتے کے لئے اعلان ہوا۔ انڈے کی بھجیا، گرما گرم ٹوسٹ، دار چینی والی چائے پیش کی گئی جسے احباب نے خوب انجوائے کیا۔ مکرم تنویر شاہ صاحب نے دو عدد تھرمس چائے سے بھی بھر کر دیئے۔ 9 بجے صبح ہمارا گروپ مکرم عبدالسمیع صاحب کی کپتانی میں لیک ڈسٹرکٹ کی طرف دعاؤں کے سنگ روانہ ہوا۔ راستے میں فضائیں اور قدرتی مناظر اس قدر مسحور کرنے والے تھے کہ سب کی آنکھیں دنگ رہ گئیں۔ تقریباً ساڑھے گیارہ بجے لیک ڈسٹرکٹ پر اُتر کر سب کی فروٹ وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ یہاں پر وزیٹرز کے لئے ٹرین، بس اور Cruise کی سہولیات موجود ہیں جو کہ ہر ایک گھنٹے کے بعد محو سروس ہو جاتی ہیں۔ سب نے باہم مشورہ سے کروز Boat پر سفر کا فیصلہ کیا۔ سب کے لئے ٹکٹ خریدے گئے پھر سب اپنی منزل Bownss کی طرف روانہ ہوئے۔ 12:35 پر ہماری بوٹ جھیل کے پانی کو چیرتی ہوئی 40 منٹ میں منزل پر پہنچی۔ بوٹ کے سفر کے دوران راستے میں جھیل کے اردگرد خوب رونق تھی۔ سب جوڑے خوش باش سیر کے مزے لے رہے تھے۔ یہ ایک وادی تھی۔ زیادہ آبادی پہاڑی پر ہے اور سڑکوں پر زیادہ لوگ ٹورسٹ ہی تھے۔ دائیں بائیں ہوٹلز، سیرگاہیں اس ماحول کو چار چاند لگائے ہوئے تھیں۔ ملٹی نیشنل لوگ بڑے ہی پُر امن ماحول میں اس خوبصورت نظاروں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ہر کوئی اپنے اپنے ماحول میں گم تھا۔ موسم گرم اور سہانا تھا۔ ہم سب نے خوب انجوائے کیا۔ پھر چالیس منٹ کے اس ماحول میں مدہوشی کے بعد ہماری بوٹ کنارے پر تھی۔ ہم سب اس میں سوار ہوئے۔ کچھ دوست چھت پر تھے تو کچھ اندر۔ بعض اپنے یادگار لمحات کو تصاویر میں قید کر رہے تھے۔ بوٹ سے اُتر کر دعا کے ساتھ ہم گاڑی میں سوار ہو کر عازم لندن ہوئے۔ راستے میں ہم نے دو جگہ سٹاپ کیا اور سب کو کھانا بھی کھلایا گیا۔ سفر میں نظموں کا سلسلہ جاری رہا اور ساتھ ساتھ کیوڑہ، فروٹ اور نٹس کے مزے اُڑاتے رہے۔

رات دس بجے ہم بخیریت بیت الفتوح پہنچے۔ مکرم ظہیر جتوئی صاحب، مکرم شفیق سندھی صاحب، مکرم نفیس صاحب، مکرم نعیم اختر نے ہمیں رسیو کیا۔ ان سب کے بھرپور تعاون کے ہم بہت مشکور ہیں۔ ہم مکرم ڈاکٹر چوہدری نصیر احمد صاحب کے بہت مشکور ہیں کہ انہوں نے 12 گھنٹے ہمارا ساتھ دیا اور رہنمائی بھی فرمائی۔ چائے اور ڈنر کا بندوبست بھی کیا۔ اس کے علاوہ ہم مرزا عبدالرشید صاحب، ظہیر جتوئی صاحب، چوہدری نفیس صاحب، نعیم اختر صاحب، ان سب کے ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے کھانے وغیرہ کے انتظامات کے علاوہ زادِ راہ مہیا کرنے میں ہماری بہت مدد فرمائی۔ ہم اپنے کپتان مکرم قریشی عبدالسمیع صاحب کے بھی مشکور ہیں۔

شاملین تفریحی سفر

۱۔ بشیر احمد اختر۔ ۲۔ رانا عبدالرزاق خاں۔ ۳۔ عبدالقدیر کوکب۔ ۴۔ طارق صفدر۔ ۵۔ عبدالسمیع قریشی۔ ۶۔ محمد اشفاق۔ ۷۔ سید اعجاز احمد شاہ۔ ۸۔ احسان اللہ خواجہ۔ ۹۔ مبارک جاوید۔ ۱۰۔ حفیظ احمد قدیر۔ ۱۱۔ محمد خان۔ ۱۲۔ لیاقت علی شمسی۔ ۱۳۔ ناصر احمد گل۔

(رپورٹ مرتبہ: بشیر احمد اختر)

مختصر مختصر

پتھروں سے ہیرے

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی سنہری یادیں

(راناعبدالرزاق خان۔لندن)

نام: راناعبدالرزاق خاں ولد رانا عبداللطیف خان ولد چودھری عبدالحمید خان صحابی کاٹھگڑی (والدین کا اصل وطن کاٹھگڑھ ہوشیار پور پنجاب انڈیا)

تاریخ پیدائش: ۱۳ /اپریل ۱۹۵۱ء کلی نو، شورکوٹ جھنگ پنجاب پاکستان۔

تعلیم: پرائمری تک تعلیم چک نمبر ۲ ٹی ڈی اے قائد آباد خوشاب ٹی آئی ہائی سکول ربوہ سے میٹرک، ٹی آئی کالج ربوہ سے ۱۹۷۰ء میں ایف اے کیا۔ میٹرک اور ایف اے مشہور اداروں سے ہی پاس کیا۔ جن کی سارے پاکستان میں منفرد حیثیت تھی۔ تعلیم وتربیت میں یہ ادارہ ایک مثال تھا۔ تعلیم الاسلام کالج کے اساتذہ سے پدرانہ شفقت بھی ملا کرتی تھی۔ یہ ایسے اساتذہ تھے جو اپنے طلباء کے لئے ہمہ وقت دعا گو رہتے تھے۔ ڈسپلن، تعلیم، تربیت، اور اپنے طلباء کا اپنے بچوں کی طرح خیال رکھنا ان سب کا وطیرہ تھا۔ ہم سب بلا خوف وخطر سب پروفیسران سے کسی بھی وقت مل سکتے تھے۔ آج بھی ہم اُن ہی کی تربیت اور دعاؤں کے طفیل دنیا میں کامیابیاں حاصل کررہے ہیں۔ جب کبھی بھی ان اساتذہ کا ذکر کسی جگہ پڑھتے ہیں تو ان سب کے لئے ہمارے دل سے دعائیں نکلنا شروع ہوجاتی ہیں۔ آج بھی جب مجھے اُن کی پدرانہ شفقت، معلمانہ پیار، لگن اور محبت یاد آتی ہے تو میرے دل سے اُن کے بلندی درجات کے لئے بے اختیار دعائیں نکلتی ہیں۔ اُن کی محنت اور توجہ نے ہم پتھروں کو تراش کر ہیرے بنا دیا۔ ہم سب طلباء اُنہی بقراط وسقراط کے کارنامے ہیں۔ ہمارے ادارے میں کمرشل تعلقات، بناوٹ، یا بیگانہ پن نام کو نہ تھا، ہر پروفیسر سے مل کر اپنائیت کا احساس ہوتا تھا، دور دراز سے برائے تعلیم آئے ہوئے طلباء جلد ہی اس ماحول میں گھل مل جایا کرتے تھے۔ اس گھریلو ماحول کو بھرپور پرامن جنت بنانے میں ہمارے پروفیسران اور پرنسپل صاحب کے مشفق رویوں کا عمل دخل تھا۔ خدا تعالیٰ اُن سب کو غریق رحمت کرے۔ آمین۔

بی۔ اے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۹۷۵ء میں کیا۔ اُردو، فارسی سپیشل مضامین تھے۔

ملازمت: سپروائزر پیپر بورڈ ملز پیکیجز لمیٹڈ لاہور (۱۱ مئی ۱۹۷۲ء تا ۱۶/ستمبر ۱۹۷۵ء)۔ ۱۷/ستمبر ۱۹۷۵ء تا یکم مارچ ۱۹۸۴ء تک بحرین عربین گلف (دیوان الامیری بطور ایگریکلچر اسسٹنٹ (سلطان البحرین عیسیٰ بن سلمان الخلیفہ)۔ مارچ ۱۹۸۴ء تا جولائی ۲۰۰۸ء نمبر دار چک نمبر ۲ ٹی ڈی اے خوشاب پنجاب پاکستان۔

شادی: محترم ناصر احمد بہادر شیر مرحوم سابق افسر حفاظت خاص کی بڑی بیٹی سے ہوئی۔ جس میں سے ایک بیٹا اور بیٹی ہیں۔

جماعتی خدمت کی توفیق: صدر جماعت احمدیہ چک نمبر ۲ ٹی ڈی اے خوشاب عرصہ پندرہ سال رہا۔ ضلع خوشاب کی مجلس عاملہ میں سات سال ناظم مجلس انصاراللہ خوشاب، سیکریٹری مال ضلع رہا پھر لندن میں مجلس انصار اللہ برطانیہ میں شعبہ عمومی میں، شعبہ تعلیم القرآن میں اور شعبہ تربیت میں خدمت کرنے کی توفیق پائی۔

خاکسار کی پانچ کتب بھی زیرطبع ہیں جو کہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں اور انشاءاللہ عنقریب ہی زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آئیں گی۔

آجکل اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن برطانیہ میں بطور سیکریٹری تجنید اور المنار کے ادارتی بورڈ میں خدمت کی سعادت پا رہا ہوں۔

کالے گاؤن کی کشش

(خالد منیر احمد)

سردیوں کے تقریباً صبح کے دس بجے ہونگے اور ہم اپنے تعلیم الاسلام سکول کے باہر گھاس کے قطعوں میں اُردو کی جماعت میں بیٹھے پڑھ رہے تھے کہ اچانک ساتھ والی سڑک پر کچھ لڑکوں کی آوازیں آئیں۔ یہ کالے گاؤن اوڑھے تعلیم الاسلام کالج کی طرف جانے والے طالبِ علموں کی گفتگو کی آوازیں تھیں۔ اُنکی آزادی اور اپنی قید کے تصور کا ایک عجیب رنگ تھا اور میں اسی خیال میں ڈوب گیا کہ کب ہم لوگ بھی اسی طرح گاؤن پہنے کالج جایا کریں گے یعنی کہ بڑوں اور آزاد لوگوں میں شمار ہونے لگیں گے۔ خدا کے فضل سے میٹرک پہلی بار ہی اچھے نمبروں میں پاس کر کے جب فرسٹ ایئر میں داخلے کا وقت آیا تو والد صاحب مرحوم کے ہمراہ انٹرویو کے لئے کالج چلے گئے۔ مکرم چوہدری محمد علی صاحب مرحوم پرنسپل تھے۔ مجھ سے کالج، کرکٹ اور ایڈمیشن کے انگریزی میں ہجے پوچھے گئے اور مجھے پری میڈیکل میں داخلہ مل گیا۔

کالج کا زمانہ بھی انسان کی زندگی کے سہانے دنوں کا دور ہوتا ہے۔ جس میں انسان بگڑتا بھی ہے اور بنتا بھی ہے۔ کالج کی زندگی انسان کی شخصیت بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ یہی چیز میرے کالج تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے مجھے دی۔ ہم کو نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ دوسری ادبی اور جسمانی کھیلوں کے مواقع بھی بھر پور مہیا کئے گئے۔ ان دنوں میں کالج کا دن ختم ہوتے ہی کالج کے کھیل کے میدان بھر جایا کرتے تھے۔ ڈگری کالج میں ہاکی، کالج کے سامنے ہی باسکٹ بال اور دریا پر کشتی رانی جیسی کھیلیں باقاعدگی سے ہوتی تھیں۔ اور اگر میں غلطی پر نہیں تو شاید پنجاب میں صرف ہمارا کالج ہی اپنے طلبہ کو کوہ پیمائی کے لئے پاکستان کے شمالی علاقوں میں لے کر جایا کرتا تھا۔ اس بات کا ذاتی مشاہدہ میں نے تب کیا جب ۱۹۸۵ میں مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے ہم ایف ایس سی کے طلبہ کو مکرم سلطان محمود اکبر صاحب اور مکرم مبارک احمد انصاری صاحب کے ہمراہ وادیِ کاغان کے اوپر ملکہ پربت کے برف پوش پہاڑوں کو سر کرنے کے لیئے بھجوایا تھا تو راستے میں یونیورسٹی کے طلبہ تو نظر آئے اور وہ بھی صرف مری ایبٹ آباد تک (پھر اس کے بعد اُن چراغوں میں روشنی نہ رہی) مگر کوئی کالج کے طلباء نظر نہ آئے اور معیار ہمارے اساتذہ کا یہ ہوا کرتا تھا کہ اسی ٹرپ پر واپسی پر آتے ہوئے ہم ایک دن اور رات مری بھی رُک گئے کیونکہ مری کی مال روڈ کی کچھ اپنی بھی دلکشیاں تھیں۔

ہمارا کالج باسکٹ بال اور کشتی رانی میں ہمیشہ ہی جیتا کرتا تھا۔ بی ایس سی کے دور میں ہم لوگ انٹر کالجیٹ یونیورسٹی جیت کر آئے اور کچھ ہی دنوں کے بعد ہماری کشتی رانی کی ٹیم جس میں خاکسار، سعید قریشی، مرزا مجید نصر اللہ، مامون الرشید وغیرہ شامل تھے نے دریائے راوی پر پنجاب یونیورسٹی اور اسلامیہ کالج لاہور کو شکست دے کر یونیورسٹی چیمپیئن شِپ جیتی۔ اس ٹیم کا خاکسار کپتان تھا۔

مجھے کالج کی وہ راتیں کبھی نہیں بھولیں گی جب ملکی سطح پر ادبی مقابلے منعقد کروائے جاتے تھے۔ جن میں اگر آپ نہ بھی حصہ لے رہے ہوں تو صرف سننے سے ہی آپ کو ان باتوں کا ملکہ حاصل ہو جاتا تھا۔ کیا شاعری ہوا کرتی تھی۔ مُقررین کی شعلہ بیانیاں اور قرآن مجید کی قرأت کی خوش الحانیاں ابھی بھی میرے کانوں میں گونجتی ہیں۔ رات گئے دو یا تین بجے ہم گھر لوٹا کرتے تھے اور اگلے روز وہی تازہ بہ تازہ کالج وقت پر پہنچ جایا کرتے تھے۔

ایف ایس سی میں اُردو اور انگریزی کے بعد کیمسٹری کی کلاس سب سے بڑی ہوا کرتی تھی اور اگر آپ کیمسٹری تھیٹر میں ذرا دیر سے پہنچے تو پیچھے سب سے اُونچی سیڑھی پر جگہ ملتی تھی جہاں اُستاد صاحب کی آواز آتے آتے غائب ہو جایا کرتی تھی مگر پھر بھی وہیں سے لوگ اُونچی اُڑانیں اُڑا کرتے تھے اور آج دُنیا کے ہر کونے میں آپ کو تعلیم الاسلام کا پڑھا ہوا جوان (کیونکہ وہاں کا پڑھا ہوا کبھی بُوڑھا نہیں ہوتا) ملے گا۔ ربوہ تو ایک یونیورسٹی ٹاؤن ہے جہاں سے کالج کے بعد آپ نے دنیا میں پھیل جانا ہے بالکل آک کے پودے کے بیجوں کی طرح جو ہوا کے دوش پر ہر طرف اُڑ جاتے ہیں اور پھر جہاں بھی انکے قدم لگتے ہیں وہ ایک پودے کی شکل اِختیار کر لیتے ہیں۔ اس کالج کا احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا یہاں سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے بائیو کیمسٹری میں ایم ایس ای کی اور وہیں پر

(Nuclear Institute For Agriculture And Biology)

میں ملازمت کے لئے پہلا انٹرویو ہوا خدا کے فضل سے سیلیکشن ہو گئی جب سیکورٹی کے فارم بھرنے کا وقت آیا تو جس سائنسدان کی لیباٹری میں مجھے کام کرنا تھا اس نے کہا کہ اپنے آپ کو ربوہ کا ظاہر نہ کرنا سیکورٹی کا چیف اعتراض کرے گا۔ میں نے عرض کی کہ جناب یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایک دفعہ سر جھک

گیا تو پھر اُٹھے گا نہیں۔ وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے ٹھیک ہے اور پھر وہی ہوا۔ سیکورٹی کا چیف جو کہ پٹھان تھا اس کا اعتراض تھا کہ اپنے آپ کو مسلمان کیوں لکھتے ہو؟ میں نے کہا ہوں تو لکھوں گا (اس وقت ابھی ضیاء نے احمدیوں کے خلاف کالا قانون جاری نہیں کیا تھا) میرے آگے تو کچھ نہ بولا میں چلا آیا تو لیبارٹری کے انچارج کو فون کر کے کہہ دیا کہ احمدی ہے، سیکیورٹی کی کلیئرنس نہیں دی جاسکتی۔ اسی انچارج نے مجھے بلا کر کہا کہ وہی ہوا ہے جس کا مجھے ڈر تھا مگر تم فکر نہ کرو ہم عنقریب پنجاب یونیورسٹی میں ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم کر رہے ہیں جب تک وہ مکمل ہو تم کام یہیں کرو مگر ملازمت تمہاری پنجاب یونیورسٹی کے تحت ہوگی اس طرح میری جاب پنجاب یونیورسٹی میں ہوگئی اور میں نے اس پٹھان بابا جی کے سامنے ہی وہاں آنا جانا شُروع کر دیا پھر جلد ہی وہاں سے میں چلا گیا اور پھر پنجاب یونیورسٹی میں، میں ۱۹۹۱ء تک بحیثیت لیکچرار مالیکیولر بیالوجی کے کام کیا۔

اسی دوران مجھے اپنے شعبے کی طرف سے امریکہ کی نارتھ کیرولینا کی ریاست میں انسانی ٹشوکلچر کی تربیت کے لئے بھیجا گیا۔ وہاں سے واپسی پر میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں انسانی جین کی میپنگ کے لئے لیبارٹری کی تشکیل دی اور وہاں پر تھیلاسیمیا کے مریضوں کے خون میں سے DNA نکال کر ان کی میپنگ شروع کی گئی۔ آجکل یہی لیباٹری فورینسک لیباٹری کے طور پر کام کر رہی ہے اور اسی کام پر میری PhD وہاں پر شروع ہو چکی تھی۔

پھر میں وہاں سے لندن آ گیا اور یہاں پر University College London سے مالیکیولر پیتھالوجی میں ایم ایس سی کی اور پھر شعبہ تدریس میں کورس کرنے کے بعد سے آج تک اسی شعبہ میں تدریس کا کام سرانجام دے رہا ہوں۔ مگر کالج کی روایتیں ابھی بھی برقرار رکھے ہوئے ہوں۔ ابھی پچھلے دِنوں جرمنی میں مکرم چوہدری محمد علی صاحب کی یاد میں کالج کے باسکٹ بال کے کھلاڑیوں کے درمیان ٹورنامنٹ ہوا۔ ہم یہاں لندن سے ۹ جوان کھلاڑی جن میں خاکسار خالد منیر احمد، مرزا عبدالباسط صاحب، حافظ مسعود احمد صاحب، بشیر شریف صاحب، فرید احمد ڈوگر صاحب، انعام الحق قریشی صاحب، مرزا حفیظ احمد صاحب، مرزا منیر احمد صاحب، مرزا عبد الرشید صاحب (سیکرٹری صحتِ جسمانی) اور ضیاء الحق قریشی صاحب شامل تھے۔ ہم سب اس میں شرکت کے لئے گئے اور جرمنی کی ربوہ کے زمانے کے مشہور منجھے ہوئے کھلاڑیوں پر مشتمل ٹیموں کو ہرا کر ٹرافی جیت کر آئے۔ ❁❁

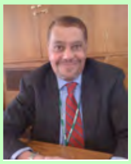

کسومو سے ربوہ اور پھر بریڈفورڈ

(ڈاکٹر عبدالباری ملک ایم.بی.ای)

خاکسار کی یہ انتہائی خوش قسمتی ہے کہ خاکسار کو اپنی زندگی کے چار یادگار سال تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تعلیم کے حصول کیلئے گذارنے کا شرف حاصل ہوا۔ خاکسار کی پیدائش کینیا کے خوبصورت شہر کسومو میں ہوئی، دس سال کی عمر میں کینیا سے ہجرت کر کے پاکستان پہنچے اور ربوہ کو اپنا گھر بنایا۔ ربوہ میں تعلیم الاسلام پرائمری سکول اور پھر ہائی سکول میں تعلیم حاصل کی۔ دورانِ تعلیم جب کبھی کالج کی عمارت یا طلباء کو دیکھتے تو دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی کہ اللہ کرے ہمیں بھی اس کالج میں داخلہ ملے اور ہم بھی یہاں تعلیم حاصل کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں سنیں اور میٹرک کے امتحان میں کامیابی کے بعد ہمیں تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ مل گیا۔

یہ زندگی کے نئے اور یادگار سفر کا آغاز تھا۔ بڑے شوق سے گولبازار سے گاؤن خریدا، نئی ٹوپی خریدی اور نیا سوٹ سلوایا۔ کالج میں جب کلاسوں کا آغاز ہوا تو تمام اساتذہ سے تعارف ہوا، تب پتہ چلا کہ یہ کس بلند پایہ کے اساتذہ تھے، ان کے دلوں میں طلباء کیلئے شفقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان کے دفاتر اور گھروں کے دروازے طلباء کے لئے ہر وقت کھلے رہتے۔ یہ پوری محنت سے اپنے لیکچر تیار کرتے اور طلباء کو ہر مضمون کی تیاری پوری طرح سے کرواتے۔ یہ اساتذہ اپنے طلباء کے لئے دعائیں بھی کرتے تھے۔ ان کی وہ دعائیں ان کے طلباء کے آج تک کام آ رہی ہیں۔ تعلیم الاسلام کالج کا ڈسپلن مثالی تھا، ہر طالبعلم گاؤن اور ٹوپی کے بغیر کالج آنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

نماز کے وقت ہر طالبعلم مسجد میں نماز کے لئے جاتا، جہاں اساتذہ کی شفقت بے مثال تھی وہاں طلباء کا اطاعت کا معیار بھی بہت بلند تھا۔ ہمارے ساتھی طلباء میں غیر احمدی بھی ایک بڑی تعداد میں ہوتے لیکن کبھی بھی ان کو اس بات کا احساس تک نہیں ہوا کہ وہ احمدی نہیں ہیں۔ کالج کا وہ ڈسپلن اور اساتذہ کی وہ محنت ساری عمر اور ہر موڑ پر ہمارے کام آئی اور آرہی ہے۔

خاکسار کو بیالوجی سوسائٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات کا موقع ملا۔ خاکسار کو اس بات کا فخر ہے کہ تنویر ملک مرحوم، محمود مرزا مرحوم، فلائیٹ لیفٹیننٹ ابرار سوری شہید، منور انیس اور ظہیر خان جیسے ہونہار اور قابل طلباء کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ دو سال تک خاکسار کو المنار کے اردو سیکشن کے اسسٹنٹ ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع ملا۔ یہاں بھی محترمی پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب مرحوم، محترمی پروفیسر سعود احمد خان صاحب ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب اور مکرم لئیق احمد عابد جیسے سینئر طلباء کی رہنمائی حاصل رہی۔ خاکسار نے اپنی زندگی کا پہلا اردو اور انگریزی کا مضمون المنار کیلئے تحریر کیا۔

کالج میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ تفریح کا بھی بہترین انتظام تھا۔ کالج کی طلباء کی یونین اور مختلف سوسائیٹیاں نہ صرف تفریح کا سامان مہیا کرتیں بلکہ طلباء کے علم میں اضافہ اور عملی کام کا بھی موقع فراہم کرتیں۔ طلباء کی صحت جسمانی کا خیال رکھنے کیلئے مختلف کھیلوں کا اہتمام ہوتا جس میں اساتذہ خوب محنت سے طلباء کے معیار کو بلند کرتے۔ تعلیم الاسلام کالج نے باسکٹ بال، کبڈی، کشتی رانی اور دوسری کھیلوں میں بین الاقوامی معیار کے نامور کھلاڑی پیدا کئے جنہوں نے کالج کا، ربوہ کا اور ملک کا نام روشن کیا۔

1973ء کے شدید سیلاب کے دوران ہمیں محترمی چوہدری حمید اللہ صاحب کی طرف سے آدھی رات کو حکم ملا کہ دریائے چناب پر سردار ملاح سے کشتیاں لے کر محلہ دارالیمن میں سیلاب میں گھرے افراد کو نکالنے کیلئے فوراً پہنچیں۔ حکم کی تعمیل میں ہم چند ساتھیوں کے ہمراہ دریا کے کنارے سے کشتیاں لے کر دارالیمن پہنچے اور گھروں میں پھنسے افراد کو نکالنا شروع کیا۔ صبح تک ہمیں دارالضیافت سے روٹیاں اور اچار بھی دے دیا گیا جو ہم گھروں میں محصور افراد تک پہنچاتے رہے۔ صبح ہمیں حکم ہوا کہ دو ٹیمیں کشتیاں لے کر قریبی دیہات میں پھنسے ہوئے سیلاب زدگان کو کھانا اور ہومیوپیتھی کی ادویات پہنچائیں۔ چنانچہ ہم دور دور کے دیہات تک جا کر ان کو دوائیں اور خوراک پہنچاتے رہے۔ روزانہ واپسی نماز مغرب کے بعد اندھیرا ہونے پر ہوتی تھی۔

کالج کے اکثر طلباء اپنے اپنے حلقوں میں جماعتی خدمات بھی سرانجام دیتے تھے۔ خاکسار کو بھی محلہ دارالرحمت غربی اور رحمت بازار میں بحیثیت منتظم اطفال اور پھر زعیم مجلس خدام الاحمدیہ خدمات کی توفیق ملی۔ انگلستان آنے کے بعد خاکسار کو بحیثیت قائد خدام الاحمدیہ بریڈفورڈ اور پھر بحیثیت ریجنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ نارتھ و سکاٹ لینڈ خدمات کی توفیق ملی۔ اسی طرح خاکسار کو صدر جماعت بریڈفورڈ اور سیکرٹری امور خارجہ کی حیثیت سے بیس سال سے زائد عرصہ تک خدمات کی توفیق ملی۔ ❁❁

نماز کس نے پڑھائی ہے..؟

(عطاء القادر طاہر)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے حاصل کی ہوئی تعلیم اور تربیت زندگی کے ہر موڑ پر کام آئی ہے جس کا سہرہ تعلیم الاسلام کالج اور اس کے مایہ ناز اساتذہ کے سر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں خاکسار 1968-1970 تک زیر تعلیم رہا ہے۔ جہاں میں نے BSc کی ڈگری حاصل کی چونکہ اس سے پہلے میں گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم رہا تھا اس لئے دونوں کالجوں کے درمیان ہر قسم کا فرق میں محسوس کر سکتا تھا۔ گورنمنٹ کالج کی نسبت تعلیم الاسلام کالج کے اساتذہ نہایت محنتی اور طلباء کے ہمدرد تھے اپنے طلباء کے ساتھ ان کی شفقت محنت اور ہمدردی عیاں تھی۔ تعلیم کے علاوہ زندگی میں ایک اچھا کردار رقم کرنے اور ایک اچھی شخصیت بننے کا درس بھی ملتا تھا یعنی اخلاقی وروحانی تربیت اور خود اعتمادی اور زندگی میں منظم ہونے کا سبق بھی سکھایا جاتا تھا۔ میری رہائش کالج ہوسٹل میں تھی۔ وہاں نمازوں کا باجماعت انتظام تھا۔

عشاء کی نماز کے بعد Study Hour ہوا کرتا تھا۔ ان دنوں امتحانات قریب تھے اور ہر لمحہ بغیر وقت ضائع کئے پڑھائی کا فکر لاحق رہتا تھا۔ ایک شام عشاء کیلئے سب طلباء انتظار کر رہے تھے۔ چوہدری محمد علی صاحب جو کہ ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ وہ باقاعدگی سے عشاء کی نماز باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔ اس دن ہم سب بے چینی سے منتظر تھے کہ امام صاحب آئیں اور جلدی سے نماز پڑھائیں تاکہ ہم فارغ ہو کر امتحان کی تیاری کر سکیں اس دن خدا جانے کہ کیا ہوا کہ بصد انتظار امام صاحب تشریف نہ لا سکے میں

اتفاق سے بالکل اگلی صف میں بیٹھا تھا جب لڑکے مزید انتظار نہ کر سکے تو سب نے مجھے زبردستی آگے دھکیل دیا کہ امامت کرادو۔ میں نے جلدی سے نماز پڑھانا شروع کر دی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز جلد ختم کروا دی۔ کچھ دیر کے بعد معمول کے مطابق جب چوہدری محمد علی صاحب نماز کے لئے تشریف لائے تو نماز پہلے ہی ختم ہو چکی تھی انہوں نے کسی سے پوچھا کہ آج نماز کس نے پڑھائی تو کسی نے میرا نام لیا انہوں نے اپنے طور پر عشاء کی نماز ادا کی اور جاتے ہوئے کسی سے کہہ گئے کہ عطاء القادر کو میرے پاس بھیج دو جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو بڑی شفقت سے مجھے بلا کر تلقین فرمائی کہ اگر امامت کروانے کا اتنا ہی شوق ہے تو سورتیں ذرا لمبی لمبی پڑھا کرو تا کہ دیر سے آنے والے نمازی بھی باجماعت نماز میں شامل ہو سکیں۔

سبحان اللہ! یہ اساتذہ شفقت ومحبت کا مجسمہ تھے۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں میرے کچھ روز

(چوہدری ناز احمد ناصر)

تعارف: ناز احمد ناصر۔ پیدائش 21-7-1942 ادرحماں ضلع سرگودھا (حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اور بعض دیگر صحابہؓ کی جائے پیدائش)

تعلیم: پاکستان: پرائمری: گاؤں میں، مڈل: گولیکی ضلع گجرات، ضلع بھر میں فرسٹ پوزیشن اور وظیفہ کا حقدار، ہائی سکول: بھلوال ضلع سرگودھا، ہائی فرسٹ ڈویژن، انٹرمیڈیٹ اور بی اے (پرائیویٹ) اور بی اے ایل ایل بی (کراچی)، ہومیوپیتھک پریکٹسنگ سرٹیفکیٹ (گورنمنٹ آف پاکستان)

TIC ربوہ میں 1964 میں تقریباً دو ماہ پرائیویٹ سٹوڈنٹ کے طور پر انگریزی کے استاد پروفیسر چوہدری محمد شریف خالد صاحب سے پڑھنے کا موقع ملا۔ بہت بھلے مانس، خاموش طبع اور ہمدرد انسان تھے، کالج جماعت کی ملکیت اور انتظام کے تحت چلایا جا رہا تھا، ماحول دینی وروحانی تھا۔

1959ء کے شروع میں روزگار کی تلاش میں کراچی آیا۔ 1962ء کراچی میں گورنمنٹ آف پاکستان، منسٹری آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کے ایک ذیلی محکمہ میں ملازمت (ایڈمنسٹریشن) میں کام شروع کیا جو 1962ء تا مارچ 1975ء تک کیا۔ مارچ 1975ء سے مئی 2009ء تک جرمنی میں رہا، جہاں امریکن آرمی کی ٹرانسپورٹیشن کمانڈ فرینکفرٹ میں اور پھر یورپین ہیڈ کوارٹرز Stuttgart میں، جس میں انسپکٹر اور انسٹرکٹر اور آخر میں Negotiator کے طور پر کام کیا، جو کہ سویلین کے لئے ایک بڑی ذمہ واری اور مینیجریل کام تھا۔ وہاں ایک تقریب میں چار پانچ سو ملٹری آفیسرز کے سامنے اسلام کی نمائندگی میں Integration پر تقریر کی۔ عیسائیت اور یہودیت کے پادری اور لیگل آدمی بھی مدمقابل تھے، جنہوں نے صرف چند منٹ تقریر کی۔ بہت پذیرائی ملی۔

آج کل خاکسار یہاں برطانیہ میں مقیم ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ گو کہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں مجھے کم عرصے کے لئے پڑھنے کا موقع ملا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ ایسے عظیم الشان تعلیمی ادارے کا سابقہ طالبعلم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ تعلیم الاسلام کالج میں اس مختصر دورانئے کو بھی میں آج تک نہیں بھول پایا کیونکہ وہاں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کو اعلیٰ اخلاق واقدار کی بھی تعلیم دی جاتی تھی جو کہ ہمارے ملک کے دیگر تعلیمی اداروں میں بالکل مفقود تھی۔ ۞۞

غزل...عبیداللہ علیمؔ

کچھ دن تو بسو میری آنکھوں میں
پھر خواب اگر ہو جاؤ تو کیا
کوئی رنگ تو دو میرے چہرے کو
پھر زخم اگر مہکاؤ تو کیا
جب ہم ہی نہ مہکے پھر صاحب
تم بادِ صبا کہلاؤ تو کیا
اِک آئینہ تھا سو ٹوٹ گیا
اب خود سے اگر شرماؤ تو کیا
تم آس بندھانے والے تھے
اب تم بھی ہمیں ٹھکراؤ تو کیا

میری یادیں

(نصیر احمد شاہ)

خاکسار نے ابتدائی تعلیم ضلع سیالکوٹ قلعہ سوبھا سنگھ ہائی سکول میں حاصل کی اس کے بعد تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے BSc انجینئرنگ 1967ء میں مکمل کی پھر کراچی یونیورسٹی سے MSc فزکس 1970ء میں مکمل کی اسی سال انگلستان مزید پڑھائی کے لئے آ گیا۔

1973ء میں مانچسٹر یونیورسٹی سے BSc آنرز کمپیوٹر سائنس میں مکمل کر کے انگلستان میں ہی کمپیوٹر فیلڈ میں کام شروع کیا جو اب تک جاری ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کا وقت بہت شاندار گزرا، بہت دوست بنائے۔ چند ایک ابھی تک دوست ہیں اور اُن سے رابطہ قائم ہے جن میں نسیم احمد گجراتی، ارشد اقبال اور منیر الحق شاہد شامل ہیں۔ FSc کے دوران سائنس سوسائٹی کا جنرل سیکریٹری تھا۔ اس طرح مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب جو کیمسٹری کے پروفیسر تھے کے ساتھ بہت قریبی تعلق تھا۔ اُن کی شفقت اور پیار اب بھی یاد ہے۔ مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب جو ریاضی کے پروفیسر تھے اُن کا بھی بہت مقام ہے وہ تو اب بھی جلسہ سالانہ یوکے آتے ہیں تو بہت پیار سے ملتے ہیں۔ مکرم نصیر خان صاحب سے فزکس پڑھی، وہ بھی ایک مثالی پروفیسر تھے۔ اس طرح مکرم عطاء الرحمان صاحب دوسرے فزکس کے پروفیسر اپنی مثال آپ تھے۔ ہر ایک پروفیسر نے اپنی خداداد قابلیت سے ہمیں اپنے بچے سمجھ کر پڑھایا۔ ربوہ میں تعلیم کے دوران زعیم حلقہ کے فرائض انجام دینے کی توفیق ملی۔ لندن میں 1982ء سے 1984ء تک زعیم مجلس نیو مالڈن بھی رہا۔

1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی آمد پر اکثر اوقات رات 2 بجے سے 6 بجے تک پہرے کی ڈیوٹی کی سعادت پائی۔ اس طرح حضور اقدسؒ سے بھی بہت محبت ملی۔ ستمبر 1984ء میں خاکسار سعودی عرب چلا گیا۔ وہاں پر جدہ میں سول ایوی ایشن میں بطور سافٹ ویر انجینیر 14 سال کام کیا۔ اس دوران خاکسار نے نائب امیر جدہ شہر کے فرائض بھی ادا کرنے کی توفیق پائی اور جماعت کا قیام کیا۔ جدہ میں بیرون ملک سے عمرہ پر آنے والے افراد کے خدمت کا بھرپور موقع ملتا رہا چونکہ میرا کام ایئرپورٹ پر تھا اور آسانی سے اندر آ جا سکتا تھا اسلئے بھی اُن کو گھر لے جانا عمرہ کرانا اور پھر واپس ایئرپورٹ لے جانے کی خدمت کی سعادت پائی۔

1998ء میں واپس لندن آ گیا۔ آتے ہی مجلس انصار اللہ یوکے میں مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب کے ساتھ کام شروع کر دیا۔ اس دوران قائد تربیت، قائد نومبائین اور قائد تعلیم القرآن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اس کے علاوہ خاکسار کو پری میرج کونسلنگ PRE MARRAGE اور اصلاحی کمیٹی میں افراد کے مسائل حل کرنے کی بھی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ۔

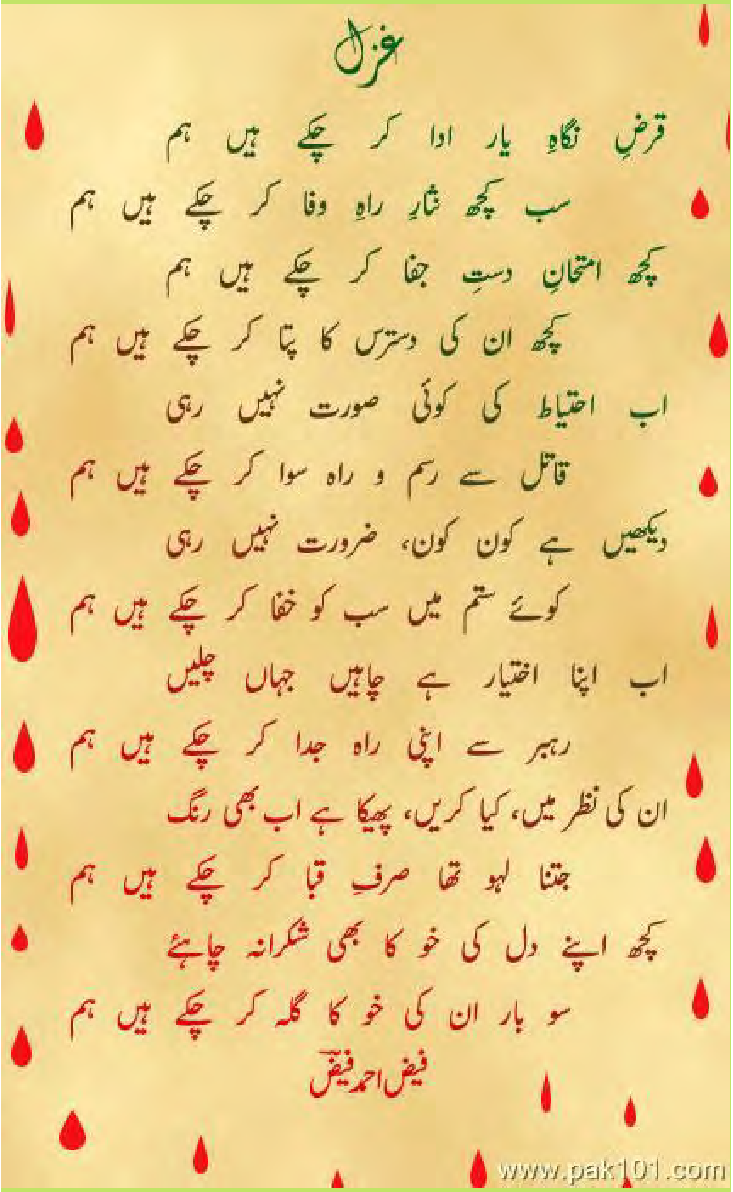

تعلیم الاسلام کالج اور میری یادیں

(سید حسن خان۔لندن)

انسان کے بچپن کی کچھ پرانی یادیں بیشک ایسی بھی ہوا کرتی ہیں جن کو انسان اپنی آئندہ زندگی میں یاد کرنے اور ان یادوں کی جگالی کرتے رہنے میں ایک ایسی عجیب خوشی اور لذّت محسوس کرتا ہے جس کو بیان میں نہیں لایا جاسکتا۔ اور جب کبھی اپنا کوئی یار بیلی اس بچپن کی بات کا ذکر چھیڑتا ہے تو فوراً ہی دل ایک عجیب سی خوشی محسوس کرتا ہے اور پھر اسی یاد میں گم ہو جاتا ہے اور پھر مزید سننے کی خواہش کرتا ہے۔

خاکسار ربوہ میں ہی پلا بڑھا اور یہاں کے سکول اور کالج میں ہی مَیں نے تعلیم حاصل کی اور ربوہ میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی وہ زمانہ جبکہ ربوہ خود ایک ابتدائی مراحل میں تھا۔ جہاں پر زندگی کی وہ آسائشیں نہیں تھیں جو آجکل ربوہ میں حاصل ہیں۔ جس وقت سکول میں بچوں کے لئے کرسیاں اور ڈیسک تو دور کی بات بیٹھنے کے لئے ٹاٹ تک مہیا نہیں تھے۔ بہرحال جو بھی اور جیسا بھی تھا اس پر ہم بے حد خوش اور مطمئن تھے۔ اس وقت کے ہمارے استاد اور پیارے دوستوں کی مہربانیاں اور شفقتیں ابھی بھی ہمیں یاد ہیں۔ میں اپنے تمام استادوں کا، خواہ انہوں نے مجھے سکول میں پڑھایا یا کالج میں، تہہ دل سے ممنون اور شکرگزار ہوں اور ان کی سلامتی اور لمبی عمر کی دعا کرتا ہوں۔ خاکسار نے 1965ء میں تعلیم الاسلام کالج میں جب داخلہ لیا تو اس وقت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کالج کے پرنسپل تھے۔

جب خاکسار نے کالج میں داخلہ لینے کی درخواست دی تو اس وقت داخلہ لینے کی تاریخ بیشک جاچکی تھی پھر بھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت مجھے کالج میں داخلہ دیدیا۔

میرے کالج کے زمانہ میں پرنسپل حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے آکسن، نائب پرنسپل محترم صوفی بشارت الرحمن

صاحب مرحوم۔ جہاں تک اس وقت کے پروفیسر صاحبان کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب مرحوم، چوہدری محمد علی صاحب ایم اے، محمد دین صاحب ایم اے، ناصر احمد خان صاحب پرویز پروازی ایم اے، عبدالرشید غنی صاحب ایم اے مرحوم، چوہدری حمید اللہ صاحب ایم اے، پروفیسر چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے ایڈووکیٹ، قریشی عبدالجلیل صادق صاحب ایم اے، محمد احمد انور صاحب ایم اے، صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایم اے اور محترمی محبوب خالد صاحب ایم اے تھے۔

جہاں تک میرے پروفیسر صاحبان کے پڑھانے کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد صاحب ایم اے ہمارے سائنس کے اور پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب ایم اے اور عبدالرشید غنی صاحب ایم اے حساب پڑھاتے تھے، جبکہ مجھے ان سے پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا کیونکہ میرے مضامین سائنس کے نہیں تھے بلکہ آرٹس میرا مضمون تھا۔ میرا زیادہ تر تعلق صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، جو ہمیں انگلش پڑھاتے تھے، پروفیسر محمد دین صاحب ایم اے دینیات پڑھاتے تھے۔ پروفیسر ناصر احمد خان پرویز پروازی اردو کے استاد تھے۔ قریشی عبدالجلیل صادق صاحب بھی انگلش پڑھاتے تھے۔

دوستو اب بھی کرو توبہ اگر کچھ عقل ہے
ورنہ خود سمجھائے گا وہ یار سمجھانے کے دن

(کلام محمود)

میری کچھ یادیں

(بشیر احمد اختر- سابق جنرل سیکریٹری جماعت احمدیہ یوکے)

ٹی آئی ہائی اسکول ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1958ء میں ٹی آئی کالج میں داخلہ لینے کو ایک بڑا اعزاز سمجھتا ہوں۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ (پرنسپل) نے میرا انٹرویو لیا اور مجھے میری میٹرک میں بہت اچھی کارکردگی کی بنا پر اسکالرشپ سے نوازا۔ میں نے کالج کے ماحول اور اعلیٰ تعلیمی معیار سے خوب فائدہ اُٹھایا اور مجھے بہت ہی محبت کرنے والے اور محنتی اساتذہ سے پڑھنے کا موقعہ ملا۔ ان میں مولانا ابو العطاء صاحب، پروفیسر عطاء الرحمان صاحب، پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب، مکرم مبارک احمد انصاری صاحب، مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب شامل ہیں۔ مکرم ناصر ابراہیم صاحب کا خوبصورت طرزِ تحریر اب بھی مجھے یاد ہے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ ایک دُور اندیش اور خاصی خوبیوں کے مالک انسان تھے۔ آپ کی بدولت کالج کا ڈسپلن اور پڑھائی کا معیار اتنا اچھا تھا کہ سارے ملک سے طلباء یہاں پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ آپ طلباء کی ضروریات کا خیال رکھتے اور اُن کی صحت میں کافی دلچسپی لیتے۔ طلباء اور اساتذہ آپ کا بہت عزت واحترام کرتے تھے۔

بی ایس سی (آنرز) کے دوسرے سال میں ہم کیمسٹری ونگ کے سامنے چار طلباء کھڑے تھے کہ اتنے میں اچانک حضورؒ تشریف لائے۔ ہم میں سے جس لڑکے نے عینک پہنی ہوئی تھی اُس سے باتیں شروع کر دیں اور فرمایا کہ تم چینی سونف اور کالی مرچ کو اکٹھا ملا کر پاؤڈر بنا لو اور دو تین دفعہ دن میں استعمال کیا کرو۔ نظر ٹھیک ہو جائے گی۔ غور کریں آپ کو طلباء کی صحت کا کتنا خیال تھا۔

آنرز کے آخری سال میں کالج کی سائنس سوسائٹی کا الیکشن ہوا تو خاکسار کو ایک سال کے لئے صدر کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔ اس عرصہ میں کئی اجلاس ہوئے۔ جس میں اساتذہ اور طلباء نے مقالے پڑھے اور کالج کی بہتری کے لیے کئی ایک تجاویز بھی پیش کیں۔ کالج خدا تعالیٰ کے فضل سے کھیلوں میں خوب مشہور تھا۔ باسکٹ بال اور کشتی رانی میں کالج نے خوب نام کمایا۔ خاکسار کو والی بال کا شوق تھا اس لیے ٹیم میں شامل ہو کر کئی مقابلوں میں نمائندگی بھی کی۔

بی ایس سی آنرز ربوہ سے 1963ء میں مکمل کرنے کے بعد ایم ایس سی آنرز کے لئے لاہور میں پنجاب یونیورسٹی کے کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ میں داخلہ لے لیا۔ یہ ڈگری مجھے 1964ء میں پوری کرنے کی توفیق ملی۔ ایم ایس سی کے نتیجہ کا انتظار ہو ہی رہا تھا کہ ایک دن مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نائب وکیل التبشیر (ہم ان کے پڑوس میں رہتے تھے) نے مجھ سے استفسار کیا کہ کیا میں افریقہ میں بطور ٹیچر کام کرنا پسند کروں گا۔ میں نے ہاں میں جواب دیا تو انہوں نے اگلے دن دفتر میں ملنے کے لئے کہا مختصر انٹرویو کے بعد خاکسار کو سیرالیون میں احمدیہ سکول فری ٹاؤن FREETOWN کے لئے بطور سائنس ٹیچر منتخب کر لیا گیا خاکسار نے تین سال کا وقف عارضی کیا جو 22 سال بعد ختم ہوا۔ اور میں 1965ء کے شروع میں سیرالیون روانہ ہو گیا۔ الحمدللہ۔

65-1967ء خاکسار نے احمدیہ سکول فری ٹاؤن FREETOWN میں بطور سائنس ٹیچر کام کیا اس دوران میں نے FOURAH BAY کالج میں داخلہ لے لیا جو کہ انگلینڈ کی ڈرہم یونیورسٹی کے ساتھ منسلک تھا اور ایم ایس سی ڈگری حاصل کرنے کی توفیق ملی۔

خدا کے فضل سے انٹرنیشنل جرنل آف کیمیکل سوسائٹی میں میرے ۲ پیپرز شائع ہوئے۔ جنوری 1968ء میں مرکز نے مجھے احمدیہ سیکنڈری سکول BOAJIBU کا ہیڈ ماسٹر مقرر کر دیا۔ اس سکول میں مجھے ساڑھے چھ سال کام کرنے کا موقع ملا۔ سائنس زون مکمل کرنے کی توفیق ملی اس کے علاوہ تین ٹیچرز کوارٹرز بنانے کی توفیق ملی۔ جولائی 1975ء میں مرکز نے مجھے احمدیہ اسکول BO کا پرنسپل مقرر کر دیا احمدیہ جماعت کا یہ پہلا سیکنڈری اسکول 1960ء میں شروع ہوا تھا اور جماعت کا سب سے بڑا اسکول ہے۔

میرے گیارہ سال کے دور میں سکول نے خوب ترقی کی اور تعلیمی معیار کے لحاظ سے اور ڈسپلن کے اچھا ہونے کی وجہ سے سکول کا نام پورے ملک میں اچھے الفاظ میں یاد کیا جاتا رہا۔ پڑوسی ممالک گیمبیا لائبیریا اور گنی سے بھی طلباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ اچھے تعلیمی نتائج اور فٹ بال میں صوبائی لیول پر کئی بار ٹرافی جیتی جس کے نتیجہ میں سکول کا نام بڑی عزت

سے لیا جاتا رہا۔سکولوں کی ترقی کے لئے گورنمنٹ نے پرنسپل صاحبان کی ایسوسیشن بنائی اور خاکسار صوبائی تنظیم کا جنرل سیکریٹری مقرر ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مئی 1970ء میں BO تشریف لائے اور سکول کا معائنہ فرمایا اُن کی سکول میں تشریف آوری کی یاد میں ہر سال گیارہ مئی کو''ناصر ڈے'' منایا جاتا ہے۔1985ء میں سکول کی سلور جوبلی بڑے دُھوم دھام سے منائی گئی۔خاکسار کو اس موقع پر سکول کا ANTHEM لکھنے کی توفیق ملی اور امیر صاحب نے احمدیہ مشن کے سارے سکولوں میں یہ ترانہ صبح اسمبلی کے وقت گانے کی ہدایت فرمائی اس وقت 80 سکولوں میں یہ ترانہ گایا جا رہا ہے۔

1986ء میں سانس کی بیماری نے جب زور پکڑ لیا تو خاکسار نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے استعفیٰ دے دیا اور پاکستان میں رہائش اختیار کرلی۔

1991ء کے وسط میں لندن آیا اور ویمبلڈن جماعت احمدیہ کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی اور بعد میں مجھے قائد تبلیغ انصار اللہ یو کے مقرر کیا گیا اور حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ انگریزی میں سوال و جواب کی بہت ساری مجالس سجانے کا اعزاز بھی پایا۔محترم رفیق حیات صاحب کی صدارت میں دو سال نائب صدر انصار اللہ یو کے کام بھی کیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 2001ء میں مجھے جنرل سیکریٹری یو کے مقرر فرمایا۔الحمد للہ۔ مجھے بارہ سال جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔حضور انور نے مجھے اب یو کے ہسٹری ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے کی ہدایت فرمائی ہوئی ہے۔یہ کام کافی مشکل بھی ہے اور محنت طلب بھی۔

2009ء کے وسط میں حضور انور نے سیرالون کے صدر مملکت کو بیت الفتوح میں جب عشائیہ دیا تو گفتگو کے دوران انہیں پتہ چلا کہ صدر صاحب کے ساتھ آنے والے احباب میں تین چار احباب میرے (خاکسار) شاگرد بھی تھے۔حضور نے امیر صاحب سے فرمایا کہ بشیر اختر کو بلایا جائے۔میں چونکہ ساتھ والے کمرے میں انتظامات کروا رہا تھا اس لئے فوراً حاضر ہو گیا اور حضور ایدہ اللہ کے ساتھ اور صدر صاحب سے مصافحہ کیا اور انہیں خوش آمدید کہا۔2010ء مارچ میں جب حضور نے مجھے سیرالیون بھجوایا تو امیر صاحب سیرالیون نے صدر صاحب کے گھر لے جا کر ملاقات کروائی۔

باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ ان کی اہلیہ میری بیٹی نورین کی کلاس فیلو تھی اور احمدیہ سیکنڈری سکول BO کی طالبہ۔صدر صاحب نے فرمایا:

''دیکھو احمدیت تو میرے گھر میں داخل ہو گئی ہے۔''

وہ بڑے خوش مزاج اور دور اندیش انسان تھے جنہوں نے اچھی طبیعت کی وجہ سے سیرالیون میں امن قائم کرنے کے لئے اچھا کردار ادا کیا۔لوگ ان کی بصیرت کی تعریف کرتے ہیں احمدیہ مشن کے ساتھ اُن کے بہت اچھے تعلقات تھے نیز جماعت احمدیہ کے مداح بھی تھے۔

سیرالیون جماعت نے اپنا جلسہ سالانہ مارچ 2010ء میں کرنے کا فیصلہ کیا اور احمدیہ سکول BO نے مارچ کے وسط میں اسی سکول کی گولڈن جوبلی منانے کا فیصلہ کیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجھے دونوں پروگراموں کے لئے مرکزی نمائندہ کے طور پر مقرر فرمایا۔ قریباً 24 سالوں کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے دوستوں اور طلباء سے ملنے کا موقع فراہم کیا۔حضور نے ازراہِ شفقت میری اہلیہ صفیہ اختر کو بھی ساتھ لے جانے کا فرمایا۔میری زندگی کا یہ ایک بہت ہی اہم اور فضلوں سے بھرپور سفر تھا اور یہ محض خلافت کی ہی برکت تھی۔احمدیہ اسکینڈری سکول BO اور پرانے طلباء اور طالبات نے ایک شام استقبالیہ کا اہتمام کیا۔100 سو کے قریب حاضری تھی۔ مجھے یہ جان کر بہت خوش ہوئی کہ ہمارے طلباء گورنمنٹ، آرمی، پولیس کے علاوہ پرائیویٹ سیکٹر میں بہت اہم عہدوں پر کام کر رہے تھے۔ان میں ڈاکٹرز، انجینئرز بھی موجود تھے ان کی تقاریر محبت وعزت اور پیار سے بھرپور تھیں۔اس دن مجھے سمجھ آیا کہ ''شاگرد نے جو پایا اُستاد کی دولت ہے'' کا کیا مطلب ہے۔تقاریر نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا۔الحمد للہ۔ان کے محبت بھرے الفاظ میری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہیں۔BO کے شہری پولیس آرمی اور سکول بینڈ کی سرکردگی میں ہونے والا مارچ پاسٹ ہمیشہ یاد رہے گا۔

میرے اس دورے کا اخباروں میں بھی خوب چرچا ہوا اور میرے چند اہم کاموں کی تعریف بھی کی گئی تھی۔گولڈن جوبلی کے موقع پر کی گئی تقریر کے بہت سارے حصے اکثر اخباروں میں شائع ہوئے۔جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس میں خاکسار نے حضور انور کا پیغام پڑھا اور آخری دن تقریر بھی کی۔افتتاحی اجلاس میں میرے تعارف میں حاضرین کو بتایا گیا کہ میں

نے گیارہ سال سکول کی کس محنت سے خدمت کی۔(سکول کو اے لیول سٹیٹس دلوایا گیا۔ چھ نئی بلڈنگز بنوائی گئیں جن میں بورڈنگ ہاؤس بھی شامل تھا۔ اچھا ڈسپلن اور اچھے نتائج سکول کا خاصہ بن گئے۔ فٹ بال ٹرافی کئی بار جیتی گئی۔ سکول اینتھم لکھا گیا۔ رسالہ المنار کا اجراء۔ وغیرہ وغیرہ)

چند ایک کاموں کو سن کر سامعین بڑے خوش ہوئے۔ اسٹیج پر بیٹھے ایک اہم سیاست دان نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمارے مہمان خصوصی کو قومی ایوارڈ ملنا چاہیے۔ لجنہ کے اجلاس میں میری اہلیہ کو بھی تقریر کا موقع ملا۔ میں خدا تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ ساری عمر اُسنے جماعتی خدمت کی توفیق دی۔ اور اب بھی دے رہا ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جس سے ہر فیض کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں ان چشموں میں سے پانی پینے والوں میں شامل ہوگیا۔ مشکل وقت بھی آئے اور حرص دنیا کی چکار بھی مگر خلفاء کی دعاؤں نے ہمیشہ میری مدد کی اور راہ راست پر قائم رکھا۔ الحمد للہ۔

وہ سنہرے دِن

(مرزا حفیظ احمد)

خاکسار مرزا حفیظ احمد ربوہ میں پیدا ہوا میٹرک ربوہ سے کی پھر 1970 تا 1972 دوسال کالج میں پڑھنے کا موقع ملا۔ حضرت قاضی محمد اسلم صاحب نے داخلہ دیا۔ دوسال تک محترم پرویز پروازی صاحب نے اردو سکھانے کی کوشش کی۔ انگریزی مختلف اساتذہ نے پڑھائی اسی لئے نہ آئی۔ محترم چچا شریف خالد صاحب نے زیادہ پڑھائی اس لیے اب سمجھنے کے قابل ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ محترم اسلم منگلا صاحب، محترم مسعود خان صاحب میرے اساتذہ میں شامل ہیں۔ کالج کے دوران اور بعد میں بھی حضرت چوہدری محمد علی صاحب کے زیر سایہ باسکٹ بال بھی کھیلنے کا موقعہ ملا۔ ہمارے ٹیم کے کیپٹن مرزا اعزاز رسول صاحب تھے اور دیگر کھلاڑیوں میں محترم شکیل صاحب، محترم رشید چھیدا صاحب، محترم متین چیمہ صاحب شامل تھے۔

خاکسار چونکہ ربوہ میں پلا بڑھا اس لئے بچپن سے ہی جماعت کی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ کالج کی تعلیم کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید ربوہ میں 27 سال خدمت کرنے کے بعد یہاں یو کے میں 15 سال جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس کے علاوہ قیام ربوہ میں خدام الاحمدیہ مقامی مرکزیہ اور انصار اللہ مقامی اور مرکزیہ میں مختلف عہدوں پر بھی خدمت بجالانے کی توفیق ملتی رہی۔ الحمد للہ۔ یو کے میں جب TIC اولڈ سٹوڈینٹس ایسوسی ایشن کے قیام کا پروگرام بنایا گیا تو مکرم رفیق اختر روزی صاحب، محترم مرزا عبدالرشید صاحب خاکسار اور چند دوستوں نے جلسہ سالانہ یوکے 2006 کے دوسرے دن ایک میٹنگ کی اور پھر حضور انور کی خدمت میں خط لکھ کر اس تنظیم کے قیام کی منظوری حاصل کی گئی۔

اکلوتا سٹوڈنٹ

(عرفان احمد شہزاد)

خاکسار کا تعلق پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہے۔ تعلیم الاسلام کالج (1988 تا 1990) سے MA عربی کی ڈگری حاصل کی۔ کالج کی فٹ بال اور ہاکی کی ٹیموں کا کھلاڑی رہا اور قراردادِ پاکستان کی گولڈن جوبلی کے سلسلہ میں منعقدہ ڈویژنل فٹ بال ٹورنامنٹ میں سلور میڈل حاصل کیا۔ 1993 سے 1994 تک بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ خدمت کی توفیق پائی۔ دوسال نصرت جہاں سکیم کے تحت گیمبیا مغربی افریقہ میں بحیثیت اُستاد کام کیا۔ 1996 سے لندن میں جماعت فضل مسجد کا رہائشی ہے۔ 2009 تا حال خاکسار کی ناصر کرکٹ کلب کو مجلسِ صحت یو کے کیساتھ مل کر خلافت جوبلی مسرور انٹرنیشنل کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد کروانے کی توفیق مل رہی ہے۔

مادرِ علمی تعلیم الاسلام کالج بِتائے دوسال زندگی کے یادگار ایّام ہیں جن میں مکرم سلطان اکبر صاحب اور مکرم اسلم صابر صاحب جیسے قابل اساتذ اکرام کی صحبت علمی نصیب ہوئی۔ ہماری کلاس چھ عدد طالبات اور 99 کم 100 طلباء پر مشتمل تھی یعنی خاکسار اپنی کلاس کا اکلوتا مرد سٹوڈنٹ تھا اور اسی خصوصیت کے بنا پر پورے Campus میں مشہور تھا، جب بھی لیکچر Attend کر کے کلاس سے نکلتا تو MSC فزکس کے طلباء کا یہ نعرہ سنائی پڑتا کہ ”سب بہنوں کا ایک ہی بھائی، عرفان بھائی۔عرفان بھائی۔“

کالج میں گزرے واقعات میں نصرت و تائیدِ الٰہی کا واقعہ 1989 میں پیش آیا جب بینظیر بھٹو نے طلباء تنظیموں سے پابندی اُٹھالی، کالج میں الیکشن ہوئے صدر، نائب صدر اور جنرل سیکرٹری کے لیے چناؤ ہونا تھا۔ خاکسار نے

احمدیہ سٹوڈنٹس فیڈریشن کی طرف سے نائب صدر کے لیے کاغذات جمع کروائے۔کالج میں ہمارے علاوہ پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن (PSF)، امامیہ سٹوڈنٹس فیڈریشن (ISF) اوراسلامی جمیعت طلباء (IJT) موجود تھیں۔ جنرل سیکریٹری کے دو امیدواروں کے علاوہ مجھ سمیت سب کے کاغذات لیکچر short ہونے کی وجہ سے مسترد کردیے گئے اورون ٹو ون مقابلہ احمدیہ سٹوڈنٹس فیڈریشن اوراسلامی جمیعت طلباء (IJT) کے درمیان تھا۔

ASF، PSF اور ISF کے اتحاد کے باعث شروع میں یہ مقابلہ یکطرفہ محسوس ہورہا تھا مگر جمیعت والوں نے ختمِ نبوت کا نعرہ لگا کر IJT کی جگہ ختمِ نبوت سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام سے نیا اتحاد بنالیا جسکی وجہ سے ISF کے علاوہ سارے طلباء ہمارا ساتھ چھوڑ گئے مگر خدا کے فضل سے ہمارے امیدوار سخت مقابلے اور تین دفعہ گنتی کے بعد ایک ووٹ سے کامیاب ہوئے ۔

کالج کے Part 2 کے امتحانات قریب تھے کہ پیر محل میں کرکٹ میچ تھا اور بعد میں مشاعرہ بھی۔ ہمارے MSc فزکس کے طالب علم مکرم سید محمود احمد شاہ آف جہلم کی مدد سے اپنا پہلا اور آخری کلام کہا جو کالج والوں کو پسند آ گیا اور یوں خاکسار نے مشاعرے میں دوسری پوزیشن حاصل کی اور ہم نے کرکٹ ٹورنامنٹ بھی جیت لیا۔کلام کچھ یوں تھا:

بے نام ہزیمت پہ مری سوچ اڑی ہے
احساس کی سولی ہے کہ جو دل میں گڑی ہے
سیّارے کی مانند ہوں میں، تو مرا سورج
زنجیر ترے پیار کی پاؤں میں پڑی ہے
زرخیزیِ دل کے لیے ہے عشق ضروری
کہتی ہے یہ مٹی کہ مجھے آس بڑی ہے
ہر سمت جفاؤں کے تقاضے ہیں مسخر
تنہا کسی کونے میں وفا آج کھڑی ہے
یوں جیسے اُتر آتی ہیں آکاش سے بوندیں
اِس طرح لگی آنکھ میں اشکوں کی جھڑی ہے
آنکھوں میں تری اشک ہیں قربت کے خزینے
عِرفان کی صورت تو نگینوں میں جڑی ہے

آج طالبعلم اور کل استاد

(آصف علی پرویز)

میں اپنے آپ کو ان چند خوش قسمت لوگوں میں سے سمجھتا ہوں جنہیں نہ صرف چھ سال یعنی F.Sc سے M.Sc تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پڑھنے کا موقعہ ملا۔ بلکہ اس کے بعد کالج میں پڑھانے کا اعزاز بھی ملا۔

1969 سے 1971 تک خاکسار نے پہلی MSc کلاس میں داخلہ لیا۔دوران تعلیم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس عاجز سے لقمان سکالر شپ'' آغاز فرمایا۔خاکسار نے جب آخری پرچہ ختم کیا اور کمرہ امتحان سے باہر نکلا تو محترم پروفیسر نصیر خان صاحب صدر شعبہ فزکس کی جانب سے پیغام ملا کہ گھر جانے سے پہلے نیو کیمپس میں انہیں مل کر جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا ہے جو میں تمہیں سنانا چاہتا ہوں۔ یہ دو صفحوں پر مشتمل درخواست تھی جس میں خاکسار کی تعلیمی کاوشوں کی تفصیلی ذکر تھا اور بالآخر حضورؒ سے درخواست کی گئی تھی کہ اس عاجز کو کالج میں بطور لیکچرار تعین کیا جائے۔ آپ خط پڑھ کر مجھے سنا رہے تھے اور میرا سر شکر اور عجز سے جھکا جا رہا تھا۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ عاجز اس قابل ہے کہ نتیجہ نکلنے سے پہلے ہی بطور لیکچرار متعین ہو۔ حضور انورؒ نے ازراہِ شفقت میری تقرری کی منظوری فرمائی۔ الحمدللہ۔

محترم پروفیسر نصیر خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے تمہیں خاص طور پر MSc کو پڑھانے کے لئے چنا ہے۔ چنانچہ خاکسار اپنی تقرری کے دوران MSc کو پڑھاتا رہا اور ساتھ ہی MSc کی لیبارٹری کا انچارج تھا۔

یہ ہے محترم پروفیسر نصیر خاں صاحب کی ذرّہ نوازی۔ اس وقت خاکسار کی عمر محض 21 سال تھی جب کہ میری عمر کے طلباء ابھی BSc یا MSc میں پڑھ رہے تھے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

یہ خوں کی مہک ہے کہ لبِ یار کی خوشبو
کس راہ کی جانب سے صبا آتی ہے دیکھو
گلشن میں بہار آئی کہ زنداں ہوا آباد
کس سمت سے نغموں کی صدا آتی ہے دیکھو

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام

مکرم ومحترم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے ساتھ ایک ادبی نشست

(رپورٹ ۔ شعبہ اشاعت تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے)

جلسہ سالانہ یوکے 2016 کے بعد تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے مکرم ومحترم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے ساتھ ایک ادبی نشست کا اہتمام کیا جس میں ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ کے علاوہ ایسوسی ایشن کے بعض بزرگ ارکان کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔اس یادگار ادبی نشست کے دیگر شرکاء میں مکرم و محترم مولانا بشیر احمد خان رفیق صاحب

مرحوم، محترم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب، مکرم ومحترم ملک لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا، مکرم ومحترم انیس احمد ندیم صاحب امیر و مشنری جاپان، مکرم و محترم حافظ مظفر احمد صاحب، مکرم و محترم امین الرحمٰن صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ اور مکرم امام عطاء المجیب راشد صاحب بھی شامل تھے۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد مکرم ومحترم مبارک صدیقی صاحب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ آج کی یہ خصوصی تقریب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پرشفقت اجازت کے ساتھ محترم چوہدری حمیداللہ صاحب کے اعزاز میں منعقد کی گئی ہے۔

سب سے پہلے مہمان خصوصی مکرم ومحترم چوہدری حمیداللہ صاحب نے ایسوسی ایشن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ہماری

ایسوسی ایشن دوران سال تعلیم الاسلام کالج کے سینئر طلباء و اساتذہ کرام کے ساتھ ایسی ادبی مجالس کا اہتمام کرتی ہیں جن میں نہ صرف کالج کے زمانے کی باتیں ہوتی ہیں بلکہ اس درسگاہ میں پڑھنے والے طلباء کی تعلیم سے فراغت کے بعد علمی یا جماعتی خدمات کا بھی تذکرہ ہوتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں محترم چوہدری حمیداللہ صاحب نے اپنے وقف سے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے ۱۹۴۹ میں جب

میٹرک کیا تو ساتھ ہی اپنے وقف کی درخواست وکالت دیوان کو بھجوا دی جس کے لئے آپکو ربوہ پہنچنے کی ہدایت کی گئی جس کی انہوں نے فوری تعمیل کی ۔ وہاں جاکر معلوم ہوا کہ وقف کے خواہشمند تمام طلباء کے لئے خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک پرچہ مرتب کیا ہے جس میں ۱۷ یا ۱۸ سوال تھے

چوہدری صاحب نے بتایا کہ وہ پرچہ ہم سب نے حل کر دیا۔ اس پرچے میں بڑے دلچسپ سوال تھے، کچھ مذہبی تھے، کچھ سائنسی تھے، کچھ عمومی تھے۔ سائنسی اور عمومی سوالات کے ساتھ ساتھ بعض سوالات اس طرح تھے کہ ربوہ کا نام ربوہ کیوں رکھا گیا ہے؟ ایک سوال یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب کشمیر کی طرف ہجرت کی تو کیا ان کی والدہ ان کے ساتھ تھیں۔ ایک سوال یہ تھا کہ کپاس کب کاشت کی جاتی ہے؟ ایک سوال یہ تھا کہ شیشے کی ڈنڈی کو پانی میں رکھا جائے تو کیسی نظر آئے گی۔ جب ہم نے پرچہ حل کر لیا تو اس کے بعد حضورؓ سے ملاقات تھی۔ اُس وقت پکا ربوہ نہیں بنا تھا، دفاتر بھی کچے ہی تھے۔ اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے ناظران کا اجلاس ہو رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد محترم پرائیویٹ سیکریٹری صاحب ہمیں اندر لے گئے۔ کچا کمرہ، کچا فرش، ہمیں بھی اُن کے ساتھ بٹھایا گیا۔ اس کے بعد ایک ایک پرچہ حضورؓ نے پڑھا۔ پرچے میں لکھے گئے

عجیب وغریب جوابات سننے سے محفل میں بہت رونق ہوگئی۔بہت بابرکت محفل تھی۔مکرم ومحترم چوہدری حمیداللہ صاحب نے یہاں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکات خلافت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اُس روز جن واقفین کو حضورؒ نے اکٹھے دری پر بٹھایا اُن میں سے تقریباً سبھی بعد میں ناظر یا وکیل بن گئے۔محترم مولانا بشیر احمد خان رفیق صاحب جامعہ پاس کرنے کے بعد لندن آ گئے۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں زمانہ طالبعلمی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا داخلے کے لئے دیگر لوازمات کے ساتھ ساتھ طلباء کا میڈیکل چیک اپ بھی ہوا کرتا تھا۔بہت پیارا دور تھا۔دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی روحانی تربیت کا بھی بطور خاص خیال رکھا جاتا تھا۔خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہاں پڑھنے کے علاوہ بعد میں پڑھانے کی بھی سعادت ملی وہاں اساتذہ کرام سبھی انتہائی شفیق تھے۔لیکن اس شفقت کے ساتھ ساتھ جہاں اصلاح کی بات ہوتی تھی تو وہاں طلباء کی تربیت کے لئے اساتذہ ایک شفیق باپ کی طرح نصائح بھی فرماتے تھے۔محترم صوفی بشارت الرحمن صاحب سے کچھ طلباء ڈرتے بھی تھے۔مگر صوفی صاحب سخت نہیں تھے۔جو فجر کی نماز میں غیر حاضر ہوتا تھا۔اس کی درس کی کلاس رات بارہ بجے ہوتی تھی۔صوفی صاحب نے اسے سپیشل کلاس کا نام دے رکھا تھا۔

ایک سوال کے جواب میں محترم چوہدری صاحب نے بتایا کہ مجھے کچھ مہینے مکرم ومحترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے بھی میتھ پڑھنے کا موقع ملا۔محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو زیرو پیریڈ لینے کی بھی عادت تھی جس سے طلباء کو بہت ہی فائدہ پہنچتا تھا۔بعد میں وہ آکسفورڈ آ گئے تھے۔محترم چوہدری صاحب نے برکات خلافت کے حوالے سے بھی بہت سے واقعات کا ذکر کیا کہ کس طرح قدم قدم پر خلیفہ وقت کی براہ راست راہنمائی سے اللہ تعالیٰ برکتیں عطا کرتا ہے اور کس طرح ہمیں ہر ہر معاملے میں خلیفہ کی دعائیں اور راہنمائی لینی چاہئے۔محترم چوہدری صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بھی اپنی ملاقاتوں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقتوں کا ذکر کیا۔

اسکے بعد محترم چوہدری حمیداللہ صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہاں محترم امام بشیر رفیق صاحب بھی موجود ہیں اگر وہ ہمیں کچھ باتیں اور واقعات بتانا چاہیں۔محترم بشیر رفیق خان صاحب نے مسجد فضل لندن کے ابتدائی ایام کے بارہ میں، اپنے اور مکرم چوہدری سر ظفراللہ خان صاحب کے ساتھ گزرے ہوئے بعض ایمان افروز واقعات سنائے۔

مکرم ومحترم لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے بھی حاضرین سے اپنے کالج کے زمانے کی یادوں کو بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح وہ پہلے غیر احمدی ہونے کی وجہ سے کالج میں الگ سے نماز پڑھا کرتے تھے اور پھر جماعت کی برکات دیکھ کر انہیں احمدیت قبول کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔اس کے بعد مکرم سر افتخار ایاز صاحب اور محترم امام عطاء المجیب راشد صاحب نے بھی کالج کے ایام اور وہاں کے تعلیمی اور روحانی ماحول اور اساتذہ کرام کی شفقتوں کا ذکر کیا۔

تقریب کے اختتام پر مکرم مبارک صدیقی صاحب صدر ایسوسی ایشن نے تمام مہمانوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم سب کو اس عظیم الشان درسگاہ میں پڑھنے کی توفیق ملی جس کی زمین پر خلفائے کرام کے بابرکت پاؤں پڑے اور اب بھی ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اس درسگاہ کا سابقہ طالبعلم ہونے کی وجہ سے بھی اس ایسوسی ایشن کا حصہ بننے کی توفیق ملی ہے جس کی براہ راست نگرانی اور راہنمائی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

محترم صدر صاحب نے بتایا کہ ہماری ایسوسی ایشن کا مقصد ایک تو ممبران کا مل بیٹھنا ہے دوسرے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق مستحق طلباء کی مالی مدد کرنا بھی ہے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال ساؤ ٹومے میں پرائمری سکول بنانے کی توفیق ملی ہے جبکہ سن دو ہزار سترہ میں بورکینا فاسو میں ایک پرائمری سکول تعمیر کیا جائے گا۔تقریب کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

چوہدری صاحب

(آصف محمود باسط۔لندن۔قسط اوّل)

یہ 1990 کی بات ہے۔ میں ربوہ میں نووارد تھا۔ کراچی سے میٹرک کر کے ربوہ پہنچا تھا۔ اس سے پہلے ربوہ میں میرا قیام پیدائش کے چند ماہ بعد سے لے کر سات سال کی عمر تک رہا تھا۔
اس کے بعد ہم والدِ محترم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب کے ساتھ زیمبیا چلے گئے۔ 1987 میں واپسی ہوئی تو مجھے کراچی میں رکنا پڑا۔ والد اور والدہ ربوہ میں مقیم رہے۔ میٹرک کیا اور کالج میں داخلہ لینے کے لئے ربوہ آ گیا۔

اگر چہ بچپن کا ابتدائی حصہ ربوہ میں گزرا تھا اور ربوہ کی بہت سی حسین یادیں اس دور کی بھی تازہ تھیں، مگر ہوش کی حالت میں ربوہ سے ملاقات کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ ہر شہر کی طرح ربوہ کی بھی ایک اپنی شخصیت تھی جو ہر نووارد کو فوراً کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ ربوہ میں خلافت کے ہجرت کر جانے کے زخم ابھی تازہ ہی تھے اور اس زخم کی جلن ربوہ کی شخصیت کا ایک حصہ تھی۔ مسجد مبارک میں خاص اہتمام سے نمازِ مغرب کے لئے بالخصوص دور نزدیک سے جمع ہونے والوں کے ہجوم اس زخم کا پتہ دیتے تھے، اور ''توں نئیں تے تیریاں یاداں سہی'' کی کیفیت کے مظہر تھے۔ ربوہ کی گلیوں میں کئی احساسات تھے جو دھڑکتے تھے۔ جدائی کا احساس، ہجر کا کرب، وصل کی امید۔ مجھ نووارد کا جس ربوہ نے استقبال کیا وہ ان احساسات سے معمور تھا۔ انہی دنوں روزنامہ الفضل ربوہ میں ایک غزل شائع ہوئی۔ اس کے مطلع نے ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا۔

> کس کی یاد آ گئی ناگہاں شہر میں
> رک گئے کرب کے کارواں شہر میں

یہ تو بعینہ اس کیفیت کی عکاسی تھی جس کیفیت کو میں ربوہ کے نام سے جاننے لگا تھا۔ کرب کے کارواں ربوہ کی گلی کوچوں میں واقعۃً ایسے ہی رقص کرتے تھے۔ اس شعر نے دل کو بہت زور سے اپنی گرفت میں لے لیا۔ ادب میں سماجی کیفیات کے اظہار کو دیکھنے کا یہ میرا پہلا تجربہ تھا اور شاید اسی دن سے ادب کی یہ اہمیت دل میں راسخ بھی ہوگئی۔ جیسے عجلت کے مارے لوگ ناول شروع کرتے ساتھ ہی آخر پر جا کر دیکھ لیتے ہیں کہ مرکزی کردار زندہ رہا یا مر گیا، میں نے بھی اسی عجلت سے باقی تمام اشعار کو چھوڑ کر آخر پر شاعر کا نام دیکھا:

''چوہدری محمد علی''

میں انہیں نہیں جانتا تھا۔ میں تب ویسے بھی کم ہی کسی شاعر کو جانتا تھا۔ خیر! ناواقفیت کے باعث میرے لئے یہ نام بے معنی ٹھہرا۔ مگر شعر کے اندر زندگی کی ایسی رمق میں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ شعر و ادب سے واقفیت یوں بھی نہ ہونے کے برابر تھی۔ تھی تو بس اس قدر کہ جب زیمبیا روانہ ہوئے تو میری والدہ نے پاکستان کے سکولوں میں پڑھائی جانے والی اردو کی نصابی کتب رکھ لیں، جن سے وہ مجھے اردو لکھنا پڑھنا سکھاتیں۔ زیمبیا میں قیام کے پانچ سالوں میں سے پہلے سال دو سال ہی میں یہ کتب میں کئی مرتبہ پڑھ بھی چکا تھا اور املا وغیرہ کے سلسلہ میں لکھ بھی چکا تھا۔ کتابیں ازبر ہونے کے ساتھ ساتھ غیر دلچسپ بھی ہو چکی تھیں۔ لہٰذا والد صاحب کو یہ طریقہ سوجھا (اللہ انہیں بہت جزا دے) کہ روزنامہ الفضل جو باقاعدگی سے مشن ہاؤس میں آتا ہی تھا، اس سے اردو پڑھنے اور لکھنے کی مشق کی جائے۔ تو اردو ادب سے پہلے تعارف کا ذریعہ الفضل بنا۔ اس سے پہلے پانچویں

جماعت تک کی کتب میں مضامین یا منظوم کلام جس سطح کے ہوتے ہیں وہ سبھی جانتے ہیں۔سوالفضل نے ایک انجانی دنیا کا دروازہ کھولا اور وہ دنیا تھی جماعت احمدیہ کا دبستان۔شاعری والد صاحب اسی سے پڑھاتے بھی اور لکھواتے بھی،مگراس کی گہرائی سے واقفیت کم عمری کے باعث کم کم ہی ہو پائی۔مگراس روزالفضل میں یہ جوشعر پڑھا،اور جوزور سے دل کولگا،اس میں اس بنیاد کا ضرور ایک اہم کردار تھا۔

خیر،میں نے شاعر کے نام کونظر انداز کیا اور اگلے اشعار پڑھنے لگا۔اب آپ بھی میرے ساتھ ہجرزدہ ربوہ کی سردیوں کی ایک دوپہر کی نرم گرم دھوپ میں بیٹھ کر اگلے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

لے گیا اپنے ہمراہ سب رونقیں
وہ جو تھا اک حسیں نوجواں شہر میں
وہ جہاں بھی رہے مسکراتا رہے
کہہ رہے ہیں یہ خالی مکاں شہر میں
شہر کا ناز تو شہر سے جا چکا
کس لئے آئے ہواب میاں! شہر میں

آخری شعر پرتو واقعی میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے۔یوں لگا کہ شعر کا مخاطب میں ہوں جواس ہجرت زدہ شہر میں منہ اٹھا کر چلا آیا ہوں۔دل پر ایک عجیب اداسی کی کیفیت غالب آگئی۔ان دنوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز باقاعدگی سے ادا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔شام ڈھلے مغرب کی نماز کے لئے مسجد مبارک پہنچا تو نماز سے پہلے صف میں قبلہ رُو کھڑے ہوئے باہر قصرِ خلافت پرنظر پڑی۔اس روز پڑھا ہواوہ شعر کسی عفریت کی طرح میرے ذہن پرسوار ہوگیا۔

وہ جہاں بھی رہے مسکراتا رہے
کہہ رہے ہیں یہ خالی مکاں شہر میں

یہ خالی مکان تو جانے کیا کچھ کہہ رہا تھا۔مکان یہ تو کہہ ہی رہا تھا کہ وہ جہاں بھی رہے مسکراتا رہے،مگرساتھ ساتھ جانے والے سے گویا یہ سوال بھی کررہا تھا کہ اب میں کبھی مسکراؤں گا بھی کہ نہیں؟ ساتھ ربوہ کی ڈھلتی ہوئی شام اور کہیں دورچکی کے کوکنے کی آواز بھی شامل کرلیں،تو آپ اس اداس کیفیت کوشاید سمجھ سکیں۔

الفضل ہمارے یہاں روزانہ آتا تھا اور روزانہ اسے پڑھنے کا اہتمام بھی ہمیشہ نظر آیا۔ایک تو گھر میں یہ رجحان تھا جس نے مجھے بھی الفضل کا باقاعدہ قاری بنادیا اور ایک سبب یہ بھی شاید ہوکہ اس دور میں وقت گزارنے (یا ضائع کرنے) کے ذرائع کی اسقدر بہتات نہ تھی جو آج ہماری نوجوان نسل کو میسر ہے۔پھر ربوہ کی گرمیوں کی طویل،نہ ختم ہونے والی دوپہروں میں ایسا نوجوان جو کراچی جیسے سبک رفتار شہر سے آیا ہو،اسے نیند کا نہ آنا کوئی اچنبہ کی بات نہ تھی۔سوالفضل ان صحرابدوش دوپہروں کا ساتھی بن گیا۔اب یہ تھا کہ الفضل کھول کر سب سے پہلے صفحہ نمبر 2 پر جا کر وہاں چھپی ہوئی غزل یا نظم پڑھی جائے۔

مصلح الدین راجیکی،روشن دین تنویر،خواجہ ظہورالدین اکمل،مختار شاہجہان پوری،سلیم شاہجہان پوری،عبدالمنان ناہید،میر اللہ بخش تسنیم،عبیداللہ علیم اور ایسے ہی بہت سے نابغہ روزگار شعراء سے بنیادی تعارف الفضل کے اسی دوسرے صفحہ سے حاصل ہوا۔کسی شاعر کے تصور کے ساتھ ربوہ کے موسم گرما کی طویل دوپہر منسلک ہوکر رہ گئی،کسی کے ساتھ گرما کا علی الصبح کا وقت جب صحن میں بچھی چارپائیوں پر دھوپ آنے میں ابھی کچھ وقت ہوتا وابستہ ہوگیا،کسی کے ساتھ ربوہ کی موسمِ سرما کی نرم ملائم دھوپ کا تصور جڑ گیا اور کسی کے ساتھ ربوہ کی رات کا وہ پہر چپک کر رہ گیا جب بجلی چلے جانے کے باعث لالٹین جل رہی ہوتی۔مگر ایک نام جس کے ساتھ ربوہ کا ہر پہر چسپاں ہوگیا اور آج تک چسپاں ہے،وہ نام تھا چوہدری محمد علی مضطر۔

اب شعر کی جو کچھ سمجھ بوجھ حاصل ہوگئی،تو اس اجنبی کے کلام کا اور بھی لطف آنے لگا۔کسی بھی وقت پڑھ لو،کہیں بھی پڑھ لو،کسی بھی پہر میں پڑھ لو،یہ کلام یکساں لطف دیتا اور کبھی کوئی شعر غیرضروری نہ لگتا۔ہر شعر اپنے اندر شعریت اور تغزل کا بھرپور جہاں لئے ہوئے ہوتا۔

ایک روز مجھے اس اجنبی شاعر نے چونکا دیا۔ایک غزل شائع ہوئی اور ہر شعر ایسا جیسے سانس لیتا ہو۔جیسے زندہ ہو۔جیسے کسی نے اس میں زندگی کی روح پھونک دی ہو۔پھر پڑھنے والے کی عمر نوجوانی کی اس منزل پر ہو جہاں تخیلات کے سائے اس کے ذہن کے قرطاس پر عجیب نقش ونگار بناتے

ہوں، ایسے میں اس نوجوان کو ان اشعار نے کس طرح وارفتگی کا شکار کیا ہوگا، آپ خود ان مصرعوں اور اشعار کو پڑھ کر اندازہ کر لیں۔ آغاز ہی کیسا تخیلاتی ہے۔

تان کر چہروں کی چادر دھوپ کو ٹھنڈا کیا

اور پھر یہ کہ۔

کھٹکھٹانے پر بھی وا نہ دل کا دروازہ کیا
ہم نے ہر حالت میں اپنے آپ سے پردہ کیا
لوگ دیواروں کے رستے انجمن میں آ گئے
خود بھی رسوا ہو گئے اوروں کو بھی رسوا کیا

پھر اس نوجوانی کی عمر میں جہاں دین اور دنیا کے خطوط ایک دوسرے کو کاٹتے بناتے گزرتے ہوں، وہاں یہ شعر کیسا دل میں اترا ہوگا۔

تیری دنیا دائرہ در دائرہ در دائرہ
دائروں کے دیس میں ہم نے سفر تنہا کیا

یہ شعر اس عمر میں سمجھ میں نہ آیا مگر ایسا پسند آیا کہ دل میں گھر کر گیا کہ

رات کو شیشہ دکھا کر شہر کی تصویر لی
دور تک کھڑکی کے رستے چاند کا پیچھا کیا

اور یہ شعر تب بھی بہت بڑا شعر معلوم ہوا مگر آج تو اور بھی عظیم لگتا ہے کہ

تم تو اک پتھر گرا کر مسکرا کر چل دیئے
وقت کا ویران سینہ دیر تک گونجا کیا

جب اگلے شعر پر پہنچا تو دل اداس ہو کر رہ گیا۔ کیسی کربناک تنہائی میں لکھا گیا ہوگا یہ شعر:

آہٹیں درانہ در آئیں سسکتی ہانپتی
میں نے جب ویران کمرے میں ترا چرچا کیا

اس شعر کو پڑھ کر میں نے پہلی بار محسوس کیا کہ یہ آدمی، جس کا نام چوہدری محمد علی مضطرؔ ہے، اب میرے لئے اجنبی نہیں۔ میں اسے جانتا تو نہیں مگر جاننا چاہتا ضرور ہوں۔ سو میں اس آدمی کی کھوج میں نکل کھڑا ہوا۔

جیسا کہ ذکر ہوا، میں ان دنوں ربوہ میں نووارد تھا۔ ربوہ کی ہر چیز مجھے اپنی طرف کھینچتی تھی۔ اس شہر کی ہر ادا نرالی اور دلربا تھی۔ میں نے اتنی بڑی تعداد میں بزرگوں کو ایک ہی شہر میں رہتے کبھی نہ دیکھا تھا۔ کہیں حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے ہیں، کوئی آپؑ کا نواسہ ہے، کوئی آپؑ کے خاندان کا بچہ ہے، کہیں کوئی صحابی ہے، کہیں نذیر احمد مبشر صاحب جیسا دعا گو انسان جو ساری عمر عجیب و غریب حالات میں افریقہ میں تبلیغِ اسلام کر کے آیا ہے، دوست محمد شاہد نامی ایک بزرگ ہیں جو جماعت احمدیہ کی تاریخ مرتب کر رہے ہیں، احمد علی شاہ صاحب جیسا بزرگ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود اپنی تقریر سے مسجد کے در و دیوار ہلا دیتا ہے۔ مجھے یہ سب عجیب و غریب دنیا کے باسی لگتے۔ میں اپنے والد صاحب سے ان بزرگوں کے بارہ میں پوچھتا رہتا، وہ مجھے بتاتے رہتے۔ کچھ زیادہ تعارف حاصل ہو جاتا تو انہیں ملنے چلا جاتا اور خود پر فخر کرتا کہ ایک باکمال آدمی سے ملنے کی سعادت حاصل ہوگئی۔

سو چوہدری محمد علی صاحب کے بارہ میں بھی معلوم کرنا چاہا کہ یہ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ پتہ چلا کہ ربوہ ہی میں رہتے ہیں۔ کہاں رہتے ہیں؟ جواب ملا کہ دارالصدر میں جو ایک بڑی سی لال کوٹھی ہے، جو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی کوٹھی کہلاتی ہے، اس میں کہیں رہتے ہیں۔ یہ سوال میں نے گرمیوں کی ایک دوپہر میں پوچھا تھا۔ میں نے قصد کر لیا کہ میں ان سے ضرور ملوں گا اور آج ہی ملوں گا۔ مگر اس روز دوپہر ڈھلنے ہی میں نہ آتی تھی۔ ذرا سورج شام کی طرف چلنے لگا تو میں نے اپنا سائیکل اٹھایا اور اس کوٹھی کے گیٹ پر جا موجود ہوا۔

بڑا سا سلیٹی رنگ کا گیٹ ایسے بند تھا جیسے کبھی کھلا ہی نہ ہو۔ اس پر کچھ ایسا کنڈا وغیرہ بھی نہیں تھا جو ربوہ میں عام طور پر گھروں کے بیرونی دروازوں پر لٹکا ہوتا ہے۔ ہاتھ زور زور سے مار کر دستک دی مگر اتنی بڑی کوٹھی میں آواز کسی کو نہ گئی۔ بلکہ اس دستک کو شاید میرے علاوہ کسی نے سنا ہی نہ ہوگا۔ پھر کہیں ایسا تو نہیں کہ جس آدمی نے یہ لکھا ہے کہ۔

کھٹکھٹانے پر بھی وا نہ دل کا دروازہ کیا

وہ اپنے گھر کا دروازہ بھی مجھ پر وا نہ کرے گا۔ لیکن میں نے بھی ضد پکڑ لی۔ گیٹ کو کھولا تو گیٹ بڑے آرام سے کھل گیا۔ سامنے کے برآمدوں میں دھوپ میں نہائے پودے ابھی سستانے لگے ہی تھے۔ ان کے علاوہ وہاں کوئی نہ تھا۔ برآمدے میں دروازے اور کھڑکیاں مقفل تھیں اور ایسے مقفل

تھیں جیسے بقول فیض کہہ رہی ہوں کہ۔

اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا

میں ٹہلتا ہوا کوٹھی کے عقب میں جا نکلا۔ یہاں ایک دروازے میں کچھ زندگی کی رمق نظر آئی جیسے یہاں سے کوئی آتا جاتا ہو۔ میں نے اس دروازہ پر دستک دی۔ ساتھ ہی آواز آئی:

''کون..؟؟''

آواز میں ایک عجیب کڑک تھی۔ مجھے لگا کہ میں نے کسی ویران کمرے میں عجیب آہٹوں کا چرچا کر دیا ہے۔ کسی کی تنہائی میں مخل ہونے کا احساس ہوا۔ کچھ یہ خوف اور کچھ یہ کہ مجھے ''چوہدری محمد علی'' کسی شاعر کا کم اور کسی وڈیرے کا نام زیادہ لگتا تھا۔ دل تو چاہا کہ بھاگ کھڑا ہوں۔ مگر عجیب بے تمیزی لگے گی اور یہ کہ دروازہ کھٹکھٹا کر بھاگ کھڑے ہونے والے بچوں کی تو خوب شامت بھی آیا کرتی ہے۔ پھر آواز آئی ''کون؟؟'' اب آواز نسبتاً زیادہ قریب تھی۔ کچھ سمجھ نہیں آئی کہ کیا کہوں۔ نام بتاؤں؟ مگر انہیں میرا کیا پتہ۔ خیر ڈرتے ڈرتے جواب دیا:

''چوہدری صاحب کو ملنا ہے۔''

اب جو جواب آیا وہ بہت ہی محبت میں ڈوبا ہوا تھا:

''آجاؤ آجاؤ، دروازہ کھلا ای اے''

(پنجابی کی لطافت میں گندھا ہوا جملہ)

دروازہ کھولا تو سامنے سیڑھیاں تھیں اور اوپر ایک بزرگ آدمی ہاتھ میں کوئی کتاب اور اپنی عینک لئے، تہمند باندھے کھڑے تھے۔ انہوں نے سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے پوچھنا شروع کر دیا کہ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ خیریت ہے؟

میں نے اپنا نام بتایا، اپنے والد صاحب کے نام سے تعارف کروایا تو یہ بزرگ قادیان کی گلیوں میں جا نکلے۔ اپنے کشادہ سینہ سے لگایا اور بتانے لگے کہ:

''آپ کے دادا جان کی تو مسجد مبارک کے بالکل ساتھ ہی دوکان ہوا کرتی تھی۔''

اپنے کمرے میں لے گئے۔ بڑی محبت سے بیٹھنے کے لئے کہا۔ پھر کہا کہ وہ سامنے فریج ہے، جو جی چاہیں وہاں سے خود لے لیں، تکلف نہیں کرنا۔ مگر میں نے حکم عدولی کرتے ہوئے تکلف کیا اور کہا کہ مجھے کچھ نہیں کھانا، بس آپ سے ملنا ہی تھا۔ مگر انہوں نے خود اٹھ کر ایک سیب نکالا، اسے چھیلا اور طشتری میں رکھ کر میرے سامنے رکھ دیا۔

مجھے اس سیب سے کچھ غرض نہیں تھی۔ میں ان کے اشعار کی تعریف کرنا چاہتا تھا، مگر اس وقت کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا تعریف کروں۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ بس اتنا کہا کہ آپ کے شعر پڑھ کر بہت مزہ آتا ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ سبھی شعر بہت اچھے لگتے ہیں مگر آج آپ کے یہ شعر پڑھے ہیں۔ ہر مصرعہ دامن پکڑ لیتا ہے۔ کہنے لگے مثلاً؟

میں نے کہا مثلاً یہ کہ۔

آہٹیں درانہ در آئیں سسکتی ہانپتی
میں نے جب ویران کمرے میں ترا چرچا کیا

محترم چوہدری صاحب پر رقت طاری ہوئی۔ ان کی ٹھوڑی کپکپانے لگی۔ میں سخت گھبرا گیا کہ میں نے ایسا کیا کہہ دیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ چوہدری صاحب ہیں ہی نہیں اور اب انہیں یہ بتانا نہیں آ رہا۔ یا انہیں یہ صدمہ پہنچا ہے کہ یہ دن بھی دیکھنا تھے کہ گلی محلہ کے لونڈے میرے شعروں پر تبصرے کرتے پھریں۔ مگر یہ رقت بہت جلد دور ہو گئی اور چوہدری صاحب بہت محبت سے گفتگو کرنے لگے۔ یہ تو بعد میں (مگر بہت جلد) معلوم ہوا کہ چوہدری صاحب نہایت رقیق القلب ہیں اور رقت کی یہ کیفیت ان پر کسی بھی وقت آ سکتی ہے۔ بالکل جیسے آہٹیں چوہدری صاحب کے کمرے میں درانہ در آتی ہیں، اسی طرح یہ کیفیت بھی چوہدری صاحب کے دل پر درانہ در آتی ہے اور کسی بھی وقت آ جاتی ہے۔

(...جاری)

TI College Annual Sports 1970.
Late Imam BA Rafiq Sahib is distributing prizes to winners.
Function Secretary Nasir Javed Khan can be seen in centre.

مجلس عاملہ کی میٹنگ کے بعد

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ
کے طلباء کا دورہ مراکش ۲۰۱۷ء کی چند تصاویر

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ

کے طلباء کا دورہ مراکش ۲۰۱۷ء کی چند تصاویر

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ

کے طلباء کا دورہ مراکش ۲۰۱۷ء کی چند تصاویر

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ

تعلیم الاسلام کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے کی مجلس عاملہ ونائبین کی

ایک یادگار تصویر برموقع جلسہ سالانہ یوکے 2016ء